علمی خیانتیں

تصنیف

فیلسوفِ اسلام علامہ **سید عدیل اختر** صاحب قبلہ طاب ثراہ

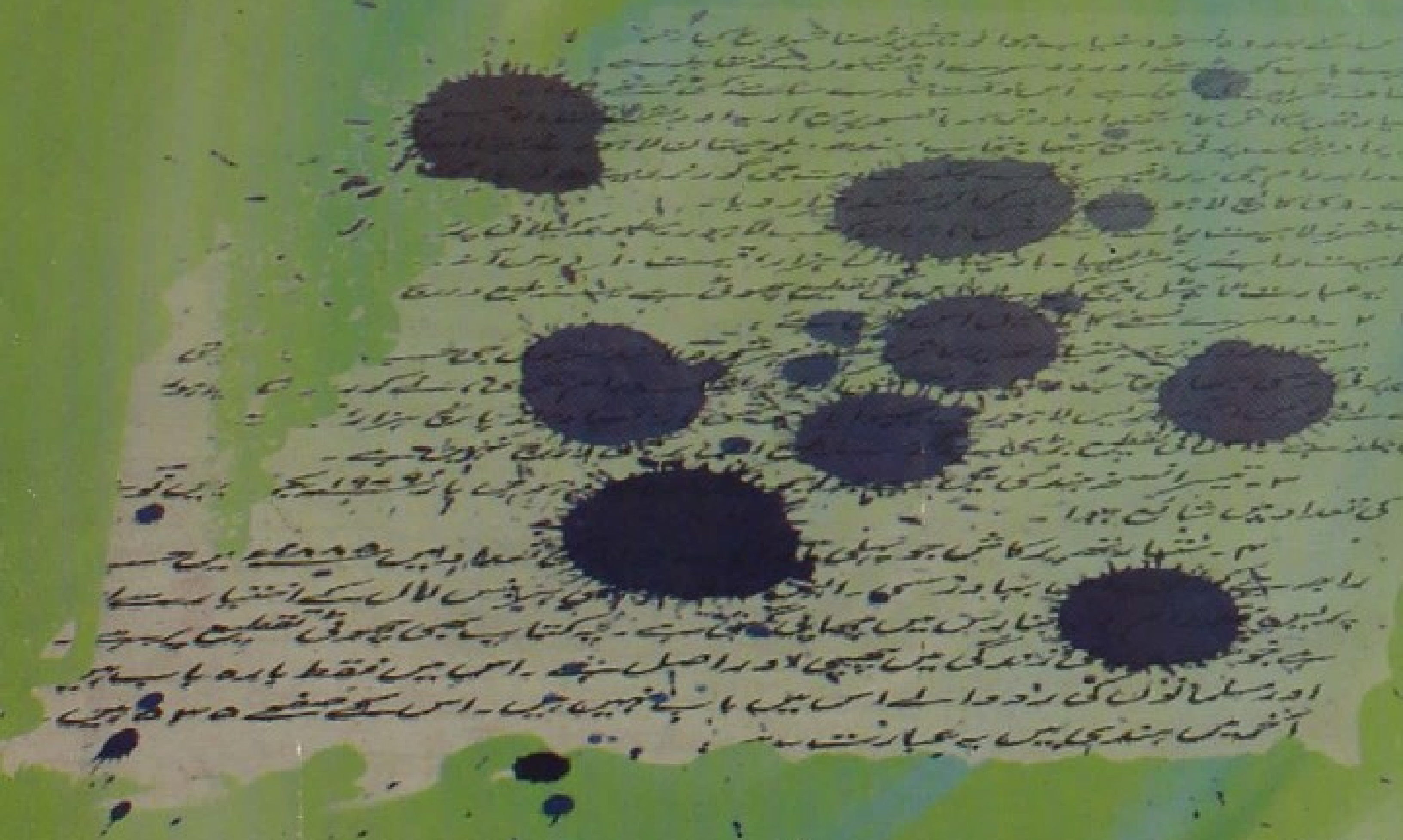

ناشر

تنظیم المکاتب

گولہ گنج لکھنو ۔۸۱ (ہندوستان)

باسمہٖ سبحانہ

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا

عِلمی خیانتیں

تصنیف

فیلسوفِ اسلام علامہ سید عدیل اختر صاحب قبلہ طاب ثراہ

(سابق پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ)

شائع کردہ

تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ (انڈیا)

فون: ۲۱۵۱۱۵ — فیکس: ۲۲۸۹۲۳

Rs 30 P 00

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

○ نام کتاب: ____ علمی خیانتیں
○ مُصنّف: ____ علامہ عدیل اختر طاب ثراہ
○ کتابت: ____ جے۔ احمد
○ سنہ اشاعت: ____ فروری ۲۰۰۰ء
○ تعداد: ____ ایک ہزار
○ ناشر: ____ تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ ۔۱۸ (انڈیا)
○ مطبوعہ: ____ اے۔ بی۔ سی پریس، دہلی
○ ھدیہ: ____

ملنے کے پتے:

○ دفتر تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ ۔۱۸ (انڈیا)
○ جامعہ انوار العلوم، مرزا غالب روڈ، الہ آباد
○ جامعہ جوادیہ، پرہلاد گھاٹ، بنارس
○ مولانا انیس الحسن صاحب قبلہ، اے۔ ۱، نیو شوکت سوسائٹی، ۱۹۔ نوروجی ہل روڈ ڈونگری، بمبئی ۔۹
○ مولانا محمد علی آصف صاحب قبلہ، غازی پور، ڈاکخانہ گوگوان، ضلع مظفر نگر
○ دفتر معاون کمیٹی تنظیم المکاتب، ہمدانیہ کالونی، بمنہ، کشمیر ۱۹۰۰۱۰
○ دفتر اسلام شناسی، زینبیہ، ۱۳۲۔ حسینیہ مارگ، بمبئی ۔۳

بسمہٖ سبحانہٗ

عرضِ تنظیم

زیرِ نظر کتاب بانیٔ تنظیم طاب ثراہ کے استاد علامہ عدیل اختر طاب ثراہ کی عالمانہ کاوشوں کا نادر الوجود نمونہ ہے۔ علامہ موصوف نے ایک اہم، مفید اور انقلاب آفریں موضوع کی طرف رہنمائی کی ہے جس کی طرف ابتک صاحبانِ علم و دانش متوجہ نہیں ہوئے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی طرف سے شائع ہونے والی حدیث، تاریخ اور تفسیر کی ماخذ کتابوں میں مسلسل تحریف ہو رہی ہے ــ ایک اڈیشن میں جو کچھ شائع ہوتا ہے دوسرے اڈیشن میں اپنے قومی اور نظریاتی مفادات سے ٹکرانے والی عبارت حذف کر دی جاتی ہے، یا الفاظ کو توڑ مروڑ کے فقرے بدل دئیے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔

بالخصوص اہلبیتؑ پیغمبرِ اکرمؐ کی عظمت و جلالت اور ان کے منصبِ ولایت کا اعلان کرنے والی حدیثیں اپنے مجموعہ سے نکالی جا رہی ہیں۔ یہ وہ علمی خیانت ہے جس کا نتیجہ آنے والی نسلوں کے لئے بے انتہا مضر اور موجودہ صاحبانِ قلم اور قارئین کے لئے پریشان کن ہے۔

لکھنے والا ایک اڈیشن سے حوالہ دیتا ہے، پڑھنے والا اسی کتاب کے دوسرے اڈیشن میں اس حدیث یا روایت کو تلاش کرتا ہے، مگر وہ حدیث یا روایت اُسے نظر نہیں آتی، تو وہ لکھنے والے بلکہ اس کے مذہب ہی کو جھوٹا سمجھنے لگتا ہے۔

ضرورت تھی کہ ایسی علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا جائے اور ہر اڈیشن میں ہونے والے تحریفات کی نشان دہی کی جائے اور ایسی کتاب عالم وجود میں آجائے جو اشاعت کے حوالوں کے ساتھ ان خیانتوں کی فہرست پیش کر دے۔

علامہ مرحوم نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک تو نہیں پہونچایا مگر بنیاد کا پتھر رکھ دیا ہے اور صاحبانِ تحقیق و تصنیف کے لئے علمی خدمت کا ایک اہم باب کھول دیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا با حوصلہ علماء کو توفیق دے کہ اس کام کو مکمل کر دیں۔

اس مختصر کتاب کی اہمیت، افادیت اور جامعیت کے پیش نظر ادارہ اِسے دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہے۔

طبع ثانی میں اصل کتاب کے علاوہ تعارفی اور مقدماتی تحریروں کو بھی من و عن شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اصل مسودہ نہیں تھا اس لئے پروف ریڈنگ بار اوّل کی طبع شدہ کتاب کے سہارے کی گئی۔ جن حوالوں سے متعلق کتب جامعہ امامیہ کی لائبریری میں مل سکیں انھیں اصل سے بھی ملایا گیا ہے۔ مگر غلطی کے امکانات باقی ہیں صاحبان نظر سے گذارش ہے کہ پروف ریڈنگ میں رہ جانے والی امکانی غلطیوں کی طرف ہمیں متوجہ کر دیں تا کہ آئندہ اشاعت میں ان کی اصلاح کی جا سکے۔

پروردگار اس کتاب کے مؤلف کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے اشاعتی خدمات کے تسلسل کو یونہی باقی رکھتے ہوئے مزید توفیقات عطا فرماتا رہے۔

سید صفی حیدر
سکریٹری تنظیم المکاتب، لکھنؤ

تعارف

علامہ سیّد عدیل اختر صاحب قبلہ طاب ثراہ سابق پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی سہ سالہ تعلیم و تربیت نے مجھے وہ سب کچھ عطا کیا جس کی بدولت آج اپنی خامیوں کے باوجود دین اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کر رہا ہوں۔

سب سے پہلے استاد محترم کی کتاب "صلح حسنؑ" مومنین جلالپور کی مدد سے چھاپی۔ اس کے بعد علامہ مرحوم کے شاگردوں، اعزّا اور قدر دانوں کی مدد سے "مکتبۂ افادات عدیل اختر پٹنہ" قائم ہوا۔ جس سے "تدلیس شبلی" اور "صلح حسنؑ" کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ میں جب سفر حج کے لئے روانہ ہو رہا تھا تو مکتبۂ افادات عدیل اختر کی کتابوں اور روپیہ کو تنظیم المکاتب کے حوالہ کر دیا، نیز ایک ہزار روپیہ کا عطیہ بھی جو اس مقصد کے لئے حاصل ہوا تھا اس کو بھی تنظیم المکاتب کے حوالہ کر کے "عدیل اختر فنڈ" قائم کر دیا، تاکہ علامہ مرحوم کی کتابیں بھی شائع ہو جائیں اور آپ کی کتابوں کے بعد اس فنڈ سے دوسری جس قدر بھی کتابیں چھپتی رہیں ان کی آمدنی کا کچھ حصہ مکاتب کی امداد پر خرچ ہوتا رہے۔ چنانچہ "علمی خیانتیں" شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف موضوع پر واحد کتاب ہے بلکہ یہ موضوع خود بھی ایسا اچھوتا ہے کہ اس کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب اب تک نہیں لکھی گئی ہے۔ اس کی افادیت پڑھنے پر خود ہی معلوم ہو جائے گی۔ والسّلام

سیّد غلام عسکری (طاب ثراہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علمی خیانتیں

تصنیف بے عدیل ہے "علمی خیانتیں"   اک اخترِ جمیل ہے "علمی خیانتیں"
دیکھیں تو آپ دفترِ عبرت ہے یہ کتاب   اک واعظِ جلیل ہے "علمی خیانتیں"
(حضرت ثمر لکھنوی)

علمی خیانتیں

استاذی العلام فیلسوفِ اسلام جناب علّامہ مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ مدظلہ (علی نگر پالی ضلع گیا۔ صوبہ بہار) کی اس تحقیق و تلاش کا گرانقدر نتیجہ ہے، جس کے غیر فانی فائدے سے شیعی دنیا والے رہتی دنیا تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ناقابلِ فراموش فریضہ کی ادائیگی کا بار تمام ان افرادِ قوم کی گردن پر تھا جو شیعیت کی علمبرداری کے حقدار تھے۔ بڑی مسرّت ہے کہ استاذی العلام نے اس گراں بہا اور اہم فریضہ سے دیگر علماءِ اسلام کی ذمّہ داری کو سبک دوش کر دیا۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارے برادرانِ یوسف نے ہماری گردن زدنی کے ذریعہ سے اپنی خون آشام شمشیروں کو نیام کے اندر آرام نہیں لینے دیا۔ تعجّب ہے اور بڑا تعجّب ہے کہ ہم سرزمینِ عالم پر مادرِ گیتی کی آغوش میں کیونکر سانس لے رہے ہیں اور ہمارا وجود سطحِ ارض پر کیونکر باقی رہ گیا۔ بہر حال کوئی نورِ خدا کو بجھا نہیں سکتا۔ ہم ائمہ اہلبیتؑ کے

نام لینے کی برکت سے (جو اسم اعظم سے کم نہیں) مثل موسیٰؑ تقیہ کے صندوقوں میں بادِ مخالف کے انتشار افزا جھونکوں سے بچ کر ساحل مراد تک اس حال میں پہونچے کہ دریائے ظلم و جور کی موجیں اپنے تھپیڑوں سے اور قتل و غارت کے سمندر اپنی طغیانی سے ہماری زندگی کے تختے کو الٹ کر تہ نشین کرنے میں کامیابی نہ حاصل کر سکے۔

ہم بچے اور بچ کر ساری دنیا پر چھا گئے۔ کون نہیں جانتا کہ سب سے بڑا عالم شیعہ۔ سب سے بڑا شاعر شیعہ۔ سب سے بڑا مقرر شیعہ۔ سب سے بڑا کاتب شیعہ۔ سب سے بڑا سیاسی شیعہ۔ سب سے بڑا لیڈر شیعہ ہی رہے۔ اور آج بھی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ دنیا اپنے پروپگنڈے سے نا اہل کو اچھال دے اور اہلِ مثلِ سابق فاضل و مفضول کے غیر مستحسن جال کا شکار بن کر رہ جائے۔

بہر حال زمانۂ دراز کے بعد با اطمینان زندگی کے سانس لینے کا موقع ملا ہم نے کھل کر اپنے تصنیفات دنیا کے سامنے پیش کئے اور اپنے مذہب کو ظاہر کیا۔ اور لطف تو یہ ہے کہ اپنے مذہب و مقصد پر مخالفین کی کتابوں سے استدلال شروع کر دیا۔ اب تو سواد عالم کے علمبرداروں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں بڑی گھبراہٹ محسوس کی۔ لہٰذا اب اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ کتاب کو مسخ اور محرف کر ڈالیں۔ جو چیزیں علماء سابقین، مذہب کے خلاف الحق یعلو ولا یُعلیٰ کی حیثیت سے لکھ گئے انھیں نکال دیں اور موقع کے مطابق عبارتیں بڑھا دیں۔ اس سلسلہ میں ہماری ان کتابوں پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا جو ان کے مطبعوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس تحریف و تغییر کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسے تو وہی جان سکتا ہے جو نہایت وسیع النظر اور بالغ الفکر ہو۔

تحریف کی فیکٹری

ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ یہ تحریف کتب کی فیکٹریاں دنیا کے مختلف گوشوں میں قائم ہیں اور تحریف کا کام۔ بڑی تیزی سے ہوتا رہا اور اب بھی جاری ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اپنے سفر نامہ روم و شام و مصر کے ص ۷۱ طبع آگرہ پر لکھتے ہیں:

''یہاں عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کتاب قدیم یا جدید چھاپنا چاہتا ہے

تو پہلے وہ کتاب 'معارف' کے سر رشتہ میں پیش کی جاتی ہے۔ وہاں معائنہ اور تفتیش کا جداگانہ صیغہ ہے۔ اس صیغہ کے عہدیدار کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں اور ان کی رپورٹ کے موافق بعض اوقات کتاب کا چھاپنا روک دیا جاتا ہے، یا اس میں اصلاح کی جاتی ہے ...... لیکن افسوس ہے کہ آج کل اس کا طریقِ عمل اعتدال، سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ صیغہ تحریف و تغیّر کی روک کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ مگر بعض اوقات اس نے خود تحریف و تغیّر پر عمل کیا ہے۔ میرے سامنے ایک مطبع میں شرح عقائد نسفی چھپ رہی تھی۔ 'معارف' نے اس کتاب کی وہ تمام عبارت قلمزد کر دی تھی جس میں خلافت کی بحث ہے اور الائمۃ من قریش کی حدیث مذکور ہے۔ مطبع والوں نے مجبوراً اسی قلمزد نسخہ کو چھاپا۔ میں نے اصل نسخہ جس پر 'معارف' نے یہ تصرّف کیا تھا دیکھا اور مجھ کو یاد ہے کہ اس وقت میں رنج و غصّہ کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے یہ تصرّف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش میں کیا ہو گا۔"

یہ تو ایک نظیر تھی جو علاّمہ شبلی کی زبانی بیان کی گئی۔ ایسے سیکڑوں تغیّرات آپ کو اس کتاب یا رسالہ میں نظر آئیں گے۔ میں بڑی مسرّت کے ساتھ اس رسالہ "علمی خیانتیں" کو شائع کر رہا ہوں اور ناظرین کرام سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کے صفحات کو محفوظ رکھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ والسّلام

سیّد نجم الحسن کراروی
۲۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء

نوٹ: مولانا مدظلہ نے اس چیز کو وقتاً فوقتاً "الواعظ" اور "اصلاح" میں تحریر فرمایا تھا، اس لئے کہیں کہیں ان رسالوں کا ذکر آ گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الّذی کتب علیٰ عبادہٖ اداء الامانة ومدح المومنین بکونھم لاماناتھم وعھودھم راعین حظر الخیانة وذمّ المختانین بقولہٖ ان اللہ لایھدی کید الخائنین والصّلوٰة والسلام علیٰ رسولہ الّذی ادّے کلما اوتمن حیث لقبہ اعداءہ (فضلاعن اللہ) بالامین وعلیٰ اٰلہ الذین ھم حفظة الکتاب وامناء الدّین ولعنة اللہ علی الکاذبین الاٰثمین الغادرین الخائنین ۔

بعد حمد وصلوٰۃ صاحبان انصاف وایمان کی خدمت میں بندۂ احقر عدیل اختر بن المرحوم سید مبارک احمد زیدی اعلی اللہ مقامہٗ، متوطن موضع علی نگر پالی، ضلع گیا، صوبہ بہار، ہندوستان۔ عرض کرتا ہے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ انسانی شرافت میں دیانت وامانت کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہے۔ خدا و رسولؐ نے امانت کی مدح اور خیانت کی قدح میں جتنی تاکید اور شدّت کی ہے صاحبانِ ایمان اس سے ناواقف نہیں ہیں۔ عام عقل کا بھی یہی فرمان ہے کہ خیانت سے جو بدنما داغ جامۂ انسانیت پر لگ جاتا ہے، وہ چھڑائے نہیں چھوٹتا۔ اور امانت وہ خلعت زیبا ہے کہ جسے یہ نصیب نہ ہو اُسے کسی دینی مرتبہ کا ملنا تو درکنار، کوئی دنیاوی ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ سپرد کرنے سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے۔

کس قدر تعجب اور کتنی زیادہ ملامت کی جگہ ہے کہ آج کی دنیا جو اپنے آپ کو تعلیماً فنّاً مہذّب، منصف، روشن خیال اور روادار کہتی ہے اور اس پر مزید طرّہ یہ کہ مذہبی قیادت کا جُبّہ بھی زیب تن فرمالیتی ہے۔ وہ خیانت کی نہایت شرمناک تصویر عالم کے سامنے بناتی چلی جارہی ہے۔

عہد ماضی کے مصنفین جو حکمت کا خزانہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے میراث

بنا گئے ہیں۔ حال کے مدعیان امانت مگر نگہبان خیانت نے اس میں اس طرح کا ناجائز تصرف شروع کر دیا ہے کہ علم و حکمت کے اصلی ورثہ، اصلی اور کھرے جواہر سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مورثوں کے سامنے یہ کھوٹی پونجی پیش کر دی جائے تو وہ غریب نہ صرف انھیں پہچان نہ سکیں بلکہ اپنی طرف ان کی نسبت کو اپنی اچھی خاصی توہین مان لیں۔

ایک طرف تو ترویجِ علوم و اشاعتِ کتب پر زمانہ کو وہ ناز و افتخار کہ اللہ کی پناہ۔ طباعت کی ایجاد، چاپ خانہ کی کثرت پر وہ غوغا کہ آسمان کو سر پر اٹھا لیا گیا ہے اور دوسری طرف اصل کتابوں کی اس طرح قطع و برید اور ان میں اس قسم کی تبدیل و تحریف اور ایسی تحریف اور ایسی خیانت کہ شرافت و دیانت کی پیشانی عرق عرق ہو جائے۔

مطالعہ کے وقت کبھی کبھی جب میرے سامنے خیانت کا یہ منظر پیش آیا تو اخباروں، رسالوں میں چند سطریں لکھ کر شائع کرا کے اہل انصاف اور ذوق تحقیق والوں کو متوجہ کر دیا کرتا تھا۔ جب اس طرح کے کئی مضامین چھپے تو لوگوں کی خواہش ہوئی کہ ان کو یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ رسالہ "الواعظ" مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں بطور ضمیمہ شائع کر دئے گئے۔ یہ ۱۹۴۳ء کے 'الواعظ' میں گویا دوسری اشاعت تھی۔ جن حضرات نے ان مضامین کو شوق سے پڑھا ان کی خواہش ہوئی کہ اس اہم اور ضروری چیز کو علیحدہ مستقل کتابی شکل میں پھر شائع کیا جائے۔

بعض مضامین میں تفصیل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بعض قسطیں اور بھی مل گئیں چنانچہ حسب موقع و گنجائش مناسب تفصیل اور اضافہ کر کے تیسری دفعہ علیحدہ کتابی صورت میں یہ مضامین ہدیۂ ناظرین ہیں۔

اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس اس وقت اصلی کتابیں موجود ہیں ان کی خصوصی حفاظت کریں جن کے پاس نہیں ہیں وہ جب حاصل کریں تو کوشش کر کے وہ نسخے حاصل کریں جو غیر محرّف ہیں اور آیندہ نسلوں کے پاس یہ سند رہے کہ کتابوں میں اس طرح "علمی خیانت" کی گئی ہے۔

یہ امر واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حوالہ جب تک میں نے خود اصل

کتاب کو نہیں دیکھ لیا ہے نہیں لکھا ہے۔ لہٰذا جب زمانۂ آئندہ میں خصوصًا بحث و مناظرہ کے وقت) کوئی کتاب پیش ہو تو یہ تحقیق کر لی جائے کہ اصلی ہے یا محرّف۔ کس مطبع اور کس کے اہتمام سے چھپی ہے۔

ہمارے علماء ہمیشہ سے غیر متزلزل ایمانداری کے ساتھ حوالہ دیتے رہے ہیں۔ اگر کسی مستند بزرگ نے کوئی حوالہ دیا ہو تو بے تحقیق اس سے انکار نہ کیا جائے اور کسی بے اعتبار کے حوالہ کا بغیر تفتیش اقرار نہ کیا جائے۔

عدیل اختر
مدرسۃ الواعظین، لکھنؤ
۲۷ فروری ۱۹۴۶ء

۷۸۶

علمی خیانتیں

اس زمانہ کی مطبوع کتابیں ناقابل اعتبار ہو جائیں گی

دیانت و مذہب کا آیندہ وقار کم ہو جائے گا

جب تک مطابع کا وجود نہ تھا، تصنیفات و تالیفات کی اشاعت و نقل نہایت دشوار بات تھی۔ نقل کرنے میں بڑے اہتمام کی ضرورت ہوتی تھی۔ ناقل کو منقول عنہ کے اعتبار و توثیق کے لئے صحت نقل وغیرہ کی ضرورت ہوتی تھی۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد نے اگرچہ مصنفین کے لئے بہتیری سہولتیں پیدا کر دیں لیکن اسی کے ساتھ صاحبانِ مطبع کا یہ جرم ان تمام حسنات کو خاک میں ملاتا ہے کہ مصنّفین و مولفین کی اصل کتاب نہیں چھاپتے بلکہ اس طرح کی اس میں قطع و بُرید کر دیتے ہیں جو کسی طرح ان کتابوں کو اصل مولف یا مصنّف کی باقی نہیں رہنے دیتی۔ اگرچہ یہ مصیبت بالکل نئی نہیں ہے بلکہ اگلے وقتوں میں بھی اس قسم کی کمی بیشی کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اس کی آفت سے آجکل کی مصیبت زیادہ سخت ہے وہاں کمی بیشی پر کم از کم کوئی تنبیہ دکھائی دیتی ہے مگر آجکل کسی قسم کی تنبیہ بھی ندارد ہے۔ وہاں نقل میں تاخیر تھی تو عیب پھیلنے میں بھی دیر ہوتی تھی اب دونوں میں تیزی ہوگئی۔

بخاری شریف کی حدیث میں تحریف

کتاب النفقات باب فضل النفقة على الاهل پارہ بائیسواں صفحہ آٹھ سو چھ اور سات مطبوع کرزن گزٹ پریس دہلی ۱۳۲۵ھ میں ایک حدیث ہے اور وہی حدیث انھیں راویوں اور حالات روایت کے ساتھ کتاب مسلم کتاب الجهاد والسير باب حكم الفئ جلد دوم صفحہ ستّر اور اکہتر مطبوع مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے۔ مگر جو تصریحات

مسلم میں موجود ہیں وہ بالکل بخاری سے غائب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ دونوں روایتوں میں ہر ایک کو جو پہونچی لکھی گئی کمی کرنا یا نکال ڈالنا کیونکر سمجھا جائے۔ لیکن ملاحظہ ہو عبارت نووی شرح مسلم برحاشیہ ارشاد الساری شرح بخاری، مطبوع مطبعہ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ جلد نہم ص ۲۶۳ و ۲۶۴ :

قال القاضی عیاض قال	قاضی عیاض کہتے ہیں کہ مازری نے کہا
المازری ھٰذا اللفظ	ہے کہ اس واقعہ کا ظاہر عباس کی شان
الذی وقع لا یلیق	کے موافق نہیں معلوم ہوتا اور یہ تو ہو ہی
ظاھرہ بالعباس و	نہیں سکتا کہ ان صفات مذکورہ (کاذب،
حاش لعلی ان یکون	غادر، خائن، آثم) میں سے کوئی ایک
فیہ بعض ھٰذہ الاوصاف	بات بھی علیؑ میں ہو سکے۔ چہ جائیکہ
فضلاً عن کلھا ولسنا	سب باتیں۔ ہم بھی اگرچہ سوائے
نقطع بالعصمۃ الا للنبی	نبی صلعم اور جن کے متعلق آپ نے
صلعم ولمن شھدہ	فرما دیا ہے اور کسی کی عصمت کا یقین
بھا لٰکنا مامورون	نہیں رکھتے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ہم
بحسن الظن بالصحابۃ	مامور ہیں کہ تمام صحابہ سے حُسن ظن
رضی اللہ عنھم اجمعین	رکھیں اور کل صحابہ سے[1] ہر قسم کی بُرائی
و نفی کل رذیلۃ	کی نفی کریں۔ مگر چونکہ اس روایت
عنھم واذا انسدت	میں تاویل کرنے کی کوئی گنجائش ہی
طرق تاویلھا نسبنا	نہیں ہے۔ اس لئے ہم کذب کو راوی
الکذب الیٰ رواتھا	کی طرف منسوب کرتے ہیں (یعنی راوی
قال وقد حمل ھٰذا	جھوٹا ہے) مازری صاحب ہی یہ بھی
المعنی بعض الناس	کہتے ہیں کہ یہی باعث ہوا کہ بعض لوگوں

---

[1] کیا یہ بات عصمت سے کم ہے۔ ۱۲ ناشر

علیٰ ان ازال ھٰذا	نے اس لفظ کو (اس روایت میں سے)
اللفظ من نسختہ	اپنی کتاب سے نکال ڈالا ہے اور بخیال
تورعا من اثبات	پرہیزگاری ایسا مناسب نہ سمجھا۔ غالباً
ھٰذا ولعلہ جعل	انھوں نے بھی راویوں کا وہم ہی خیال
الوھم علی رواتہ۔	کیا۔

نووی کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اصل روایت تو اسی طرح ہے جس طرح مسلم میں ہے۔ لیکن چونکہ علیؑ اور عباس میں وہ باتیں نہیں ہو سکتیں اور تاویل کی کوئی گنجائش بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ٹھہرا کہ راوی کو جھوٹا کہہ دیا جائے اور یہی خیال کر کے اس روایت میں سے ان الفاظ کو نکال ڈالنا موافق پرہیزگاری ہے۔ چنانچہ بخاری کی روایت دیکھنے سے واضح ہو گیا۔

مجھے چونکہ اس وقت اس امر کی طرف متوجہ کرنا نہیں ہے کہ بخاری یا مسلم میں باوجود اس کے راویوں کے کاذب ہونے کے بھی ان کے روایات درج ہونے کے بعد پھر ان کو علی الاطلاق صحیح کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ نہ مجھے اس وقت اس سے بحث ہے کہ اصل روایت میں اور بھی عجیب عجیب باتیں ہیں۔ مثلاً باوجود اس کے کہ حضرت عباس یا حضرت علیؑ کو علم بھی ہو کہ رسول صلعم نے لا نرث ولا نورث فرمایا ہو۔ پھر بھی یہ دونوں میراث طلب کریں، یا صدقہ لینے کی سعی فرمائیں، یا یہ کہ کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ روایت صرف حضرت ابوبکرؓ کو معلوم تھی اور کسی دوسرے صحابی کو نہیں اور اس جگہ بکثرت صحابہ کو اس کا پتہ ہے۔ ازیں قبیل دیگر امور۔ یہ کون دریافت کرے کہ رسول صلعم نے کن کن لوگوں کی عصمت کی گواہی دی۔ ان کے ساتھ مسلمانوں نے کب کب عصمت کا برتاؤ کیا۔ یا جب سارے صحابہ سے ہر قسم کی بُرائی کی نفی کا حکم ہے تو عصمت اس کے علاوہ کیا ہے اور وہ کون سا امر ہے وغیرہ، یہ امور میرے رسالہ کے موضوع سے خارج ہیں۔

مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ بخاری صاحب کو یا تو اس طرح کی روایت راویوں کے جھوٹے ہونے کے سبب اپنی "صحیح" میں لکھنا ہی نہ چاہیے تھی، یا اگر لکھی تھی تو پوری روا

لکھ دیتے، یا لکھ کر یہ لکھ دیتے کہ اصل روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ مگر میں ان کو غلط یا وہم سمجھتا ہوں اور نہیں تو نووی کی طرح ہی کرتے۔ ایسا تو مناسب نہ تھا کہ مخفی کمی یا زیادتی کے باعث بن جاتے۔

یہ تو کتاب النفقات کا حال ہے لیکن کتاب الخمس میں تو لفظ کذا کذا بھی غائب ہے۔

یہ تو اگلے افسانے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات کے چھپانے یا بدلنے میں کیا کیا صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ اب حال کے رنگ دیکھئے۔

شرح عقائد نسفی میں تحریف

مولوی شبلی صاحب کا اعتراف اور توجیہ

اصل تو یہ ہے کہ تحریف کا پہلا حملہ بہت دنوں قبل ہو چکا تھا۔ اس کے مخفی کرنے کی کوشش، عام اشاعت نہ ہونے اور دیگر اسباب سے کامیابی ہو جاتی رہی ہو گی۔ لیکن اب نہ وہ زور حکومت ہے، نہ سطوت و جبروت شہنشاہی۔ اس لئے یہ کوشش جلد بار آور نہیں ہوتی۔ البتہ رفتہ رفتہ جس طرح گذشتہ واقعات و حادثات چھپاتے چھپاتے بہت کچھ چھپ گئے۔ شائد خدانخواستہ کوئی ایسا عہد آجائے جب اصلی واقعات کے بچے کھچے حصّے بھی گم ہو جائیں، یا اتفاقاً کسی تصنیف میں نوٹ کئے ہوئے رہ جائیں اور اصل مصنّف کی بات نہ رہ جائے۔

کتابوں کے چھپنے میں اعتدال سے زیادہ احتیاط

یہ سُرخی بعینہٖ مولانا شبلی صاحب کے الفاظ اور انھیں کی سُرخی ہے جو آپ نے اپنے سفرنامۂ روم و مصر میں بذیل حالات قسطنطنیہ لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو سفرنامۂ مذکور مطبوع مطبع معارف اعظم گڑھ سنہ ۱۳۴۰ھ۔ اس سرخی کے ماتحت مولوی صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"لیکن افسوس ہے کہ آج کل اس کا طریق عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔

یہ صیغہ تحریف و تبدل کی روک کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ مگر بعض "اوقات" اس نے خود تحریف و تغیر پر عمل کیا ہے۔ میرے سامنے ایک مطبع میں "شرح عقائد

> نسفی" چھپ رہی تھی، معارف نے اس کتاب کی تمام وہ عبارت قلم زد کر دی تھی جس میں خلافت کی بحث ہے۔ اور الائمة من قریش کی حدیث مذکور ہے۔ مطبع والے نے مجبوراً اسی قلم زد نسخہ کو چھاپا۔ میں نے اصل نسخہ پر جس پر معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں رنج وغصّہ کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش میں کیا ہوگا۔ لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو ہرگز اس کو پسند نہ کرتے۔"

یہ ہیں شبلی صاحب کے الفاظ، اور میں نے سفرنامۂ روم و مصر میں جو پشاور میونسپل لائبریری میں موجود ہے، خود دیکھے اور نقل کئے۔ مولوی صاحب کی اس عبارت میں معارف کو بچانے اور حسب عادت الفاظ میں پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "اعتدال سے زیادہ احتیاط" کے الفاظ اس پر دال ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تمام کتابوں میں جو مولوی صاحب کے دیکھنے سے پہلے اور بعد میں زیر نگرانی معارف چھاپی گئیں کیا کیا تغیّرات کئے گئے ہوں گے اور نہ جانے کیا کیا گُل کھلے ہوں گے۔ مولوی صاحب کی رائے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سلطنت کی ہوا خواہی میں کیا کچھ روا رکھا گیا ہے۔ کاش صاحبان انصاف اس امر کی طرف متوجہ ہوتے کہ غیر مستحق اور نا اہل کو مستحق اور اہل بنانے کی سعی اصل مذہب و مشرب کے ضعف کی دلیل ہے۔ وہ سلطنت ہی کی ہوا خواہی تھی جو مہدی عبّاسی کی کبوتر بازی کے جواز کے لئے وضع حدیث کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی[1]۔ وہ سلطان ہی کی ہوا خواہی تھی جو ہارون رشید اور قاضی ابو یوسف کے درمیان ہوئی جس کو ابن مبارک سے تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۱ و ۱۰۲، مطبوع فخر المطابع لکھنؤ)

یہ سلطنت ہی کی ہوا خواہی تھی کہ بنی امیہ جب اپنے زمانہ میں یہ سُنتے تھے کہ کسی لڑکے کا

---

[1] دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۲۷۸، مطبوع مطبع سرکاری لاہور سنہ ۱۸۷۰ء حالات مہدی۔

نام علی رکھا گیا ہے تو اس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ لہٰذا علی نام نہ رکھا جاتا تھا بلکہ نہ لیا جاتا تھا۔ (تدریب الراوی علامہ سیوطی ص ۶۹ و ۷۰، مطبوع مطبعہ خیریہ مصر سنہ ۱۳۰۷ھ) ۔ اور وہ سلطان ہی کی ہوا خواہی تھی جو یزید کے لئے کی گئی اور آج تک اس کا اثر باقی ہے کہ حسینؑ کا نام لینا تک بدعت قرار دیا جاتا ہے۔

علامہ ابن ابی الحدید کا اعتراف

نہج البلاغہ میں سے خاص الفاظ کا اخراج

علامہ عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی نے نہج البلاغہ کی ایک مبسوط اور نادر شرح لکھی ہے اور اس کے بیس جزء قرار دیے ہیں۔ مطبع میمنیہ مصر نے جس کے مالک مصطفےٰ بابی وغیرہ ہیں اس کو چار جلدوں میں ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۲۹ھ میں چھاپا ہے۔ اس شرح کے سترہویں جزء (اور طبع کے اعتبار سے) چوتھی جلد ص ۱۶۵ پر امیر المومنینؑ کے اس کلام کی شرح کے سلسلہ میں جسے اس طرح شروع کیا گیا ہے:

> "من کتاب لہ علیہ السّلام الیٰ اهل مصر مع مالك الاشتر رحمہ اللّٰہ۔
>
> کما ینتال التراب علیٰ ابی بکر وھکذا لفظ الکتاب الذی کتبہ للاشتر وانما الناس یکتبونہ الاٰن الیٰ فلان تذمما من ذکر الاسم کما یکتبون فی اول الشقشقیة اما واللّٰہ لقد تقمّصھا ابن ابی قحافة۔"

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر کا نام ان مواقع سے جہاں بقول حضرت علیؑ حضرت ابو بکر کی مذمّت نکلتی تھی، نکال دینے کا ایک دستور ہی ہو گیا۔

امالی سیّد مرتضیٰ علم الہدیٰ رحمۃ اللّٰہ علیہ

علم الہدیٰ کے تصانیف کا کیا کہنا۔ ایک ایک لفظ بھی فوائد کثیرہ سے پُر ہے۔ آپ کی "امالی" جو دراصل تصنیف نہیں بلکہ وقت نشست کی گفتگو ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے

کہ یہ رواداری کی گفتگو جن لوگوں نے لکھ لی انھوں نے علمی دنیا کے ہاتھوں میں ایک بے بہا خزانہ دے دیا، جس کی قیمت ہزاروں سلاطین کے خزانے بھی نہیں ہو سکتے۔ آیات و احادیث مشکلہ و متشابہہ کے متعلق تو علی الخصوص ایسے حل ہیں جو کسی دوسرے عالم کے تصانیف میں مشکل ہی سے دکھائی دیں گے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ملیں گے ہی نہیں۔ سبحان اللہ علماء اور مجلس علماء کی شان کبھی یہ تھی کہ دلچسپی اور وقت گزاری کے اوقات کی گفتگو کا مجموعہ ایسی گراں قدر تفسیر، حدیث، ادب اور تاریخ کی تصنیف کا مجموعہ بن گیا یا آج ہے کہ مدعیان علم کی دن رات کی کل گھڑیاں جوڑی جائیں جب بھی کوئی افادہ کی سطر نہ بن سکے۔ ربّنا زدنا علماً و توفیقاً۔

المختصر شیعوں کو بھلا کہاں توفیق کہ اس بے بہا جوہر کو مطبوع کرتے۔ دنیا میں روپیہ ضائع کرنے اور واہی تباہی کاغذ کو نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کرنے سے کب فرصت۔ مصر کے مطبع سعادۃ بجوار محافظۃ مصر کے مالک کے مقدر میں یہ سعادت مالک نے لکھی کہ محمد اسماعیل نے اپنے مطبع میں پہلی دفعہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ لیکن اس پر جو حاشیہ دیا گیا ہے باوجود مفید ہونے کے اس میں یہ غلطی نمایاں ہے کہ محشّی کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ مصنف معتزلی نہیں بلکہ شیعہ ہیں اور انھوں نے مصنّف کے خیالات کو معتزلی عقیدہ خیال کر کے رد کرنے کی کوشش کی ہے اور کامیاب بھی نہیں ہو سکے۔

اصل کتاب میں بھی کہیں کہیں الفاظ میں کمی زیادتی کی گئی ہے۔ علی الخصوص ان لوگوں کو جنھیں شیعہ واجب الاحترام نہیں جانتے محترم بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مصنّف علام رحمہ اللہ خود شیعہ اور سید تھے۔ لہٰذا ہر موقع پر جناب سرورِ کائنات کا نام لیتے وقت "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تھا، یعنی آپ پر بغیر آل کے صلوات نہیں لکھی گئی تھی۔ لیکن اس مطبع نے عام اہلسنّت کے مذاق کے مطابق ہر جگہ صلوات سے آل کو جُدا کر دیا ہے اور فقط "صلی اللہ علیہ وسلم" چھاپا ہے۔ اسی مطبعہ کی چھپی ہوئی جلد چہارم ص ۷۶، مجلس ۶۵ جس میں "حتّٰی اذا جاء امرنا وفار التنّور" پر وارد کئے ہوئے شبہات کے جوابات لکھتے ہوئے لکھا ہے وثالثہا ان یکون المراد بفار التنّور ای برز التنّور وظهر

الضوء وتکاثف حرارۃ دخول النار وتقضی اللّیل وھٰذا القول یروی عن امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ۔ حالانکہ کوئی معمولی واقفیت کا شیعہ ان حضرات کے لئے رضی اللہ عنہ کہنے پر اس لئے راضی نہیں کہ یہ دعا غیر معصوم کے لئے زیبا ہے۔ رضی اللہ عنہ کی دُعا معصومین کے رتبہ سے پست بلکہ ممکن ہے کہ ان کی ایک طرح توہین ہوجائے۔ چنانچہ شیعوں کے طریقۂ مستمرہ میں ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السّلام کو اور چہاردہ معصومین علیہم السّلام کو علیہم السّلام کہتے ہیں۔ رضا کی دعا تو وہاں ہوتی ہے جہاں عدم رضا کا امکان نکل سکے اور معصوم کے لئے ایسا ممکن نہیں۔ ان سے تو خدا کا راضی ہونا ابھی سے متیقن ہے۔ اسے دعا اور قیامت پر نہیں اٹھا رکھا گیا۔

بظاہر ان حضرات کو "رضی اللہ عنہ" کہنے کی ابتدا چالاک پروپیگنڈہ کرنے والوں نے کی ہے۔ اس موقع پر اس لطیفہ کا بھی خیال آگیا جب اتفاقاً علامہ بخاری نے حضرت علیؑ کو "علیہ السّلام" لکھ دیا ہے تو اس پر ان سے مواخذہ فرمایا ہے۔

(تنبیہ) جب یہ مضمون لکھا گیا تھا اُس وقت میری نظر سے علم الہدیٰ کی

نوٹ: اصل مسودہ سے ایک صفحہ غائب ہوگیا۔

یا علم الہدیٰ کو غیر شیعہ کہنے کی سعی کریں گے اور جس طرح غالب کے کمال کو دیکھ کر ان کو اہلسنت بنانا چاہتے ہیں، علم الہدیٰ کے حق میں بھی ایسا ہی حملہ کریں گے۔ الی غیر ذٰلک من الفساد۔

ع۔ سرچشمہ باید گرفتن بہ میل

تفسیر دُرِ منثور علامہ جلال الدین سیوطی

علامہ جلال الدین سیوطی کی مشہور تفسیر "در منثور" جو چھ جلدوں میں مطبع میمنیہ مصر میں ۱۳۱۴ھ میں چھپی ہے اس کی جلد چہارم ص ۱۹۵، سطر ۱۷ میں بذیل آیہ رب اشرح لی صدری۔۔۔ الآیہ روایت ذیل نقل کی گئی ہے مگر اس میں سے لفظ "علیؑ" نکال ڈالی گئی ہے اور اس کی جگہ لفظ "ہارون" رکھا گیا ہے، تاکہ بجائے تصریح کے تلویح ہو جائے اور آیندہ شبہ پیدا کیا جاسکے۔ اس امر کی تائید کے لئے میں کتاب "ارجح المطالب" مولفہ مولوی عبید اللہ امرتسری بسمل مطبوعہ لاہور کی اس عبارت کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جو تفسیر ثعلبی سے نقل کی گئی ہے۔ وہ یہی روایت ہے اور اس میں لفظ "علی" موجود ہے۔ خود در منثور کی موجودہ عبارت بھی صاف بتاتی ہے کہ یہاں پر لفظ "علی" ہی ہونا چاہیئے۔ ملاحظہ ہو عبارت در منثور:

اخرج ابن مردویہ و	ابن مردویہ اور خطیب اور ابن عساکر
الخطیب و ابن عساکر	نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے
عن اسماء بنت عمیس	وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
قالت رأیت رسول اللہ	علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کوہ ثبیر کے سامنے
صلی اللہ علیہ وسلم	کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں اے ثبیر
بازاء ثبیر وھو یقول	چمک اُٹھ، اے ثبیر چمک اُٹھ۔ اے
اشرق ثبیر، اشرق	اللہ میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں
ثبیر۔ اللّٰھم انّی	جو میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے کیا

اسئلك بما سألك
أخي موسیٰ ان تشرح لی
صدری وتیسر لی امری
وان تحل عقدۃ من
لسانی یفقھوا قولی
واجعل لی وزیرًا
من اھلی ھارون
اخی اشدد بہٖ
ازری واشرکہ فی
امری نسبحك کثیرا
انك کنت بنا بصیرا۔

تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ کردے اور
میرے امر (نبوت) کو سہل کردے اور
میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ
لوگ میرے قول کو سمجھ سکیں اور میرا
وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی
ہارون کو قرار دے۔ اس سے میرے
بازو کو قوی کردے اور میرے امر نبوت
میں اُسے میرا شریک قرار دیدے تاکہ
ہم بکثرت تیری تسبیح کریں اور بکثرت
تجھے یاد کریں، یقیناً تو ہمارے حالات
کا ناظر ہے۔

کشکول علامہ بہائی علیہ الرحمۃ

امالی علم الہدیٰ کے متعلق پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ اس وقت میرے سامنے علامہ بہائی علیہ الرحمہ کی کشکول ہے جو مطبعہ "الشرف العامرہ" مصر میں سید اسماعیل ابراہیم شریف کے ادارہ میں آخر رمضان ۱۳۲۹ھ میں اتمام کو پہونچی ہے۔ اس کے آخر میں علامہ بہائی رح کے قصیدہ رائیہ کی شرح بھی چھپی ہے جو امام عصر علیہ السّلام کے باب میں ہے۔ اس کے شارح شیخ احمد منینی ہیں۔ لطیفہ یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں عداوت آل محمد علیہم السلام کا داغ لگایا گیا ہے۔ بسم اللہ کے بعد یہ لکھا گیا ہے:

"الحمد للہ الواحد المعین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وصحبہٖ اجمعین۔"

حالانکہ کشکول کا وہ نسخہ جو طہران میں شائع ہوا ہے اس کے لوح پر اس کی تاریخ اشاعت بیست و چہار شہر ربیع اولی ہزار و دویست و شصت چھپا ہوا ہے جو اس وقت میرے پیش نظر

ہے اور پشاور کی اسلامیہ کالج اورنٹیل لائبریری کی ملک ہے اور اس کی عبارت اسطرح ہے:

"الحمد للہ الواحد المعین وصلی اللہ علیٰ سیدنا
محمد و الہ اجمعین۔"

بددیانتی اور خیانت کا یہ مظاہرہ مصر کی فرعونیت کی تازہ یادگار ہے۔ کس کو معلوم نہیں کہ شیعہ نقطۂ نگاہ (بلکہ اگر کتابوں کو دیکھا جائے تو اہل سنت کی کتابوں کی تصریحات) واضح طور پر اعلان کرتے ہیں کہ تمام صحابہ ہرگز صلوات کے لائق نہیں ہیں۔ لیکن یہاں پر ایسا کر دیا گیا ہے۔ آلؑ کو نکال کر اصحاب کو داخل کیا گیا اور اجمعین کی تاکید ساتھ کی گئی۔

یہ تو اعتقاد کی گفتگو تھی۔ یہاں تو سوال مطبع کے حق کے متعلق ہے کہ کسی مصنّف کی کتاب میں اس طرح کی تحریف کا کیا حق ہے اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ یہ کارروائی چُپکے سے ہو گئی۔ نہ کہیں اشارہ نہ کہیں تصریح کہ اس کتاب میں کیا تغیّر کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ جہاں کہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسم مبارک کا ذکر کیا گیا ہے ہر جگہ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا گیا ہے۔ حالانکہ مصنّف کے نزدیک آل کا ذکر نہ کرنا صرف رسم کے خلاف نہیں بلکہ گناہ کے ہم معنی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اہلسنت کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے لا تصلّوا علیّ الصلوٰۃ البتراء۔

اسی طرح امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نام کے ساتھ کرّم اللہ وجہہٗ لکھنا بھی شیعیت نہیں بلکہ اہلسنّت کا مذاق ہے اور مصنّف کتاب شیعہ ہیں۔

لیکن مصر کی اس چھپی ہوئی کتاب میں بجائے علیہ السّلام کے کرّم اللہ وجہہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ ظاہر ہے جناب بہائیؒ نہ صرف شیعوں کے جلیل القدر عالم دین اور مجتہد مذہب تھے بلکہ علامۂ زماں تھے۔ بھلا ان کے قلم سے کب ممکن تھا کہ اس طرح کی تحریر نکلتی۔ چنانچہ طہرانی چھاپے کی کتاب دیکھئے ہر جگہ اسی انداز سے نام لیا گیا ہے جو شیعوں کے نزدیک زیبا ہے۔ دیگر ائمہ علیہم السّلام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ بھی 'رضی اللہ عنہ' چھاپا گیا ہے جو نہ تو شیعوں کا طریقہ ہے، نہ اصل کتاب مطبوعہ ایران میں پایا جاتا ہے۔

یہ باتیں تو بطور کلیّہ ذکر کی گئیں۔ ان کے علاوہ مطالب میں بھی عجیب عجیب طرح سے دست اندازی کی گئی ہے۔ چنانچہ ص ۹۳ پر ایک بدکار کی حکایت لکھ کر قال معاویۃ شروع کر دیا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ اس کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا بے جوڑ اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جو ہمارے نزدیک صریحی گناہ ہے۔ حالانکہ طہرانی چھاپہ میں اس حکایت کے بعد قال حکیم مارایت الخ ایک نصیحت لکھی ہے۔ اس کے بعد شبلی سے سوال وجواب لکھا ہے۔ پھر ایک فائدہ ہے۔ اس کے بعد قال معاویۃ لابن عباس سے وہ حکایت شروع کی گئی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اس میں معاویہ کے نام کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ اس طرح عبارتوں میں تقدیم تاخیر سے تصرّف بھی کیا گیا۔ مخفی کمی زیادتی بھی ہوئی اور آگے بڑھ کر تو اور لطیفہ ہے، یعنی طہرانی چھاپہ میں معاویہ کی حکایت کے بعد دو ایک اور حکایتیں ہیں۔ پھر یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم احمد اللہ علیٰ جزیل آلائہ واصلی علی اشرف اولیائہ وانبیائہ وبعد ایں شکستہ بستہ چند است در بحر خبب کہ درمیان عرب معروف ومشہور است ودر مابین شعراء عجم غیر مالوف بخاطر فاتر افقر فقراء باب اللہ بہاء الدین محمد العاملی رسیدہ . . . . اے مرکز دائرۂ ایمان وے زبدہ عالم کون ومکان۔

یہ نظم ۲۹ شعروں کی ہے، جس میں مناجات اور چہاردہ معصومین علیہم السّلام کے نام کا واسطہ نظم ہے۔ اس نظم کا آخری شعر:

وارستہ ز دنیا دونش کن
سر حلقہ اہل جنونش کن

یہ پوری نظم مصری چھاپہ میں غائب کر دی گئی ہے۔ اس نظم کے بعد فی نصیحۃ النفس الامارۃ اے باد صبا بہ پیام کسے چہ بشہر خطاکاراں برسی۔ یہ نظم ۷ اشعروں کی ہے۔ یہ بھی پوری غائب ہے۔ اس کے بعد فی ذم من صرف عمرہ فی العلوم الرسمیۃ الدنیویۃ ولم یلتفت الی العلوم الحقیقۃ الاخرویۃ۔ اے کردہ بعلم مجازی خو نشنیدہ ز علم حقیقی بو۔ یہ نظم اور اس کے بعد کی کئی اور نظمیں اسی بحر

یں ہیں وہ سب مکمّل غائب ہیں۔ اسی طرح ساڑھے تین صفحے غائب کر کے پھر بسطامی کی حکایت نقل کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۴۲ پر جو مختلف شعراء کے اشعار نقل کئے گئے ہیں ان میں شیخ جیلانی کا نام اس طرح لکھا گیا ہے الشیخ العارف عبد القادر جیلانی قدس سرّہ لیکن طہرانی چھاپہ کے ص ۱۴۰ پر الشیخ العارف عبد القادر کیلانی ہے۔ ص ۱۵۰ پر لکھا ہے عن ضرار بن ضمرہ قال دخلت علیٰ معاویۃ رضی اللہ عنہ ظاہر ہے شیعہ نقطۂ نگاہ سے یزید کے باپ کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس چھاپہ خانہ کا ایسا ظلم کس درجہ قابلِ نفرت وحقارت ہے۔

معاویہ پرست طابع وناشر کو یہی مقام طہرانی چھاپہ کے ص ۱۰۸ پر اس طرح کیوں نہ سوجھا' عن ضرار بن ضمرہ دخلت علیٰ معاویۃ بعد قتل امیر المومنین علیہ السّلام حقیقتاً بنی امیہ پرستی کے سبب بصیرت کے ساتھ بصارت بھی گم ہوگئی۔

طہرانی ص ۲۰۰ پر ابو مسلم خراسانی کے اشعار نقل کر کے آیہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا۔۔۔ الخ کی تفسیر شروع کی ہے۔ لیکن مصری چھاپہ میں ص ۲۱۵ پر ابو مسلم کے اشعار کے بعد حجاج کی حکایت' پھر شعبی سے سوال جواب' پھر کلبی کی روایت، پھر طغرائی کے اشعار لکھے گئے ہیں۔ اس طرح تقریباً پون صفحہ زائد کر دیا گیا ہے۔ اگر پوری کتاب پر تبصرہ کیا جائے تو حد درجہ طول ہوگا۔ ص ۲۲۶ پر عبارت کم، ص ۲۲۷ پر عبارت زائد۔ ص ۲۲۸ پر عبارت کم، ص ۲۲۹ پر سے پورا صفحہ غائب۔ ص ۲۳۷ پر سے منصور کی حکایت غائب پھر اسی کے قریب طلسمات کی عبارت غائب۔ اسی طرح ص ۲۳۷ پر طبع مصر جو طہرانی کے ص ۲۲۲ سے مطابق ہوتی ہے حاجری کی نظم درمیان سے غائب۔ غرض اسی طرح تمام کی تمام کتاب مسخ کر دی گئی ہے۔ کمی زیادتی، تقدیم تاخیر، تبدیل تغیر سب طرح کی تحریف کر کے کتاب کو کسی طرح مصنف کی کتاب نہیں رہنے یا کم از کم کہنے کے قابل نہیں رکھا گیا اور فارسی کا حصّہ اس طرح غائب ہے کہ کہیں پتہ ہی نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدا میں تو دونوں چھاپوں کے صفحے ملتے جلتے ہیں، لیکن آگے چل کر صفحوں کا بڑا فرق پڑ گیا ہے۔ ص ۲۸۷ طبع مصر پر جو طہرانی ص ۲۶۴ کے مطابق پڑتی ہے اصل میں دخل

علیہ عمر بن الخطاب ہے۔ لیکن مصری کو یہاں تو خواہ مخواہ رضی اللہ عنہ بڑھانا تھا ہی۔ حالانکہ مصنّف کے نقطۂ نگاہ اور اصل کتاب کے برخلاف یہ زیادتی کس درجہ ظلم بلکہ گناہ ہے۔

ازیں قبیل بے شمار تحریف کی گئی ہے۔ تمام کا ذکر کرنا، اس کے معنی یہ ہیں کہ پوری دوکشکول نقل کی جائے۔

اس قدر لکھنے کا مقصود صرف یہ ہے کہ آئندہ نسلوں کے لیے یہ سند رہے کہ ہمارے مخالفین اس قسم کی حرکاتِ نازیبا و تحریفات مجرمانہ سے کام لینے میں ذری حیا نہیں کرتے۔ جب آج کی دنیا میں یہ حال ہے تو ابتدائً کیا کرتے رہے ہوں گے اور نہ جانے آئندہ کیا رنگ اختیار کریں گے اور کتابیں کیونکر معتبر اور قابلِ سند ہوں گی۔ اگر اب بھی شیعوں نے غفلت سے کام لیا تو یہ مصیبت ایسی ہوگی جس کی تلافی ناممکن ہوگی شیعو! جاگو جاگو ہوشیار ہو جاؤ۔

شرحِ فقہ اکبر ملا علی قاری

فقہ اکبر امام ابوحنیفہ صاحب کی کتاب کہی جاتی ہے اور اس کی شرح ملا علی قاری نے کی ہے۔ اس کتاب کے چھاپنے میں اس قدر تغیّر سے کام لیا گیا ہے جس کا کوئی شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کا اندازہ اس طرح کیجیے کہ یہ کتاب ایک تو "مطبع قیومی کانپور" میں بماہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ طبع ہوئی ہے۔ اس کا حجم ۲۴۴ صفحے ہے اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، اور دوسرا نسخہ جو میرے سامنے ہے وہ "مطبع مجتبائی دہلی" میں چھپا ہے۔ یہ نسخہ پہلی دفعہ حسب ایمائے حافظ عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی دہلی میں شوال ۱۳۰۷ھ میں چھپا تھا۔ دوسری دفعہ "بہ تصحیح جدید و تنقیح مزید" رجب ۱۳۱۴ھ میں چھپا۔ تیسری دفعہ "تصحیح و تنقیح میں جہد کثیر" کے بعد ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوا۔ یہی تیسری طبع کا نسخہ اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔ اس کا حجم بھی ۲۴۴ صفحے ہے اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔ قیومی اور مجتبائی دونوں میں بہت سی ایسی عبارتیں موجود ہیں جو مطبوع میمنیہ مصر ماہ رمضان ۱۳۲۷ھ

میں سے غائب کر دی گئی ہیں۔ ہندوستانی اور مصری دونوں کتابوں کے حروف جلی اور خفی ہونے میں تقریباً یکساں ہیں۔ پھر بھی مصری کا حجم فقط ۸۳ صفحے ہے۔ میں نے دونوں کتابوں کا مقابلہ کر کے چاہا کہ کل تحریف کا پتہ دوں تو مجھے معلوم ہوا کہ تقریباً ساری کتاب ہی نقل کرنا پڑے گی، کیونکہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ تحریف موجود ہے۔ لہٰذا مثالاً بعض جگہوں کا پتہ دے کر پڑھنے والوں کو متوجہ کر دیتا ہوں۔

مطبوعہ مصر کے صفحہ ۶۱ سطر ۱۱ کے بعد سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے، وکذا الوالی واما الخلیفة فلیس لهم أن یولوا الخلافة الا افضلهم وهٰذا فی الخلفاء خاصة وعلیه اجماع الامة۔ یہ عبارت مطبوعہ مطبع مجتبائی کے ص ۷۶ سطر ۱۳ و ۱۴ پر موجود ہے اور مطبوعہ قیومی میں بھی۔ اس کے بعد مصری چھاپہ میں ذیل کی عبارت زائد ہے جو قیومی اور مجتبائی کسی میں نہیں ہے، وتفضیل ابی بکر و عمر متفق علیه بین السنة اس کے ایک صفحہ کے بعد مطبوعہ مصر میں حضرت ابوبکر کی افضلیت و استحقاق خلافت کے متعلق ذیل کی عبارت ہے ولذا قالت الصحابة رضی الله عنه رضیه صلی الله علیه وسلم بدیننا او مانرضی به فی امر دنیانا وثبت عن علی رضی الله ان من فضله علی ابی بکر وعمر جلده جلد المفتری۔ حالانکہ مطبوعہ قیومی کانپور اور مطبوعہ مجتبائی دہلی میں دنیانا کے بعد ذیل کی عبارت ہے:

> وذالك حین اجتمعوا فی سقیفة بنی ساعدة واستقر رایهم بعد المشاورة والمنازعة علی خلافة ابی بکر و اجماع الصحابة حجة قاطعة لقوله علیه الصلوٰة والسلام لایجتمع امتی علی الضلالة وقد بایعه علی رؤوس الاشهاد بعد توقف کان منه لعدم تفرغه قبل ذالك للنظر و الاجتهاد لما غشیه من الحزن والکابة ولما تعلق به امر التجهیز والتکفین وامضاء الوصیة فلما فرغ وتامل فی

القضية دخل فيما دخل فيه الجماعة وحمل الشيعة فعله على
التقية مردود بان التقية لم يطلع عليها الاصحاب البلية علىٰ
ان مخالفة واحد ولو كانت ظاهرة لم يخرق اجماع الجماعة
اذ غايته ان يدعى المثلية او يزعم الاحقية من غير دليل
اورده فى القضية ثم وقع الاتفاق علىٰ خلافة عمر لكن
تفصيله فى زعمى انه ظنى الا انّه قوى لم يختلف فيه سنى
ويدل عليه كتابة الصديق علىٰ ما ذكر فى شرح المواقف
بسم الله الرحمٰن الرحيم هٰذا ما عهد ابوبکر بن ابى قحافة
فى اٰخر عهده بالعقبى حالة يبر فيها الفاجر ويومن فيها
الكافر انى استخلف عليكم عمر بن الخطاب فان احسن
السيرة فذاك ظنى به والخير اردت وان يكن الاخرىٰ
فسيعلم الذين ظلموا اىّ منقلب ينقلبون ثم استشهد عمر
وترك الخلافة وشورىٰ بين ستة عثمان وعلى وعبد الرحمٰن
بن العوف وطلحة والزبير وسعد بن ابى وقاص بمعنى
انهم يتشاورون فيما بينهم ويعنيون من هو احق بها
منهم بحسب رايهم وانما جعلهم كذالك لانه راهم
افضل مما عدالهم واحق بالخلافة مما سواهم كما قال
مات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه واٰله وسلم وهو
راض عنهم الا انه لم يترجح فى نظر عمر واحد منهم
فاراد ان يستظهر براى غيره فى التعيين ولذا قال ان
انقسموا بين الاثنين واربعة فكونوا بالحزب الذى فيه
عبد الرحمٰن ثم فوض الامر خمستهم ورضوا بحكمه فاختار

لامره وصلوا معه الجمع والاعياد فكان اجماعا ثم استشهد عثمان وترك الامر مهملا ومجملا فاجتمع اكابر المهاجرين والانصار على على كرّم الله وجهه والتمسوا منه قبول الخلافة وبايعوه لما كان افضل عصره واولاهم بالخلافة فى دهره بلاخلاف فى حقيقة امره واما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة من نصرة علىؑ والخروج معه الى المحاربة ومن محاربة طائفة منهم كما فى حرب الجمل وصفين فلا يدل على عدم صحة خلافته ولا على تضليل مخالفيه فى ولايته اذ لم يكن ذالك من نزاع فى حقية امارته بل كان عن خطاء فى اجتهادهم حيث انكروا عليه ترك القود من قتلة عثمان بل زعم بعضهم انه كان مائلا الى قتله والمخطى فى الاجتهاد لا يضلل ولا يفسق على ما عليه الاعتماد ومما يدلّ على صحة خلافته دون خلافة غيره الحديث المشهور الخلافة بعدى ثلثون سنة ثم يصير ملكا عضوضا وقد استشهد علىؑ على راس ثلثين سنة عن وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومما يصحّ على صحّة اجتهاده وخطاء معاويه فى مراده ما صحّ عنه صلى الله عليه وآله وسلم فى حقّ عمار بن یاسر تقتلك الفئة الباغية واما ما نقل ان معاوية او احد من اشياعه قال ما قتله الا علىّ حيث حمله على المقاتلة فروى عن على كرّم الله وجهه انه قال فى المقابلة فيلزم ان النبىّ صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قتل عمّه حمزة فتبين ان معاوية ومن بعده لم يكونوا خلفاء بل ملوكا وامراء

ولایشکل بان اهل الحل والعقد من الامة قد کانوا متفقین علیٰ
خلافة خلفاء العباسیة وبعض المروانیة کعمر بن عبد العزیز
فان المراد بالخلافة المذکورة فی الحدیث الخلافة الکاملة
التی لایشوبها شیٔ من المخالفة ومیل عن المتابعة یکون
ثلثین سنة وبعدها قد یکون فقد لایکون اذ قد ورد فی
حق المهدی انه خلیفة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله
وسلم والاظهر ان اطلاق الخلیفة علی الخلفاء العباسیة
کان علی المعنی اللغوی المجازیة العرفیة دون الحقیقة الشرعیة
ثم اعلم ان العارف السهروردی قال فی الرسالة المسماة
باعلام الهدیٰ عقیدة ارباب التقیٰ واما اصحابه فابوبکر و
فضائله لاتحصر وعمر وعثمان وعلیؑ ثم قال ومما ظفر به
الشیطان من هٰذه الامة وخامر العقائد منه ودنس وصار
فی الضمائر حیث ما ظهر من المشاجرة بینهم فاورث ذالک
احقادًا وضغائن فی البواطن ثم استحکمت تلک الصفات و
توارثها الناس فکثفت وتجسدت وجذبت الیٰ اهواء
استحکمت اصولها وتشعبت فروعها فایما المبرء من
الهواء والمعصیة اعلم ان الصحابة مع نزاهة بواطنهم
وطهارة قلوبهم کانوا بشرا وکانت لهم نفوس وللنفوس
صفات تظهر فقد کانت نفوسهم تظهر بصفة وقلوبهم
منکرة لذالک فیرجعون الیٰ حکم قلوبهم وینکرون ما کان
من نفوسهم فانتقل الیسیر من آثار نفوسهم الیٰ ارباب نفوس
عدموا القلوب فما ادرکوا قضایا قلوبهم وصارت صفات نفوسهم

الظاهر المفهوم عندهم ووقعوا فی بدع وشبه اوردتهم کل
مورد ردی وجرّعتهم کل شراب دنی واستعجم علیهم صفاء
قلوبهم ورجوع کلّ احد الی الانصاف واذغانه لما یجب من
الاعتراف وکان عندهم الیسیر من صفات نفوسهم لان نفوسهم
کانت محفوظة بانوار القلوب فلما توارث ذالک ارباب النفوس
المتسلطة الامارة بالسوء القاهرة للقلوب المحرومة انوارها
احدث عندهم العداوة والبغضاء فان قبلت النصح فامسک
عن التصرف فی امرهم واجعل محبتک الکل علی السواء وامسک
عن التفضیل وان خار باطنک فضل احدهم علی الاٰخر فاجعل
ذالک من جملة اسرارک فما یلزمک اظهاره ولا یلزمک
ان تحب احدهم اکثر من الاٰخر بل یلزمک محبة الجمیع
والاعتراف بفضل الجمیع ویکفیک فی العقیدة السلیمة ان تعتقد
صحة خلافة ابی بکر وعمر وعثمان وعلیؑ انتهیٰ ولا یخفیٰ
ان هٰذا من الشیخ ارخاء العنان مع الخصم فی میدان البیان
لا ان معتقده تساوی اهل هٰذا الشان فانه بین اعتقاده اولا
ثم تنزل الیٰ ما یجب فی الجملة اٰخرا ولان اعتقاد صحة خلافة
الاربعة مما یوجب ترتیب فضائلهم فی مقام العلم والسعة
ثم الظاهر ان المحبة تتبع الفضیلة قلة وکثرة وتسویة فتعین
اجمالا فی مقام الاجمال قال الله سبحٰنه رضی الله عنهم ورضوا
عنه وتفصیلا فی مقام التفصیل الذی تقدم من التفصیل والله
الهادی الی سواء السبیل ثم رایت الکروری ذکر فی المناقب
ما نصه من اعترف بالخلافة والفضیلة للخلفاء وقال احب

والسّلام هٰذا قسمی فیما املك فلا تواخذنی فیما لا املك قال

القونوی وانما اجمعوا علیٰ امامة عثمان لوجود شرائط الامامة فیه وقد روی ان عمر ترك امر الامامة بین ستة انفس عثمان وعلی وطلحة والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وقال لا تجمع الامامة منهم فجعلوا الاختیار الیٰ عبد الرحمٰن بن عوف ورضوا بحکمه یعنی حین امتنع لنفسه من قبول هٰذا الامر من اصله فاخذ بید علی وقال اولیك ان تحکم بکتاب الله وسنة رسوله وسیرة الشیخین فقال علیؑ احکم بکتاب الله وسنة رسوله واجتهد رائی ثم قال لعثمان مثل ذالك فاجابه وعرض علیهما ثلاث مرّات وکان علیّ یجیبه بجوابه الاول وعثمان یجیبه الی مایدعوه ثم بایع عثمان فبایعه الناس ورضوا بامامته وفی هٰذا دلیل واضح علیٰ صحّة خلافة الشخین واعتقاد الصحابة امامتهما وطریقتهما وقول علیّ واجتهد رائی لا یدل علیٰ بجانبته ایاهما وانما قال ذالك لان مذهبه ان المجتهد یجب علیه اتباع اجتهاده ولا یجوز تقلید غیره من المجتهدین ومذهب عثمان وعبد الرحمٰن بن عوف ان المجتهد اذا کان افقه منه واعلم بطریقة الدین وان یترك اجتهاد نفسه و یتبع اجتهاد غیره انتهیٰ وهو المروی عن ابی حنیفة لاسیما وقد ورد فی الصحیحین اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر وعمر فاخذ عثمان وعبد الرحمٰن بعموم هٰذا الحدیث وظاهره ولعلّ علیا اوله بان الخطاب لمن لا یصلح للاجتهاد أو

والسّلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین فانه لاشك انه داخل فیمن یتعین تقلیده ولایتصوران یکون شخص واحد مقلِّدًا أو مقلَّدًا واما بیعة علیّ فکما روی انه لما استشهد عثمان هاجت الفتنة بالمدینة وقصد قتلة عثمان واهل الفتنة الاستیلاء علیها والفتك باهلها فارادت الصحابة تسکین هٰذه الفتنة ورفع هٰذه المحنة فعرضوا الخلافة علیٰ علیّ فامتنع علیهم واعظم قتل عثمان ولزم بیته ثم عرضوها بعده علیٰ طلحة فابیٰ ذالك کرهه ثم عرضوها علی الزبیر فامتنع ایضًا اعظامًا لقتل عثمان فلما مضت ثلثة ایام من قتله اجتمع المهاجرون والأنصار وسألوا علیا وناشدوه بالله فی حفظ الاسلام و صیانة دار الهجرة للنبیّ صلی الله علیه وآله وسلم فقبلها بعد شدة وبعد ان رآه مصلحة لعلمهم وعلمه انه اعلم ممن بقی من الصحابة وافضلهم واولاهم به فبایعوه و لیس من شرط ثبوت الخلافة اجماع الامة علیٰ ذالك بل متیٰ عقد بعض صالحی الأمة لمن هو صالح لذالك انعقدت ولیس لغیره بعد ذالك ان یخالفه ولا وجه الیٰ اشتراط الاجماع لما فیه من تاخیر الامامة من وقت الحاجة الیها علیٰ ان الصحابة لم یشترطوا فیها الاجماع عند الاختیار و المبایعة ثم الاجماع اذا خرج من ان یکون شرطا لم یکن عدد اولی من عدد فسقط اعتباره وتنعقد الامامة بعقد واحد وبهٰذا یبطل قول من قال ان طلحة والزبیر بایعاه کرها وقالا بایعته ایدینا ولم تتابعه قلوبنا

وکذا قولهم ان سعد بن وقاص وسعید بن زید وغیرهم ممن یکثر عددهم قعدوا من نصرته والدخول فی طاعته لان امامته کانت صحیحة بدون بیعة هٰؤلاء وانما لم یقتل علی قتلة عثمان لانهم کانوا بغاة اذا الباغی له منعة وتاویل وکانوا فی قتله متاولین وکان لهم منعة فانهم کانوا یستحلون ذالک بما نقموا منه من الامور والحکم فی الباغی اذا انقاد الامام واهل العدل ان لا یواخذ بما سبق منه من اتلاف اموال اهل العدل وسفک دمائهم وجرح ابدانهم فلم یجب علیه قتلهم ولا دفعهم الی الطالب و من یری الباغی مواخذا بذالک فانما یجب علی الامام استیفاء ذالک منهم عند انکسار شوکتهم وتفرق منعتهم ووقوع الامن له علیٰ اثارة الفتنة ولم یکن شیٔ من هذه المعانی حاصلا بل کانت الشوکة لهم باقیة بادیة والمنعة قائمة جاریة وعزائم القوم علی الخروج علی من طالبهم بدمه دائمه ماضیة وعند تحقق هٰذه الاسباب یقتضی التدبیر الصائب الاغماض منهم والاعراض منهم وقد کان من امر طلحة والزبیر خطأ غیر انهما فعلا ما فعلا عن اجتهاد وکانا من اهل الاجتهاد فظاهر الدلالة توجب القصاص علیٰ قتل العمد واستیصال شان من قصد دم امام المسلمین بالاراقة علیٰ وجهة الفساد فاما الوقوف علیٰ الحاق التاویل الفاسد بالصحیح فی حق ابطال المواخذة فهو علم خفی فازبه علیّ کما ورد عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم

ثم قال قتاله على التنزيل حق فكذا قتاله على التاويل حق
وقد ندما على ما فعلا وكذا عائشة ندمت على ما فعلت
وكانت تبكى حتى تبلّ خمارها ثم كان معاوية مخطئاً الا انه
فعل ما فعل عن تاويل فلم يصر به فاسقا واختلف اهل
السنة والجماعة فى تسميته باغيا فمنهم من امتنع من
ذالك والصحيح من اطلق لقوله عليه الصّلوٰة والسّلام
لعمار تقتلك الفئة الباغية وكان على مصيبا فى التحكيم و
زعمت الخوارج انه كان مخطئا فيه وقد كفر اذ الواجب فى
اهل البغى المحاربة لقوله سبحانه وتعالىٰ فان بغت احداهما
على الاخرىٰ فقاتلوا التى تبغى حتىٰ تفئ الى امر الله ولكنا نقول
المقصود اراد دفع الشر وتاليف القلوب وذا فيما فعل ثم مما
يتعلق بهذا المقام حديث الصحيحين عن ابى سعيد الخدرى
قال بين خالد بن وليد وبين عبد الرحمٰن بن عوف شيئ
فسبّه خالد فقال رسول صلى الله عليه وآله وسلم لا تسبّوا احداً
من اصحابى فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهباً ما ادرك مد
احدهم ولا نصيفه لكن انفرد مسلم بذكر سبّ خالد لعبد الرحمٰن
بن عوف دون البخارى فالنبى صلى الله عليه وآله وسلم يقول
لخالد ونحوه لا تسبّوا اصحابى يعنى عبد الرحمٰن بن عوف وامثاله
لان عبد الرحمٰن كان من السابقين الاولين وهم الذين اسلموا من
قبل الفتح وقاتلوا وهم اهل بيعة الرضوان فهم افضل واخص بصحبته
عليه الصلوٰة والسلام فمن اسلم بعد بيعة الرضوان وهم الذين
اسلموا بعد الحديبية وبعد مصالحة النبى صلى الله عليه وآله وسلم

اسلامهم الیٰ فتح مكة وسموا الطلقاء منهم ابوسفيان وابناه يزيد ومعاوية ومن هنا لما سئل ابوالطفيل ان عليًّا افضل ام معاوية فضحك وقال اما يرضى معاوية ان يكون مساويا لعلى حتىٰ يطمع ان يكون افضل والحاصل انه اذا كان هٰذا حال الذين اسلموا بعد الحديبية وان كان قبل الفتح فكيف حال من ليس من الصحابة ۔ وفى صحيح مسلم عن جابر قال لعائشة ان ناسًا يتناولون اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتىٰ ابابكر وعمر فقالت وما تعجبون من هٰذه انقطع عنهم العمل فاحب الله ان لاينقطع عنهم الاجر وروى ابن بطه اسناد صحيح عن ابن عباس انه قال لاتسبّوا اصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم فمقام احدهم ساعة يعنى مع النبى صلى الله عليه وآله وسلم خير من عمل احدكم اربعين سنة و فى عبارة وكيع خير من عبادة احدكم عمره هٰذا وخلافة النبوة ثلٰثون سنة ومنها خلافة الصديق سنتان وثلٰثة اشهر وخلافة عمر عشر سنين ونصف وخلافة عثمان اثنا عشر سنة وخلافة علىّ اربعة سنين وتسعة اشهر وخلافة الحسن ابنه ستة اشهر واول ملوك المسلمين معاوية وهو افضلهم لٰكنه انما صار امامًا حقًا لما فرض اليه حسن بن على الخلافة فان الحسن بايعه اهل العراق بعد موت ابيه ثم بعد ستة اشهر فوّض الامر الى معاوية والقصّة مشهورة وفى الكتب المبسوطة مسطورة

الصحابة سوى معاوية مع اهل الشام وقضيتهما ايضاً معروفة قال الشارح عقيدة الطحاوية ان ترتيب الخلفاء الراشدين فى الفضيلة كترتيبهم فى الخلافة الا ان لابى بكر وعمر مزية وهى ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم امرنا باتباع سنة الخلفاء الراشدين ولم يامرنا فى الاقتداء بالافعال الا لابى بكر وعمر فقال اقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر وعمر وفرق بين اتباع سنتهم والاقتداء بهم فحال ابى بكر وعمر فوق حال عثمان وعلى انتهىٰ ۔ ولعل هٰذا وجه قول عبد الرحمٰن بن عوف لكل منهما اوليك علىٰ ان تعمل بكتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسيرة الشيخين فابىٰ عليّ ان يقلدهما ورضى عثمان وقد روى عن ابى حنيفة تقديم عليّ علىٰ عثمان وقد روى عن ابى حنيفة تقديم عثمان علىٰ عليّ وعلىٰ هٰذا عامة اهل السنة والجماعة انتهىٰ ۔ والحاصل ان الجمهور من السلف ذهبوا فى تقديم عثمان علىٰ عليّ وكان سفيان الثورى يقول بتقديم عليّ علىٰ عثمان ثم رجع عنه و قال بتقديم عثمان علىٰ عليّ علىٰ ما نقل عنه ابوسليمان الخطابى وقال ابوسليمان ايضاً ان للمتأخرين فى هٰذا مذاهب منهم من قال بتقديم ابى بكر من جهة الصحابة وتقديم عليّ من جهة القرابة وقال قوم لا يقدم بعضهم علىٰ بعض وكان بعض مشائخنا يقول ابوبكر خير وعليّ افضل، وباب الخيرية وهى الطاعة للحق والمنفعة للخلق معتد، وباب الفضيلة لازم انتهىٰ ۔ وفيه بحث لا يخفى والحاصل انه ما ذكره بعضهم ان الاجماع علىٰ افضلية الصديق محمول علىٰ اجماع من يعتد به من اهل

السنة اذ لا يصح حمله علیٰ اجماع الامة لمخالفة بعض اهل
البدعة وقد قال سعيد بن زيد لمشهد رجل من العشرة
مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تغبر منه وجهه خير
من عمل احدكم ولو عمر عمر نوح رواه ابو داؤد وابن ماجة
والترمذی وصححه فمن اجهل ممن يكره التكلم بلفظ العشرة
او فعل شيئ يكون عشرة لكونهم يبغضون خيار الصحابة و
هم العشرة المشهود لهم بالجنة وهم يستثنون عليا منهم
ومن العجب انهم يوالون لفظا التسعة من العشرة ويبغضون
سائر الصحابة من المهاجرين والانصار الذين قال الله
تعالیٰ فی حقهم رضی الله عنهم ورضوا عنه الا من نفر قليل
نحو بضعة عشر نفرا ومعلوم انه لو فرض فی العالم عشرة
من اكفر الناس لم يجب هجر هٰذا الاسم لذالك كما أنه
سبحانه قال وكان فی المدينة تسعة رهط يفسدون فی
الارض ولا يصلحون لم يجب هجر اسم التسعة مطلقا بل
اسم العشرة قد مدح الله تعالیٰ مسماه فی مواضع من
القرآن كقوله تعالیٰ تلك عشرة كاملة وقوله تعالیٰ
واتممناها بعشر وقوله تعالیٰ والفجر وليال عشر وكان
صلی الله علیه وآله وسلم يعتكف العشر الاول من رمضان
وقال فی ليلة القدر التمسوا ما فی العشر الاواخر وقال ما
من يوم العمل الصالح فيهن احب الی الله من ايام العشر
يعنی عشر ذی الحجة قال والروافض توالی بدل العشرة
المبشرة بالجنة اثنا عشر اماما ولم يات ذكر الائمة الاثنی عشر
الا علیٰ صفة ترد قولهم وتبطله وهو ما اخرجاه فی الصحيحين

عن جابر بن سمرہ قال دخلت مع ابی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فسمعتہ یقول لایزال امر الناس ماضیًا ماولّٰھم اثناعشر رجلا کلھم من قریش وفی لفظ لایزال الامر عزیزا الیٰ اثناعشر خلیفۃ وکان الامر کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فالاثنیٰ عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ وابنہ یزید وعبد الملک بن مروان واولادہ الاربعۃ وبینھم عمر بن عبد العزیز ثم اخذ الامر فی الانحلال وعند الرافضۃ ان الامر لم یزل فی ایام ھٰؤلاء فاسدًا ومنقصًّا یتولی الظالمون المعتدون بل المنافقون الکافرون واھل الحق اذل من الیھود وقولھم ظاھر البطلان واللہ المستعان ثم قال واصل الرفض انما احدثہ منافق زندیق قصدہ ابطال دین الاسلام والقدح فی الرسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کما ذکر ذالک علماء الاعلام فان عبد اللہ بن سبا لما اظھر الاسلام واراد ان یفسد دین الاسلام بمکرہ وخبثہ کما فعل بولس بدین النصاریٰ فاظھر التنسک ثم اظھر الامر بالمعروف والنھی عن المنکر عن سعی فی فتنۃ عثمان وقتلہ ثم لما قدم علی الکوفۃ اظھر الغلو فی علیؓ والنص علیہ لیتمکن بذالک من اعتراضہ وبلغ ذالک علیا فطلب قتلہ فھرب منہ الیٰ قرقیسا وخبرہ معروف فی التاریخ وثبت من علیؓ ان من فضلہ علی ابی بکر وعمر جلدہ جلد المفتری "۔

یہ مسلسل عبارت قیومی چھاپہ کے صفحہ ۸۵، اور مجتبائی کے صفحہ ۸۵، سطر ۵ تک چلی گئی ہے۔ یعنی ۷۷ سے لے کر صفحہ ۸۵ تک کی پوری عبارت مصری چھاپہ سے نکال

ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد کی عبارت مصری اور مجتبائی کی ایک ہو گئی ہے۔ یہ ذرا مفصل اور ایک جگہ کا نمونہ تھا۔ پوری کتاب کہاں تک نقل کی جائے۔

مجھے صرف تحریف کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اگر اس کے مصالح اور اسباب پر توجہ کرنا بھی موضوع کتاب میں داخل ہوتا تو اس کی تفصیل بھی کرتا۔ مجملاً اتنا عرض کر دینا مناسب ہے کہ عباسی اور اموی اور اسی مذاق کی دوسری حکومتوں سے آزاد ہو کر جب ایک غیر جانبدار انسان اس منقولہ عبارت پر نظر ڈالتا ہے اور خصوصاً جب اس عہد کو کافی بُعد بھی ہو چکا جس کی مناسبت سے حدیث وضع کی جاتی تھی تو اسے استدلال کی بے ربطی اور ضعف فریب کاری اور افترا صاف دکھائی دیتا ہے اور جو مذہب اس وقت پیش کیا جا رہا ہے اس کی اصلی اور اصلاحی صورت بے نقاب ہو جاتی ہے اور اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مصنف کی کتاب ہی محرف کر دی جائے۔ اعاذنا اللہ من شرور انفسنا۔

کتاب مکارم الاخلاق طبرسی رحمہ اللہ

کچھ اپنی ہی کتابوں پر منحصر نہیں بلکہ اس مذاق کے اہلسنت نے یہ رنگ ہی اختیار کر لیا ہے کہ جہاں تک بن پڑے کتابوں میں تحریف کر کے اپنا من مانا عقیدہ رائج کر دیا جائے۔ جو کتاب بھی ہتھے چڑھ جائے اس میں سے کل وہ باتیں نکال ڈالی جائیں جن سے مذہب اہل سنت کو نقصان پہونچتا ہو۔ چنانچہ کچھ مثالیں اوپر گذریں۔ اب ملاحظہ ہو ہماری کتاب کا حال۔

کتاب مکارم الاخلاق شیخ ابو نصر حسن بن فضل بن مولانا امین الطبرسی کی ہے اور اس کا ترجمہ مکارم الکرائم کے نام سے علی بن حسن زواری نے فارسی زبان میں کیا ہے۔ (یہ بزرگ علامہ طبرسی امین الدین ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان کے صاحبزادے ہیں) اس کتاب کو تو محرف کر کے بالکل ہی مصنف کی کتاب ہونے سے خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ اس پر صاحبِ اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع کی شہادت بھی بتصریح موجود ہے۔ کتاب اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع بمقام فجالہ مصر "مطبعۃ التالیف الہلال"

میں ۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۳ھ میں چھاپی گئی ہے۔ اس کے مؤلف ایڈورڈ فنڈیک ہیں۔ لیکن اس کی تصحیح سید محمد علی ببلاوی نے کی ہے۔ سید صاحب خدیو مصر کے کتب خانے کے نگراں و مہتمم ہیں۔ کتاب کی تصحیح ہی نہیں بلکہ لوح پر تصحیح ببلاوی کے ساتھ "زاد علیہ بعض الکلام" بھی لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب میں سید صاحب کی ترمیم بھی شامل ہے۔

یہ کتاب کشف الظنون کی طرح لکھی گئی ہے۔ اچھی کتاب ہے۔ اصل مقصد اس کا یہ ہے کہ مشرقی زبانوں کی مشہور کتابیں (علی الخصوص عربی)، کن کن مشرقی یا مغربی مطبعوں میں چھپی ہیں یا کہاں کہاں ہیں۔ ان کے جامع یا مصنف کون لوگ ہیں۔ مجھے اصل کتاب اکتفاء القنوع سے بھی کئی مقام پر اختلاف اور شکایت ہے۔ اس میں بھی علی الخصوص شیعہ مصنفین اور تصنیفات کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں یا غلط فہمانیاں ہیں۔ لیکن اس وقت ان سے تعرض کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس وقت فقط تحریف فی الطبع کے متعلق بطور شہادت پیش کرتا ہوں۔ اس کتاب کے "کتب دینیہ" کے ذیل میں "ملحقات الفقہ وکتب اخری دینیہ" کے عنوان سے جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں ایک "مکارم الاخلاق" کا نام بھی ہے چنانچہ اس کے چھاپنے میں جو ظلم کیا گیا ہے اس کے لئے اکتفاء القنوع کی عبارت ذیل قابل ملاحظہ ہے:

"مکارم الاخلاق" لرضی الدین
ابی نصر بن امین الدین
ابی علی فضل الله الطبرسی
فی بولاق عام ۱۳۰۰ھ
وھو قواعد للسلوك
فی الحیوة الدنیا مبنیة
علی الحوادث التاریخیة
فلذا فیها فائدة و
لذة تاریخیة وکان

"مکارم الاخلاق" رضی الدین ابو نصر
بن امین الدین ابو علی فضل اللہ طبرسی
کی کتاب ہے۔ بولاق میں ۱۳۰۰ھ میں
چھپی ہے۔ اس کتاب میں واقعات تاریخی
پر بنا کر کے بتلایا گیا ہے کہ دنیا میں انسان
کو کیا طرزِ زندگی اختیار کرنا چاہیئے۔
اس بنا پر اس کتاب میں تاریخی فوائد
اور اس کا مزہ آتا ہے۔ یہ طبرسی شیعہ
مذہب کے آدمی تھے اور چونکہ اصلی

الطبرسی هٰذا علیٰ مذهب	قلمی نسخہ میں ایسی باتیں موجود تھیں
الشیعة ولما لم یخل	جن سے اہل سنت پر اعتراض ہوتا تھا۔
الاصل الخطی من تندیدات	لہٰذا مصححوں نے مناسب خیال کیا کہ
علیٰ اهل السنة استحسن	جب طبع ہو رہی ہے تو اس میں سے
المصححون وقت الطبع فی	وہ باتیں جو اہلِ سنّت کے لئے مضر ہیں
بولاق ان ینقحوه منها	نکال ڈالی جائیں۔ چنانچہ چھاپتے وقت
اثناء العمل فاتی خالیا	ایسا ہی کیا اور اب کتاب ان تمام
مما یمس بالسنة والاجماع۔	باتوں سے خالی ہو گئی ہے جن سے سنت
(اکتفاء القنوع ص ۱۶۰)	اور اجماع کو نقصان پہونچتا تھا۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اب کتاب جناب رضی الدین علیہ الرحمہ کی نہیں بلکہ "بولاقی" کی ہو گئی اور اہلِ انصاف کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئی۔ امریکہ کے اس عیسائی مصنف کے انصاف کا شکریہ اور اس کی داد دینی چاہیئے کہ ترمیم کا پتہ دے دیا۔ ورنہ مصر کے مسلمانوں کی "دیانت" تو اسے بھی برداشت نہیں کرتی کہ ترمیم کا پتہ دے۔ بلکہ مخفی تدلیس ہی پر ان کو ناز ہے۔ صاحب اکتفاء نے جس چھاپہ کا ذکر کیا ہے وہ "بولاق" میں سنہ ۱۳۰۰ھ میں چھپا ہے۔

اس وقت میرے سامنے "مکارم الاخلاق" کے دو نسخے مطبوع اور ایک قلمی ہے۔ ان میں سے دو نسخے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے عظیم الشان اور گراں بہا کتب خانہ کی ملک ہیں۔ پہلا نسخہ سید محمد عبد الواحد الطوبی اور سید محمد حسین الخشاب کے "مطبعہ خیریہ مصر" میں شعبان سنہ ۱۳۰۳ھ میں چھپا ہے اور اس کے حاشیہ پر کتاب "تہذیب الاخلاق" علامہ ابن مسکویہ علیہ الرحمہ بھی ہے۔ یہ مدرسہ کی ملک ہے۔ دوسرا نسخہ مطبوعہ "مطبعہ علمیہ مصر سنہ ۱۳۱۸ھ" ہے، جو زیر ادارۃ سید عمر ہاشم ماہ رجب سنہ ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا ہے۔

تیسرا نسخہ قلمی ہے جس کا طول ساڑھے سات انچ اور عرض سوا پانچ انچ ہے۔ یہ نسخہ بھی مدرسۃ الواعظین کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ جب میری نظر ان نسخوں پر پڑی تو معلوم ہوا کہ

جس بدعت کی ابتدا بولاق نے کی وہ چل نکلی۔ چنانچہ ان دونوں نسخوں میں کافی تغیر و تبدل موجود ہے[1]۔ اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ ان چھاپوں میں ائمہ اہلِ بیت علیہم السّلام کے نام تک سے عداوت کا اظہار کیا گیا ہے۔ مثلاً بجائے اس کے کہ عن الصادق علیہ السّلام (جو اصل قلمی میں ہے) لکھا جاتا عن بعض الصالحین لکھا گیا ہے (یہ مطبوعہ خیریہ کے صفحہ ۸۶ پر اور مطبوعہ علمیہ کے صفحہ ۴۷ پر ہے)۔ دونوں مطبوعہ نسخے اس قدر محرف و مبدل ہیں کہ تمام تغیرات کا پتہ دینا پوری کتاب کو نقل کرنے کے مرادف ہو جائے گا۔ اس لئے بعض بعض مقامات کا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ باقی محققین و متجسّسین خود اندازہ لگالیں گے۔ اس امر کے ذکر کرنے کی تو کوئی حاجت ہی نہیں رہی (جیسا کہ امالی اور کشکول کے متعلق اوپر ذکر بھی ہو چکا ہے) کہ جہاں جہاں مصنف نے "صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" لکھا ہے، وہاں وہاں چھاپہ والوں نے چھاپہ مارا ہے اور "آلہٖ" کو لوٹ لیا ہے اور جہاں جہاں ائمہ اہلبیت علیہم السّلام کو "علیہ السّلام" یا "علیہم السّلام" لکھا ہے، مطبع والوں نے "رضی اللہ عنہ" چھاپ کر اپنی طبیعت کو راضی کیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے لئے مصنّف نے "علیہ السّلام" لکھا ہے تو مدعیان اصلاح نے "کرّم اللہ وجہہ" سے کرم فرمائی کی ہے یا "رضی اللہ عنہ" لکھ کر خوش ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ تو اس مذہب کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔

ان کے علاوہ تمام کتاب میں مصحّحین کی طرف سے "رضی اللہ عنہ" کی تقسیم میں بڑی فیاضی سے کام لیا گیا ہے اور خیانت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جن جن کے لئے مصنف کے قلم سے رضانہ تھی ان ان لوگوں کو گرمانے کے لئے اپنی طرف سے یہ رضائی بانٹی گئی ہے۔ مثلاً باب اول فصل ثانی مطبوعہ خیریہ صفحہ ۷، اور مطبوعہ علمیہ کے صفحہ ۶ پر عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے حالانکہ قلمی کے صفحہ ۱۳ پر عن اسماء بنت یزید ان النبیؐ ہے۔ چار پانچ سطروں

---

[1] ان نسخوں کے علاوہ ایک نسخہ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۱ھ جس کے حاشیہ پر کتاب شمائل عظمیٰ چھپی ہے اس پر بھی میں نے نظر ڈالی جو نادر روزگار کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کی ملک ہے۔ یہ بھی مذکورہ دونوں نسخوں کی طرح محرّف ہے۔

کے بعد دونوں مطبوعہ نسخوں میں سئلت عائشۃ رضی اللہ عنھا ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصنع ہے۔

میں جب بسلسلۂ اشاعت و تبلیغ مذہب تبت گیا تھا وہاں میری نظر ایک کتاب مسمیٰ بہ "ھدایۃ الموحدین" پر پڑی۔ یہ کتاب ملا احمد صاحب کنانی الاصل نجفی المسکن کی تصنیف ہے اور بہ زمانہ ناصر الدین شاہ قاچار ملا عباس علی کتاب فروش شوستری الاصل تبریزی المسکن کے دار الطباعۃ میں چھاپی گئی ہے۔ اس کی تین جلدیں ہیں فل اسکیپ سائز پر۔ ہر ہر جلد تین تین چار چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم صفحہ ۴۱۲ پر ذیل فصل پنجم از مقام سوم "در بیان لزوم معرفت ہر یک از ائمہ باسم و نسب و حسب ایشاں" کی عبارت ذیل میرے مضمون "علمی خیانتیں" کو پڑھنے والے حضرات کے لئے شائع کر دی گئی تھی۔ وہ اس مقام پر "علمی خیانتیں" مطبوعہ ۱۹۴۳ء سے نقل کی جاتی ہے۔

بخاری شریف اور کتاب مکارم الاخلاق میں تحریف کی مزید شہادۃ

عبارت ہدایۃ الموحدین:

"و برخے دریں زمان از شدت تعصب و کمال بغضے کہ با مذہب شیعہ دارند کتب شیعہ را بدست آوردہ بنائے تحریف می گزارند۔ چنانچہ دریں ایام مکارم الاخلاق مجموعہ شیخ طبرسی علیہ الرحمہ را طبع کردہ اند۔ ہر جا کہ اسم مبارک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است تحریف ببعض حکماء کردہ اند۔ ہر جا کہ اسم مبارک علی بن ابی طالب علیہ السّلام است۔ اسم عمر آوردہ و ہر جا کہ ذکر امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السّلام دیدہ اند بدل ببعض عرفا نمودہ اند و ہر جا کہ اسم مبارک عصمت کبریٰ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا است عوض بعائشہ نمودہ اند و ایں مطلب ہم الحمد للہ موجب رسوائی علمائے ایشاں و دلیل بر فساد مذہب

تغییر دین محمد بن عبداللہ را دارند و بنائے تمرد نفاق را گذشتہ اند۔ این است کہ در خصوص نصوص واردہ در خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام عذرہا می آرند ہیچ یک خیالی از عصبیت نیست۔ گاہے گویند کہ این نصوص اخبار احاد اند و اخبار آحاد در اصول دین نافع نمی باشد۔ وگاہے گویند در کتب مناقب سطور است نہ کتب صحاح و اگر از صحاح معتبرہ ایشاں نقل نمایم گویند کتب صحاح نیز غیر معتبر دارند پس نہ ہر حدیثے کہ در کتب صحاح است قابل استدلال است۔ مولف گوید راست محمد گویند درین زمان متاخرین ایشاں خصوصاً بعد از بنائے چاپہ گذاشتن کتب در مصر و استنبول نسخہ قدیمہ خود را بسیار غیر معتبر کردند۔ بسکہ دس کردند۔ چنانچہ در نسخہ عتیقہ صحیح بخاری کہ بخط خود شان نوشتہ شدہ است نزد داعی موجود است در حدیث نبوی کہ فرمودہ "ائتونی بالدواۃ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا" نوشتہ شدہ است قال عمر ان الرجل لیھجر الآن در نسخہ چاپ ایشاں نوشتہ اند کہ قال بعض الجلساء ان الرجل .... الخ۔"

اس وقت تک مکارم الاخلاق کے چھپے نسخوں کے مقابلہ کی نوبت نہیں آئی تھی اور مجھے بڑا تعجب ہوا تھا کہ مطبع والے یا مصحّحین کو اپنے مذہب کی کتابوں میں ہی مصنف کے خلاف ترمیم کی کوئی وجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ دوسرے اہل مذہب کی تصنیف میں تحریف اور وہ بھی اس انداز سے جس کا ذکر عبارت مذکورہ میں ہے۔ لیکن اب جب متعدد نسخوں کے تقابل کی نوبت آئی تو معلوم ہوا کہ واقعاً مطبع والوں نے حد ہی کر دی ہے۔ کتاب مکارم الاخلاق میں بارہ باب اور ہر باب میں کئی فصلیں ہیں۔ اگر تمام ابواب کا مقابلہ کرکے کمی یا زیادتی نقل کی جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ پوری پوری کتابیں نقل کر دی جائیں۔ لہٰذا بعض بعض مقامات کا پتہ متفرقاً درج کیا جاتا ہے۔

قلمی اصل میں ہے۔ الباب الثامن فی آداب النکاح وما یتصل بہ عشر فصول ھذا الباب مستخرج من کتاب من لا یحضر الفقیہ الا مواضع اذکرھا۔

صفحہ ۸۰ مطبوعہ خیریہ میں خط کشیدہ عبارت ندارد۔

اسی باب کی فصل ثالث قلمی صفحہ ۱۸۰ میں ہے عن الحسن بن بشار قال کتبت اس کی جگہ مطبوعہ خیریہ صفحہ ۸۴ پر ہے عن بعضھم قال کتبت۔

چند سطروں کے بعد قلمی صفحہ ۱۸۰ میں ہے عن الصادق علیہ السلام قال المومنون بعضھم اکفاء بعض وقال الکفو ان یکون عفیفا وعندہ بشار عن الحلبی قال قال الصادق علیہ السلام۔

مطبوعہ خیریہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت ندارد۔

چند سطروں کے بعد قلمی صفحہ ۱۸۱ پر ہے من کتاب تہذیب الاحکام جاء رجل۔

مطبوعہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت غائب۔

قلمی صفحہ ۱۸۳ پر ہے ویستحب ان یخطب بخطبۃ الرضا علیہ السلام تبرکا بھا لانھا جامعۃ فی معناھا وھو الحمد للہ الذی۔

مطبوعہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت نہیں ہے اور الحمد للہ الذی سے پہلے یہ الفاظ ہیں ومن خطبۃ رضی اللہ عنہ۔

قلمی صفحہ ۱۸۴ پر جو خطبہ امام محمد تقی علیہ السّلام کا نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں وصلی اللہ علی محمد سید بریتہ وعلی الاصفیاء من عترتہ۔

مطبوعہ خیریہ صفحہ ۸۵ پر عبارت میں اس طرح ترمیم کی گئی ہے وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد سید بریتہ وعلیٰ آلہ وصحبہٖ وسائر ذریتہٖ۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے عن الصادق علیہ السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر اس کی جگہ یوں ہے قال بعض العلماء۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے وقال امیر المومنین علیہ السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر اس کی جگہ وقالوا ہے۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے والسنۃ المحمدیۃ فی الصداق خمسمأۃ درھم

فمن زاد علی السنة رد الی السنة فان اعطاها من الخمسماٴة درهم درهمًا واحدًا او اکثر من ذالك ثم دخل بها فلا شیٔ لها بعد ذالك انما لها ما اخذت منه قبل ان یدخل بها۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ میں خط کشیدہ عبارت ندارد۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے من امالی السید ابی طالب الهروی عن زین العابدین علیه السلام قال خطب النبی حین زوّج فاطمة من علی علیهما السلام فقال الحمد لله المحمود لنعمه المعبود لقدرته المطاع لسلطانه المرهوب من عذابه المرغوب الیه فیما عنده النافذ امره فی سمائه وارضه ثم ان الله عزوجل امرنی ان ازوّج فاطمة من علی فقد زوجته علی اربع ماٴة مثقال فضة ان رضی بذالك علی۔ اس عبارت کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر عبارت ذیل ہے:

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال خطب النبی صلی الله علیه وسلم حین زوّج فاطمة من علی رضی الله عنهما فقال صلی الله علیه وسلم الحمد لله المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه وسطوته النافذ امره فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیه محمّد صلی الله علیه وسلم ان الله تبارك وتعالیٰ اسمه وتعالت عظمته جعل المصاهرة سببًا لاحقًا وامرا مفترضا اوشج به الارحام والزمه الانام فقال عز من قال وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا فامر الله یجری الیٰ قضائه وقضائه یجری الیٰ قدره ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحوا الله مایشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ثم ان الله الخ۔

قلمی ص ۱۸۷ پر ہے ومن کتاب النجاة المروی عن الائمة علیهم السلام اذا قرب۔

مطبوعہ صفحہ ۸۶ پر خط کشیدہ عبارت غائب ہے۔

دو تین سطر بعد قلمی میں ہے عن الباقر علیہ السلام۔

مطبوعہ میں ہے عن بعض الصالحین رضی اللہ عنہم۔

قلمی صفحہ ۱۶۳ (باب سابع فصل حادی عشر فی البقول) پر ہے من الفردوس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا الباذنجان فانھا شجرۃ رأیتھا فی جنۃ الماوی شھدت للہ بالحق ولی بالنبوۃ ولعلی بالولایۃ اس میں لی بالنبوۃ ولعلی بالولایۃ بلافصل ہے۔

مطبوعہ صفحہ ۷۵ پر ان دونوں میں (ولابی بکر بالصدیقیۃ) کا اضافہ کر کے فاصلہ کیا گیا ہے۔ اسی صفحہ ۱۶۳ پر ایک جگہ قال ابوالحسن الثالث ہے، اس کی جگہ چھاپہ میں فقط ابوالحسن ہے۔

دسواں باب دن رات کی دعاؤں سے متعلق ہے۔ اس میں سے بھی کچھ نمونے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

قلمی صفحہ ۲۴۸ پر ہے عن حنان بن سدیر عن ابیہ قال قلت للباقر علیہ السلام۔

چھاپہ صفحہ ۱۱۲ پر اس کی جگہ عن بعضھم قال قلت للباقر رضی اللہ عنہ ہے۔

قلمی صفحہ ۲۵۳ پر ہے حتیٰ یبدء بالثناء علی اللہ عزوجل والمدحۃ لہ والصلوٰۃ علی النبی وآلہ علیہ وعلیھم السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۱۱۴ پر اس کی جگہ والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کے بعد قلمی عبارت میں یہ عبارت ہے محمد بن مسلم عن ابی عبداللہ ان فی کتاب امیرالمومنین علیہ السلام ان المدحۃ قبل المسئلۃ چھاپہ میں اس کی جگہ ہے عن بعضھم عن ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ قال ان المدحۃ۔

اس کے بعد قلمی میں ہے عثمان بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا اردت ان تدعو فمجد اللہ عز وجل واحمدہ وسبحہ وھللہ واثن علیہ وصلّ علی النبی وآلہٖ۔

چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ ندارد ہیں۔ علیہ السلام کی جگہ رضی اللہ عنہ ہے۔ ساری کتاب میں آل کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے عموماً ہر جگہ علیحدہ کر دیا گیا ہے چنانچہ چند سطروں کے بعد پھر جہاں قلمی میں وصلّ علی محمّد وآلہٖ ہے چھاپہ میں وصلوا علی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قلمی صفحہ ۲۵۴ پر ہے درست بن ابی منصور عن ابی خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اس کی جگہ چھاپے میں عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ اس طرح راوی اور کتاب کا نام عموماً نکال ڈالا گیا ہے، جس کی ایک مثال یہ تھی۔ چند سطروں کے بعد روی عن حفص النجری اصل میں ہے۔ چھاپہ میں غائب۔ پھر روی عن مسمع بن عبد الملک کروین ہے۔ چھاپہ میں غائب پھر قلمی میں جاءت الروایۃ عن ابی السریّ سہل بن یعقوب الملقب بہ ابو نواس قال قلت لابی الحسن علی بن محمد العسکری علیہما السلام یا سیدی قد وقع الیّ اختیارات الایام عن الصادق علیہ السلام ماحدثنی بہ الحسن بن عبد اللہ بن مطھر عن محمد بن سلیمان الدیلمی عن ابیہ عن الصادق علیہ السلام فی کل شھر فاعرضہ علیک قال افعل فلما عرضہ علیہ وصححہ قلت یا سیدی فی اکثر ھذہ الایام قواطع عن المقاصد لما ذکر فیھا من النحس والمخاوف فدلنی علی الاحتراز من المخاوف فیھا فربما تدعو فی الضرورۃ الی التوجہ الی الحوائج فیھا فقال لی یا سھل ان لشیعتنا بولایتنا عصمۃ لو سلکوا بھا لجج البحار الغامرۃ وسباسب البیداء الغابرۃ بین سباع وذیاب واعادی الجن والانس لامنوا من مخاوفھم بولایتھم لنا فثق باللہ عز وجل واخلص فی الولاء لائمتک الطاھرین

وتوجه حيث شئت واقصد ما شئت يا سهل اذا اصبحت وقلت ثلاثا اصبحت
اللّٰهم معتصما بلفامك المنيع الذى لا يطاول ولا يحاول من شر كل غاشم
وطارق من سائر ما خلقت من خلقك الصامت والناطق فى جنته من كل
مخوف بلباس سابغة وبولاء اهل بيت نبيك صلواتك عليه وآله محتجبا
عن كل قاصد لى الى اذيته بجدار حصين الاخلاص فى الاعتراف بحقهم والتمسك
بحبلهم جميعا موقنا ان الحق لهم ومعهم بهم او الى من والوا اجانب
من جانبوا فاعذنى اللّٰهم من شر ما اتقيه يا عظيم حجزت الاعادى عنى
ببديع السموات والارض انا جعلنا من بين ايديهم سدًّا ومن خلفهم
سدًّا فاغشيناهم فهم لا يبصرون وقلتها عشيا ثلاثا حصنت فى حصن من
مخاوفك وامن من محذورك اذا اردت التوجه فى يوم قد حذرت فقدم
امام توجهك الحمد والمعوذتين والاخلاص وآية الكرسى وسورة القدر
والخمس آيات من آل عمران ثم قل اللّٰهم بك يصول الصائل وبقدرتك
يطول الطائل ولا حول لكل ذى قوة الا بك ولا قوة يمتادها ذو قوة الا
منك اسئلك بصفوتك من خلقك وخيرتك من بريتك محمد بنبيك و
وعترته وسلالته عليه وعليهم السلام صل عليهم واكفنى شر هٰذا
اليوم وضره وارزقنى خيره ويمنه واقض لى فى متصرفاتى بحسن العافية
وبلوغ المحبة والظفر بالامنية كفاية الطاغية الغوية وكل ذى
قدرة لى على اذية حتى اكون فى جنة وعصمة من كل بلاء ونقمة وابدلنى
من المخاوف فيه امنا ومن العوائق فيه يسرا حتى لا يصدنى صاد عن المراد
ولا يحل بى طارق من اذى العباد انك على كل شيئ قدير والامور اليك
تصير يا من ليس لمثله شيئ وهو السميع البصير۔

اس عبارت میں جو تغیر کیا گیا ہے وہ مطبوعہ خیریہ صفحہ ۱۱۶ وصفحہ ۱۱۷ کی عبارت ذیل سے واضح ہے اور یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ کس چالاکی سے ترمیم کی گئی ہے اور اجماع دنیائے اسلام

کے خلاف اصحاب کے لئے بھی طیّبین وطاہرین کا لباس قطع کیا گیا ہے۔

عن بعضهم قالت قلت لابی الحسن علی بن محمد العسکری رضی اللہ عنه یا سیدی قد وصل الینا مما ورد عن الصادق رضی اللہ عنه فی الایام النحسة والسعیدة من کل شهر ما حفظناه واتقن ضبطه وخلا عن التحریف والتغییر فحصل لنا فی انفسنا خوف شدید من الاقدام علیٰ اعمالنا واحوالنا فی الایام النحسه وربما دعتنا الضرورة الی التوجه فی بعض حوائجنا ومصالحنا فی هٰذه الایام فد لنا علیٰ ما یدفع عنا الخوف والشوم ان فعلنا شیئًا فیها فقال لی یا هذا ان من وثق بهٖ عزوجل واعتصم بحبل ولاء نبیه وآلهٖ وصحبهٖ صلی اللہ علیه وسلم ولج لج البحار الغامرة وسلك ببیداء الغائرة بین السباع والذئاب واعادی الجن والانس امن من مخاوفهم بولائه لنبیه وآلهٖ وصحبهٖ الطیبین الطاهرین فثق باللہ عزوجل واخلص النیة فی ولائهم وتوجه حیث شئت واقصد ما شئت فی ایّ شیءٍ شئت یا هذا اذا اصبحت فقل ثلاثا اصبحت اللّٰهم معتصما بذمامك المنیع الذی لایطاول ولایحاول من کل شر کل غاشم فطارق من سائر من خلقت وما خلقت من خلقك الصامت والناطق متدرعا بجنته سابغة من حب نبیك وآلهٖ وصحبهٖ علیه الصلوٰة والسلام محتجبا من کل قاصد لی باذی فی حرز حصین من الاخلاص فی موالاة احبائك وا تمسك بحبلهم جمیعًا اوالی من والواجانب من جانبوا واحارب من حاربوا وصلی اللہ علیه وسلم علیٰ سیدنا محمد وآل سیدنا محمد واصحابه فاعذنی اللّٰهم بهم من شر ما اتقی یا عظیم حجزت الاعادی عنی ببدیع السمٰوٰت والارض وجعلنا من بین ایدیهم سدًّا ومن خلفهم سدًّا فاغشینٰهم فهم لایبصرون وقلها ثلاثا اذا امسیت ایضا تامن من المخاوف وتنجح فاذا ارت التوجه فی یوم قد حذرت فیه فقدم امام توجهك الحمد

والمعوذتين والاخلاص وآية الكرسي وسورة القدر والخمس آيات من آل عمران ثم قل اللهم بك يصول الصائل وبقدرتك يطول الطائل ولا حول الا بك ولا قوة يمتاز بها ذو قوة الا منك اسئلك بصفوتك من خلقك وخيرتك من بريتك محمد نبيّك وعترته وصحابته عليه وعليهم الصلوٰة والسلام ان تكفيني ما اهمني اللهم اكفني شر هٰذا اليوم وضره وارزقني خيره ويمنه واقض لي في متصرفاتي بحسن واقية وبلوغ المحبة والظفر بالامنية وكفاية الطاغية الغوية وكل قادر علىٰ اذية حتىٰ اكون في جنة وعصمة من كل بلاء ونقمة وابدلني من المخاوف فيه امنا ومن العوائق يسرا حتى لا يصدني صاد عن المراد ولا يحل بي طارق من اذى العباد انك علىٰ كل شيءٍ قدير والامور اليك تصير يا من ليس كمثله شيءٌ وهو السميع البصير۔

چند سطروں کے بعد صبح و مسا کی دعاؤں میں قلمی میں ہے اللّٰھم رب الشھر الحرام ورب البیت الحرام ورب البلد الحرام ورب الحل والحرام ابلغ محمدا وآلہ عنی السلام۔

اس کی ترمیم اس طرح کی گئی ہے اللّٰھم رب الشھر الحرام ورب البیت الحرام ورب البلد الحرام بلغ سیدنا محمدا عنی السلام اس دعا کے آخر میں ہے وصل علی النبی وآلہ عشر مرات اس کو چھاپہ میں ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر مرات بنا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قلمی کی عبارت یوں ہے من سبح تسبیح فاطمۃ الزھراء علیھا السلام فی دبر الفریضۃ قبل ان یثنی رجلیہ غفر لہ چھاپہ میں صفحہ ۱۱۸ پر اس طرح بضعۃ الرسول کے نام سے عداوت کا اظہار کیا گیا ہے من سبح وحمد وکبر ثلاث و ثلاثین فی دبر الفریضۃ قبل ان یثنی رجلیہ غفر لہ۔

اس کے بعد قلمی میں یہ عبارت ہے وروی ان امیر المومنین علیہ السلام

قال رجل من بنی سعد ألا احدثک عنی وعن فاطمة انها کانت عندی فاستقت فی القربة حتی اثرت فی صدرها وطحنت بالرحاء حتی مجنت یداها وکسحت البیت حتیٰ اغبرت ثیابها واوقدت تحت القدر حتیٰ دخنت ثیابها فاصابها من ذالک ضر شدید فقلت لها لواتیت اباک فسئلته خادما یکفیک حر ما انت فیه من هٰذا العمل فاتت النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فوجدت عنده احداثا فاستحیت وانصرفت فعلم علیه السلام انها جاءت لحاجة فغدا علینا ونحن فی لحافنا فقال السلام علیکم فسکتنا واستحیینا لمکاننا ثم قال السّلام علیکم فسکتنا ثم قال السّلام علیکم فخشینا ان نرد علیه ان ینصرف وقد کان یفعل ذالک فیسلم ثلاثا فان اذن له والا انصرف فقلت له وعلیکم السلام یا رسول اللّٰہ ادخل فدخل وجلس عند رؤوسنا فقال یا فاطمة ما کانت حاجتک امس عند محمد فخشیت ان لم نجبه ان یقوم فاخرجت راسی فقلت انا واللّٰہ اخبرک یا رسول اللّٰہ انها استقت بالقربة حتیٰ اثرت فی صدرها وجرت بالرحاء حتیٰ مجنت یداها وکسحت البیت حتیٰ اغبرت ثیابها واوقدت تحت القدر حتیٰ دخنت ثیابها فقلت لها لواتیت اباک فسألتیه خادما یقیک ما انت فیه من العمل قال افلا اعلمکما ما هو خیر لکم من الخادم اذا اخذتما منامکما فکبرا اربعا وثلٰثین تکبیرة وسبحا ثلاثا وثلٰثین واحمدا ثلاثا وثلٰثین فاخرجت فاطمة راسها فقالت رضیت عن اللّٰہ ورسولہٖ رضیت عن اللّٰہ ورسولہٖ رضیت عن اللّٰہ ورسولہٖ ۔

اس واقعہ کی مطبوعہ خیریہ صفحہ ۱۱۸ پر اس طرح ترمیم کی گئی ہے ۔ روی ان امیر المومنین علیاً رضی اللّٰہ عنہ قال لرجل من بنی سعد ألا احدثک عن فاطمة رضی اللّٰہ عنها انها طحنت بالرحا حتیٰ مجلت یداها و

کسحت البیت حتیٰ اغبرت ثیابها فاصابها واوقدت تحت القدر حتیٰ تدخنت ثیابها فاصابها من ذالک ضر شدید فقلت لها هلا اتیت أباک فسألته خادما یکفیک حرما انت فیه من هٰذا العمل فاتت النبی صلی اللہ علیه وسلم فوجدت عنده ناسًا فاستحت ان تکلمه فی ذالک فاتت عائشة رضی اللہ عنها فاخبرتها فغدا علینا رسول صلی اللہ علیه وسلم وقد اخذنا مضاجعنا فذهبنا نقوم فقال علی مکانکما فجلس صلی اللہ علیه وسلم عند رؤوسنا ووضع رجلیه بیننا حتی وجدت برد قدمه الشریف علی صدری وقال ألا ادلکما علیٰ ماهو خیر لکما من خادم اذا اخذتما مضاجعکما فکبرا اربعا وثلاثین وسبحا ثلاثا وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلاثین ففعلنا ذالک فهانت علیها الرحا وکفیت ألم العمل۔

مذکورہ بالا واقعہ کے بعد قلمی نسخہ میں رضیت عن اللہ و رسولہ کے بعد عبارت ذیل ہے جو چھاپہ میں نکال ڈالی گئی ہے:

من مسموعات ناصح الدین ابی البرکات المشهدی روی ابو الخادم القماط قال سمعت الصادق علیه السلام یقول تسبیح فاطمہؑ فی کل یوم دبر کل صلوٰة احبّ الیّ من الف رکعة کل یوم وقال علیه السلام من سبح تسبیح فاطمه علیها السلام قبل ان یثنی رجلیه من صلوٰة الفریضة غفرله ویبدء بالتکبیر۔

اس کے بعد ایک مختصر سی روایت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے، اس کے بعد حسب ذیل عبارت قلمی نسخہ میں ہے:

روی ابراهیم بن محمد الثقفی ان فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم سبحتها من خیط صوف مفتل معقود علیه عدد التکبیرات فکانت علیها السلام تدیرها بیدها تکبر وتسبح الی ان قتل حمزة بن عبد المطلب رضی اللہ عنه سید الشهداء فاستعملت تربته وعملت

التسابیح فاستعملها الناس فلما قتل الحسین صلوات اللہ علیہ عدل بالامر الیہ فاستعملوا تربتہ لما فیھا من الفضل و المزیۃ۔ فی کتاب الحسن بن محبوب ان اباعبد اللہ علیہ السلام سئل من استعمال التربتین من طین قبر حمزۃ والحسین علیہ السلام و التفاصل بینھما فقال علیہ السلام السبحۃ من طین قبر الحسین تسبح بید الرجل من غیر ان یسبح وروی ان الحور العین اذا بصرن بواحد من الافلاک یھبط الی الارض لامر ما یستھدین منہ السبح و التراب من طین قبر الحسین علیہ السلام۔

یہ پوری عبارت مطبوعہ نسخہ میں ندارد ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۲۶۵ قلمی پر ہے۔ دعاء اٰخر قال الصادق علیہ السلام من قال۔ مطبوعہ صفحہ ۱۱۸ پر خط کشیدہ الفاظ غائب ہیں۔ اسی صفحہ قلمی پر من مسموعات السید ناصح الدین ابی البرکات عن امیر المومنین ہے۔ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر خط کشیدہ الفاظ ندارد ہیں اس کے بعد قلمی صفحہ ۲۶۶ پر ہے۔ وقال ابوجعفر علیہ السلام تقول فی دبر کل صلوٰۃ اس کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر ہے یقول فی دبر کل صلوٰۃ خط کشیدہ الفاظ غائب۔ اسکے بعد ہے روی ھلقام بن ابی ھلقام انہ قال اتیت اباابراھیم فقلت لہ جعلت فداک علمنی دعاءً جامعًا للدنیا والاٰخرۃ واوجز فقال قل فی دبر الفجر الیٰ ان تطلع الشمس سبحان اللہ وبحمدہٖ واستغفر اللہ واسئلہ من فضلہٖ قال ھلقام لقد کنت اسوء اھل بیتی حالا فما علمت حتیٰ اتانی میراث من قبل رجل ماظننت ان بینی وبینہ قرابۃ وانی الیوم ایسرُ اھل بیتی و ماذاک الا مما علمنی مولای العبد الصالح علیہ السلام اس کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر یہ عبارت بنائی گئی ہے وینبغی ان یقول الشخص بین نافلۃ الصبح و الفریضۃ وذالک اٰکد اٗو بعد صلوٰۃ الفجر الیٰ ان تطلع الشمس سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ فمن واظب علیٰ ذالک اتتہ الدنیا وھی راغمۃ

فقد ورد ان رجلا اشتکی الفقر الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ این انت من تسبیح الملائکۃ الحدیث ۔

اس کے بعد ایک دعا کے ختم پر قلمی میں ہے وتسبح تسبیح فاطمۃؑ اس کی جگہ چھپی ہوئی کتاب میں یہ ذہانت کی گئی ہے ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلاثین اسی طرح قلمی صفحہ ۲۸۲ پر سبح تسبیح الزہرا علیہا السلام ہے چھاپہ والوں نے نام فاطمہ علیہا السلام سے اس طرح دشمنی کی ہے کہ صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ خیریہ پر یوں بنا دیا ہے سبح اللہ واحمدہ وکبرہ ثلاثا وثلاثین صفحہ ۲۸۳ قلمی پر یہ عبارت ہے ثم توجہ الی المسجد فان صلوٰۃ الفریضۃ فی المسجد افضل وصلوٰۃ النوافل فی البیت افضل اس کے بعد دخول مسجد ہے چھاپہ میں صفحہ ۱۲۵ کے آخر میں ثم یتوجہ الی المسجد فان صلوٰۃ الفریضۃ فی المسجد افضل وصلوٰۃ النوافل فی البیت افضل کے بعد حسب ذیل اضافہ ہے (دعاء ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان یقول اللّٰھم انی اسئلک بمحمد نبیّک و ابراھیم خلیلک وعیسیٰ کلمتک وروحک وبتوراۃ موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد وفرقان محمّد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیھم اجمعین وبکل وحی اوحیتہ اوقضاء قضیتہ اوسائل اعطیتہ اوغنی افقرتہ اوفقیر اغنیتہ اوضال ھدیتہ واسئلک باسمک الذی انزلتہ علیٰ موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واسئلک باسمک وضعتہ علی الارض فاستقرت واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی السمٰوات فاستقلت واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الجبال فرست واسئلک باسمک الذی استقل بہ عرشک واسئلک باسمک المطھر الطاھر الاحد الصمد الوتر المنزل فی کتابک من لدنک من النور المبین واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی النھار فاستنار وعلی اللیل فاظلم وبعظمتک وکبریائک وبنور وجھک الکریم ان ترزقنی القرأن والعلم بہٖ وتخلطہ بلحمی ودمی وسمعی وبصری

بہ جسدی بحولک وقوتک فانہ لاحول ولاقوۃ الا بک یاارحم الراحمین۔

جن لوگوں نے ائمہ علیہم السّلام کی دعائیں پڑھی ہیں انھیں اندازہ ہوتا ہے کہ سوائے ان فقرات کے جو ائمہ کی دعا سے بعینہٖ لئے گئے ہیں باقی دعا کیسی ہے۔ لیکن مجھے تو دعا کی ساخت سے بحث ہی نہیں۔ بحث اس سے ہے کہ اس طرح کی تدلیس ابلیس کو بھی مات کرتی ہے۔ کسی مصنف کی کتاب میں اس طرح کا دخل در معقولات کتنا لائق نفرین ہے۔

اس کے بعد دخول مسجد کی دعا ہے۔

قلمی میں صفحہ ۲۸۴ پر اذان سنتے وقت جو کہنا چاہیئے اس میں لکھا ہے:

روی ان الموذن اذا قال اشھد ان محمّدا رسول اللہ فقل صلی اللہ علیہ واٰلہ الطیبین الطاھرین اللّٰھم اجعل عملی برا ومودۃ آل محمد فی قلبی مستقرا الخ مطبوعہ صفحہ ۱۲۶ پر اس میں اس طرح ترمیم کی گئی ہے واذا قال اشھد ان محمّدا رسول اللہ فقل اشھد ان محمّدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہٖ الطیبین الطاھرین اللّٰھم اجعل عملی برا ولمودۃ محمد واٰلہ وصحبہ فی قلبی مستقرا الخ۔

اس طرح صحابہ کو زبردستی ٹھونس کر صبر نہیں آیا اور طیّبین وطاہرین کا منصب بھی ارزانی فرمایا گیا ہے۔

قلمی صفحہ ۱۸۸ پر تعقیبات نماز صبح کی ایک دعا کے بعد مسلسل یہ عبارت ہے:

ثم سبح تسبیح الزھرا علیھا السلام وھو اربع وثلاثون تکبیرۃ و ثلاث وثلاثون تحمیدۃ وثلاث وثلاثون تسبیحۃ تبدء بالتکبیر ثم بالتحمید ثم بالتسبیح فروی عن الصادق علیہ السلام قال تسبیح فاطمۃ علیھا السلام فی کل یوم عقیب کل صلوٰۃ احبّ الیّ من صلوٰۃ الف رکعۃ وعنہ علیہ السلام قال من سبح اللہ فی دبر الفریضۃ تسبیح فاطمۃ علیھا السلام واتبعھا بلا الہ الا اللہ غفرلہ فالاولیٰ ان تعد لاعدادھا بسبحۃ من تراب الحسینؑ فقد روی عن الصادق علیہ السلام أنہ قال

من ادارها مرة واحدة بالاستغفار او غيره كتب له سبعين مرة وان السجود عليها
يخرق الحجب السبع دعاء اٰخر وهو الذى رواه معٰوية بن عمار عن ابي عبد الله
عليه السلام وهو بسم الله الرحمٰن الرحيم وصلى الله على محمد واهل بيته
الطاهرين الاخيار الاتقياء الابرار الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم
تطهيرا وافوض امرى الى الله وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب
ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لكل شيئ
قدرا ما شاء الله كان حسبنا الله ونعم الوكيل واعوذ بالله السميع العليم
من الشيطان الرجيم ومن همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون
ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم الحمد لله رب العٰلمين كثيرا كما هو
اهله ومستحقه وكما ينبغى لكرم وجهه وعز جلاله على ادبار الليل واقبال
النهار الحمد لله الذى اذهب بالليل مظلمًا بقدرته وجاء بالنهار مبصرا
بعزته خلقا جديدا ونحن فى عافيته وسلامته وستره وكفايته و
جميل صنعه مرحبا بخلق الله الجديد وحياكما الله من كاتبين كريمين و
حياكما الله من كاتبين حافظين اشهدكما فاشهدا لى واكتبا شهادتى هٰذه
معكما حتىٰ القى بها ربي انى اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واشهد ان محمّدا عبده ورسوله ارسله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره
على الدّين كله ولو كره المشركون واشهد ان عليا امير المومنين سيد
الاوصياء ووارث علم الانبياء وعلم الدين ومبير المشركين مميز المنافقين
ومجاهد المارقين امامى وحجتى وعروتى وصراطى ودليلى ومن لا اثق باعمالى
ولو زكت ولا اراها منجية لى ولو صلحت الا بولايته والايتمام والاقرار
بفضائله من القبول من حملتها والتسليم لرواتها واقر باوصيائه من
ابنائه ائمة وحججا وادلة وسرجا اعلاما ومنارا وسادة وابرارا ومن
بسرّهم وجهرهم وظاهرهم وباطنهم وغائبهم

ومیّتھم لا شک فی ذالک ولا ارتیاب ولا تحول عنہ ولا انقلاب اللّٰھم فادعنی یوم حشری ونشری باما متھم وانقذنی بھم یا مولای من حر النیران وان لم ترزقنی روح الجنان فانک ان اعتقنی من النار کنت من الفائزین اللّٰھم وقد اصبحت فی یومی ھٰذا لا ثقة ولا رجاء ولا لجا ولا مفزع ولا منجا غیر من توسلت بھم الیک متقربا الیٰ رسولک محمد صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ ثم امیر المومنین والزھراء سیدة نساء العالمین والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن ومن بعدھم مقیم المحجة الی الحجة المنشورة من ولدہ المرجو للامة من بعدہ اللّٰھم فاجعلھم فی ھٰذا الیوم ومابعدہ حصن من المکارہ وان الدین کما شرع والاسلام کما وصف والقول کما حدث وان اللّٰہ ھو الحق والرسول حق والقراٰن حق والموت حق ومسئلة منکر ونکیر حق والبعث حق والصراط حق والمیزان حق والجنة حق والنار حق والساعة اٰتیة لا ریب فیھا و ان اللّٰہ باعث من فی القبور فصلّ علیٰ محمّد واٰل محمّد واکتب اللّٰھم شھادتی عندک مع شھادة اولی العلم یارب ومن ابیٰ ان یشھد لک بھٰذہ الشھادة وزعم ان لک ندا ولک ولدا ولک صاحبة ولک شریکا ومعک خالقا او رازقا فانا بریٔ منہ لا الٰہ الا انت تعالیت عما یقول الظالمون علوا کبیرا فاکتب اللّٰھم شھادتی مکان شھادتھم واحینی علیٰ ذالک وامتنی علیہ وابعثنی وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین اللّٰھم صل علیٰ محمّد واٰل محمد وصبحنی منک صباحا صالحا مبارکا میمونا لا خازیا ولا فاضحا اللّٰھم صل علیٰ محمّد واٰل محمّد واجعل اول یومی ھٰذا صلاحا واوسطہ فلاحا واٰخرہ نجاحا واعوذ بک من یوم اولہ فزع واوسطہ جزع واٰخرہ وجع اللّٰھم صل علیٰ محمّد واٰلہٖ وارزقنی خیر یومی ھٰذا وخیر ما فیہ وخیر ما قبلہ وخیر ما

بعدہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ وشر ما قبلہ وشر ما بعدہ اللّٰھم صل علیٰ محمّد و اٰلہ وافتح لی باب کل خیر فتحتہٗ علیٰ احد من اھل الخیر و لا تغلقہ عنی ابدا واغلق عنی باب کل شر فتحتہٗ علیٰ احد من اھل الشر ولا تفتحہ علی ابدا۔ اللّٰھم صل علیٰ محمّد و اٰل محمد واجعلنی مع محمّد و اٰل محمد فی کل موطن ومشھد ومقام ومحل ومرتحل وفی کل شدۃ ورخاء وفی کل عافیۃ وبلاء اللّٰھم صل علیٰ محمّد و اٰلہ واغفرلی مغفرۃ عزما جزما لا تغادر لی ذنبا ولا خطیئۃ ولا اثما اللّٰھم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ واستغفرک لما اعطیتک من نفسی ولم اف لک بہ واستغفرک لما اردت بہ وجھک فخالطہ ما لیس لک فصل علیٰ محمّد و اٰلہ واغفرلی یارب ولوالدی وما ولدا وما ولدت وما توالد وامن المومنین والمومنات الاحیاء منھم والاموات ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ الحمد للہ الذی قضیٰ عنی صلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا ولم یجعلنی من الغٰفلین۔

یہ پوری عبارت قلمی کے صفحہ ۲۹۲ تک چلی گئی ہے، جو چھاپہ کے صفحہ ۱۲۸ پر سے غائب ہے اور ایک دعا سات سطروں کی بڑھائی گئی ہے جو نہ معلوم کس کی ہے، کہاں کی ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا دعا کے مختلف فقرے اور کچھ اپنی طرف کے فقرے مخلوط کر کے تقریبًا ایک صفحہ چھاپا ہے۔ اس کے بعد جو تعقیبات فجر مذکور ہیں ان کو لکھا ہے۔

کہاں تک نقل کیا جائے صرف پانچ صفحوں میں ۳۷ جگہ تصرف کیا ہے۔

قلمی صفحہ ۲۹۸ پر ہے۔ عن علی علیہ السلام قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و اٰلہٖ فی ابن اٰدم ثلٰثمأۃ وستون عرقا متحرکۃ ومأۃ وثمانون ساکنۃ فلو سکن المتحرک لم یبق الانسان ولو تحرک الساکن

الانسان وقال وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فی کل یوم اذا اصبح وطلعت الشمس یقول الحمد للہ رب العٰلمین کثیرا طیّبا علیٰ کل حال یقولها ثلثمائۃ وستین مرۃ شکرا۔

چھاپہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔

چند سطروں کے بعد قلمی میں عن امیر المومنین قال التسبیح ینصف المیزان والحمد یملأ المیزان واللہ اکبر یملأ بین السماء والأرض۔

چھاپہ میں یہ عبارت نکال ڈالی گئی۔

صفحہ ۲۹۹ پر قلمی میں کتاب عیون الاخبار سے روایت ہے اس کو ناقص کر دیا ہے۔ جابر بن طفیل سے ایک روایت ہے۔ اس کو پوری نکال ڈالا ہے۔

قلمی صفحہ ۳۰۱ پر عبارت ذیل ہے:

"سئلہ رجل ایّ سنن الاسلام وشرائعہ تامرنی فقال لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ تعالیٰ من امالی الشیخ ابی جعفر بن بابویہ عن امیر المومنین علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بادروا الی ریاض الجنۃ قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر من الفردوس قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ اکثروا ذکر اللہ حتیٰ یقولوا مجنون من الامالی ان الصاعقۃ لا تصیب ذاکر اللہ عزوجل من المحاسن عن یونس بن عبد الرحمٰن رفعہ قال قال لابنہ یا بنی احذر المجالس علیٰ عینک فان رأیت قوما یذکرون اللہ عزوجل فاجلس معھم فانک ان تکن عالما ینفعک علمک ویزیدک وان تکن جاھلا علموک ولعل اللہ یطلعھم برحمۃ فتعمک معھم واذا رأیت قوما لایذکرون فلا تجلس معھم فانک ان تکن عالما یزیدک جھلا ولعل اللہ یطلعھم بعقوبتہ فتعمک معھم من الروضۃ ما جلس قوم

يذكرون الله الا نادى بهم مناد من السماء قوموا قد بدلت سيئاتكم حسنات وغفر لكم جميعًا وما قعد عدة من اهل الارض يذكرون الله الا قعد معهم عدة من الملائكة۔"

اس کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۳۳ پر ہے:

"سئل النبی ما ریاض الجنة فقال مجالس الذکر فغدوا و روحوا فی ذکر الله وروی الاعمش عن ابی هریرة وابی سعید الخدری رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان لله عزوجل ملائکة سیاحین فی الارض فضلا عن کتاب الناس فاذا وجدوا قوما یذکرون الله عزوجل تنادوا هلموا الیٰ بغیتکم فیجیئون فیحفّون بهم تمیر تفعون الی السماء فیقول الله تبارك وتعالیٰ ای شیئ ترکتم عبادی یصنعونه فیقولون ترکناهم یحمدونك ویمجدونك ویسبحونك فیقول الله تبارك وتعالیٰ وهل رأونی فیقولون لا۔ فیقول جل جلاله کیف لو رأونی؟ فیقولون لو رؤك لکانوا اشد تسبیحا وتحمیدا وتمجیدا فیقول لهم من أی شیئ یتعوذون؟ فیقولون من النار۔ فیقول تعالیٰ وهل رأوها؟ فیقولون لا۔ فیقول الله فکیف لو رأوها فیقولون لو رأوها لکانوا اشد هربا منها واشد نفورا فیقول الله عزوجل وأی شیئ یطلبون؟ فیقولون الجنة۔ فیقول تعالیٰ وهل رأوها؟ فیقولون لا۔ فیقول تعالیٰ فکیف لو رأوها؟ فیقولون لو رأوها لکانوا اشد علیها حرصا فیقول جل جلاله

انی قد غفرت لهم فیقولون کان فیهم فلان لم یردهم
انما جاء لحاجة فیقول الله عزوجل هم القوم لا یشقی
جلیسهم"

قلمی صفحہ ۳۰۵ پر ہے:

"من عیون الاخبار عن الرضا علیه السلام قال من
تذکر مصابنا وابکی لم تبک عینه یوم تبکی العیون
من کتاب روضة الواعظین۔ قال الصادق علیه السلام
البکاؤن خمسة۔ آدم ویعقوب ویوسف وفاطمة بنت
محمد وعلی بن الحسین زین العابدین صلوات الله علیهم
فاما آدم فبکیٰ علی الجنة حتیٰ صار فی خدیه امثال اودیة
واما یعقوب علیه السلام فبکیٰ علیٰ یوسف حتیٰ ذهب بصره
وحتیٰ قیل له تالله تفتؤا تذکر یوسف حتیٰ تکون حرضا او
تکون من الهٰلکین۔ واما یوسف علیه السلام فبکیٰ علیٰ یعقوب
حتیٰ تاذی به اهل السجن فقالوا اما ان تبکی بالنهار وتسکت
باللیل واما ان تبکی باللیل وتسکت بالنهار فصالحهم علیٰ
واحدة منهما واما فاطمه بنت محمد صلی الله علیه وعلیها
وآله فبکت علیٰ ابیها حتیٰ تاذی بها اهل المدینة وقالوا
قد آذیتنا بکثرة بکائک فکانت تخرج الیٰ مقابر الشهداء
فتبکی حتیٰ تقضی حاجتها ثم تنصرف واما علی بن الحسین علیهما
السلام فبکیٰ علی الحسین علیه السلام عشرین سنة او اربعین وما
وضع طعام بین یدیه الا بکیٰ قال مولی له جعلت فداک
یا بن رسول الله انی اخاف علیک ان تکون من الهالکین
قال انما اشکوا بثی وحزنی الی الله واعلم من الله

ما لا تعلمون انی لم اذکر مسرع بنی فاطمة الا خنقتنی العبرة ۔

مطبوعہ میں یہ سب عبارت نکال ڈالی گئی ہے، کہاں تک ساری کتاب نقل کی جائے ۔ پانچ سو صفحوں کی کتاب میں سے فقط چند صفحوں کے نمونے بلکہ قریب قریب صرف ایک باب کے بعض فصول کے نمونے تھے جو اوپر ذکر کیے گئے ۔ اس سے پوری کتاب کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

آخر میں صاحب مکارم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ پر خاتمہ کیا ہے وہاں لکھتے ہیں :

"الفصل السابع فی خاتمة الکتاب ولما افتحت ھذا الکتاب بخطبة امیر المومنین علیه السلام تبرکا بھا و لانھا حاویة لمجامع الأداب احببت ان اختم بخطبة الموسومات بسمات المومنین المرقومة بصفات المتقین اذ ھی خیر امام للموتمین وابلغ موعظة للمتعظین فاختتمت بذالك الکتاب فصار مختوما ختامه مسك روی ان صاحبا له یقال له ھمام کان رجلا عابدا فقال یا امیر المومنین صف لی المتقین کأنی انظر الیھم فتثاقل عن جوابه ثم قال یا ھمام اتق الله واحسن فان الله مع الذین اتقوا وھم محسنون فلم یقنع ھمام بذالك القول حتیٰ عزم علیه قال فحمد الله واثنیٰ علیه وصلی علی النبی صلی الله علیه وآله ثم قال اما بعد فان الله سبحان الخ "۔

مطبوعہ میں اس عبارت کی یوں ترمیم چھاپی گئی ہے :

"الفصل السابع فی خاتمة الکتاب نختم ھذا الکتاب بخطبة منسوبة لامیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرّم الله وجھه فنقول قال له رضی الله عنه بعض اصحابه رضی الله

عنھم یا امیر المومنین صف لی المتقین کانی انظر الیھم۔ فقال
رضی اللہ عنہ بعد حمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان اللہ الخ۔"

اس طرح تمام کتاب من اولہٖ الیٰ آخرہٖ تحریف کی کل امکانی صورتوں سے محرّف، مبدّل، مغیّر کر کے چھاپی گئی ہے اور یحرّفون الکلم من بعد مواضعہ کا خلعت چھاپہ والوں نے اپنے زیب تن فرمانا مناسب سمجھ لیا ہے۔

یہ امر اس جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ خطبہ اسی تمہید کے ساتھ نہج البلاغہ میں بھی موجود ہے۔ اب چھاپہ والوں کا منصوبہ بغیر منسوبہ کیے ہوئے کہاں پورا ہو سکتا تھا۔

کتاب مختصر الدول میں تحریف

جورجی زیدان عیسائی علامہ جس کے تصانیف کثیرہ سے اس کے اسلامی معلومات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ادب و تاریخ کا یہ مجمع البحرین اپنی تصنیفات میں معلومات کا انبار لگا گیا ہے۔ یوں تو اس کی تصانیف عموماً عمدہ اور مفید ہیں لیکن خصوصاً "تاریخ آداب لغت عربیہ" اور "تاریخ تمدن اسلامی" اس قابل ہیں کہ ان کا حرف حرف پڑھا جائے۔ موخر الذکر کتاب تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک معقول ذخیرہ ہے۔ اگرچہ نہ صرف یہی ایک مصنف بلکہ اکثر مصنفین (علی الخصوص غیر مسلم) چونکہ اکثر صرف علمارِ اہلِ سنت ہی کی کتابیں پاتے اور دیکھتے ہیں اس لئے مذہبی اصول و حالات کے متعلق رائے قائم کرنے یا واقعات بیان کرنے میں لامحالہ یکطرفہ معلومات کے سبب غلطیاں بھی کرتے ہیں اور اس سے صاحب تاریخ تمدن اسلامی بھی محفوظ نہیں ہیں پھر بھی ان کے تصانیف نہایت کارآمد مضامین کا خزانہ ہیں۔ تاریخ تمدن اسلامی کی پانچ جلدیں ہیں۔ اس کتاب کی تیسری جلد طبع ثانیہ ص ۳۶ مطبوع مطبع الہلال مصر سنہ ۱۹۱۸ء میں "علوم العرب بعد الاسلام" کی سُرخی سے جو کچھ بیان کیا ہے، اس کے ذیل میں کئی سُرخیاں قائم کی ہیں۔ تیسری سُرخی "احراق مکتبہ اسکندریہ وغیرہا" ہے۔ اس میں اسکندریہ کے مشہور

کتب خانہ کے بحکم حضرت عمر جلائے جانے کی مفصّل اور مکمّل گفتگو ہے۔ اقرار و انکار کرنے والوں کے دعوے اور بحثیں، پھر فیصلہ اور مستدل فیصلہ لکھا ہے اور وہ اس قابل ہے کہ غیر جانبدار ہو کر اسے پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اسی گفتگو کے اثنار میں تاریخ مختصر الدول ابوالفرج مالطی کی عبارت احراق کے ثبوت میں پیش کی ہے، جو یقیناً درج ذیل ہے:

ثانیاً جاء فی تاریخ مختصر الدول لابی الفرج المالطی عند کلامه عن فتح مصر علیٰ ید عمرو بن العاص ما نصه وعاش یحییٰ الغراماطیقی الیٰ ان فتح عمرو بن العاص مدینة الاسکندریة ودخل علیٰ عمرو وقد عرف موضعه من العلوم فاکرمه وسمع من الفاظه الفلسفیة التی لم تکن للعرب بها انسة فاهاله ففتن به وکان عمرو عاقلا حسن الاستماع صحیح الفکر فلازمه وکان لا یفارقه قال له یحییٰ یوما انك قد احطت بحواصل

کتب خانۂ اسکندریہ کے بحکم حضرت عمر جلانے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ تاریخ مختصر الدول ابوالفرج مالطی میں جہاں عمرو بن العاص کے ہاتھوں فتح مصر کا بیان ہے وہاں یہ الفاظ ہیں "یحیی غراماطیقی" زندہ رہا اس وقت تک کہ شہر اسکندریہ کو عمرو عاص نے فتح کیا اور وہ عمرو کے پاس چلا گیا۔ چونکہ عمرو عاص کو یحییٰ کا علمی پایہ معلوم ہو چکا تھا اس نے اسکی تعظیم و تکریم کی اور اس سے ایسی ایسی فلسفہ کی باتیں سُنیں جن سے عربوں کے کان بھی آشنا نہ تھے۔ عمرو مرعوب ہو گیا اور یحییٰ پر مفتوح ہو گیا۔ چونکہ عمرو عاص مرد عاقل اور بات کو کان لگا کر سُننے والا صحیح الفکر تھا۔ "سیانا" چالاک اور سمجھ والا تھا۔ اس کو اپنے ساتھ رکھنے لگا اور اس سے علیحدہ نہ

الاسکندریة وختمت علیٰ کل الاصناف موجودة بها فمالك به انتفاع فلا لغارمتك فیه ولا الانتفاع لك به فنحن اولیٰ به فقال له عمرو وماالذی تحتاج الیه قال کتب الحکمة الخزائنة الملوکیة فقال له عمرو، هٰذا ما لا یمکننی ان امر فیه الا بعد استیذان امیرالمومنین عمر بن الخطاب فکتب الیٰ عمر عرفه قول یحییٰ فورد الیه کتاب عمر یقول فیه واما الکتب التی ذکرتها فان کان فیها ما یوافق کتاب اللّٰہ ففی کتاب اللّٰہ عنه غنی وان کان فیها ما یخالف کتاب اللّٰہ فلا حاجة الیه

ہوتا تھا۔ آخرکار ایک روز عمرو سے یحییٰ نے کہا کہ آپ نے تمام حاصلات اسکندریہ کا احاطہ کرلیا اور یہاں جو کچھ موجود تھا سب پر مہر لگادی۔ میں ان چیزوں سے بحث نہیں کرتا جس سے آپ کو نفع کی امید ہو۔ البتہ جن چیزوں سے آپ نفع نہیں اٹھا سکتے اس کے لئے ہم احق ہیں۔ اس پر عمرو نے کہا کہ تمھیں کیا درکار ہے یحییٰ نے کہا کہ شاہی کتب خانہ میں حکمت کی کتابیں محفوظ ہیں (وہ مطلوب ہیں) تب عمرو عاص نے کہا کہ اس امر میں امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے حکم کے بغیر میں خود کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد عمرو نے عمر بن خطاب کو خط لکھا اور یحییٰ کا بیان بھی لکھ بھیجا۔ اس کے جواب میں عمر بن خطاب کا خط آیا جس میں یہ تھا کہ "جن کتابوں کا تم نے تذکرہ کیا ہے اگر ان میں کتاب خدا کے موافق باتیں لکھی ہیں تو بس کتاب اللّٰہ کافی ہے اور اگر اس کے مضامین کتاب خدا کے مخالف ہیں تو ان کی کوئی حاجت نہیں،

فشرع عمرو بن العاص فی تعریفها علیٰ حمامات اسکندریة واحراقها فی مواقدها فاستنفذت فی ستة اشهر ماجری واعجب (۱)

عاص نے ان کتابوں کو اسکندریہ کے حماموں میں (جلانے کے لئے) تقسیم کرنا اور ان کے چولھوں میں جلوانا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ یہ سب کتابیں چھ مہینے میں جل کر تمام ہوئیں۔ یہ واقعہ سُننے اور تعجب کے قابل ہے۔

اس عبارت کے آخری لفظ "واعجب" پر جورجی زیدان نے حاشیہ نمبر (۱) دیا ہے وہ حاشیہ پائین عبارت (فٹ نوٹ) اس طرح مذکور ہے:

(۱) کتاب مختصر الدول صفحه ۱۸۰ من طبعة بوکوك فی اوکسوینا سنة ۱۶۶۳ء واما النسخة المطبوعة فی مطبعة الاباء الیسوعین فی بیروت فقد حذفت من هٰذه الجملة کلها بسبب لانعلمه۔

کتاب مختصر الدول صفحہ ۱۸۰ طبع بوکوک اوکسوینا سنہ ۱۶۶۳ء (کی یہ عبارت ہے) لیکن جو نسخہ بیروت میں عیسائی پوپ لوگوں کے چھاپہ خانہ میں چھپا ہے اس میں سے کل کی کل عبارت میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں نکال ڈالی گئی۔

راقم کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ بیروت کے پادریوں کو بھی وہی خیال ہوا جو مولوی شبلی صاحب نے شرح عقائد نسفی کے متعلق لکھا اور ممکن ہے کہ بغرض تجارت بھی ایسا کیا گیا ہو، تاکہ مسلمان شوق سے اس کتاب کو خرید سکیں۔

بہرحال علامہ جورجی زیدان نے سبب کو لامعلوم قرار دیا ہے۔ جو سبب ہو مجھے اس سے بحث نہیں۔ میں دکھلانا چاہتا ہوں کہ آجکل کی روشن دنیا فریب اور جھوٹ کا مجسمہ ہے اور بس۔ پھر آج کی چھپی ہوئی کتاب آیندہ کس کام کی ہوگی، اب تو اپنے منہ میاں مٹھو ہونا بھی دشوار ہو جائے گا۔

ناظرین سے التماس ہے کہ اگر مولوی شبلی صاحب کے "رسائل شبلی" دیکھے ہوں یا دیکھنے کا اتفاق ہو جہاں حضرت عمر کو احراق مکتبہ اسکندریہ سے بچانے کی سعی لاحاصل

کی گئی ہے تو وہ تاریخ تمدن اسلامی کے اس حصہ کو ضرور اور مکمل دیکھیں اور تاریخی نقطۂ نگاہ سے مولوی صاحب کے "مورخ ہونے اور آپ کی دیانت" کی داد دیں اور جورجی زیدان کے ممنون احسان ہوں۔

اصل یہ ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے اپنی تحریروں میں علی العموم لفظوں پر دارومدار رکھ کر چالاک بحث کرنے والے کی طرح مطلب کو اپنے موافق توڑ مروڑ کے بنا لینے کی کوشش کی ہے اور ظاہری حیثیت مورخ کی پیش کی ہے۔ چنانچہ اس واقعہ میں بھی یورپ کے پیش کردہ تین مصنفوں پر زور دے کر باقی سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ شبلی صاحب "قفطی" کی کتاب 'اخبار العلماء باخبار الحکماء' سے ضرور واقف ہیں۔ یہ کتاب جلال الدین ابوالحسن علی بن قاضی الاشرف یوسف القفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ میں چھپی ہوئی مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۳۳ پر یحییٰ نحوی کے حالات میں وہ پوری عبارت موجود ہے جو مختصر الدول سے نقل کی گئی۔ قفطی کا انتقال ابوالفرج مالطی سے تقریباً چالیس سال قبل ہو چکا ہے۔ خود مولوی شبلی صاحب نے قفطی کی کتاب 'تاریخ مصر للقفطی' کے ساتھ قفطی کا سنہ وفات سنہ ۶۴۶ء لکھا ہے اور خود یہ کتاب یعنی اخبار العلماء مولوی صاحب کے پیش نظر بھی تھی۔ چنانچہ اپنے رسالہ "تراجم" ص ۲۳۱ حاشیہ پر اس کا ذکر کیا ہے۔ جناب شبلی نے اپنے مضمون احراق مکتبہ اسکندریہ میں قفطی کو اس طرح نظر انداز کیا ہے گویا قفطی کوئی تھا ہی نہیں۔

اس قسم کی فریب دہ تحریر علمی خیانت کی وہ قسم ہے جس پر میں نے ابھی قلم نہیں اٹھایا ہے۔ اور جو شبلی صاحب کی تحریروں میں علی الخصوص اور ان کے ہم مشربوں میں علی العموم بہ کثرت ملتی ہے۔ جن لوگوں نے سیرۃ النبیؐ، الفاروق، المامون وغیرہ دیکھی ہوگی ان سے یہ امر بالکل پوشیدہ نہ ہوگا۔

واقعۂ احراق مکتبہ اسکندریہ اور تاریخ اسلام

تاریخ تمدن اسلامی کے حوالہ سے اس واقعہ کے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا تھا اس کے

بعد میری نظر "تاریخ اسلام" اردو مولفہ جناب شیخ ذاکر حسین صاحب دہلی کے اس حصہ پر پڑی جو اس سے متعلق ہے۔ اس موقع پر ناظرین کی توجہ تاریخ اسلام کی طرف مبذول کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ لوگ اس گراں بہا خزانہ سے غافل ہیں۔ حقیقت میں "تاریخ اسلام" جیسی قلیل الحجم اور کثیر المنفعۃ کوئی تاریخ میرے خیال میں اردو تو کیا فارسی اور عربی میں بھی نہیں مل سکتی۔ قیمت میں اس قدر کم، حجم اتنا قلیل اور اسلامی واقعات کی باحوالہ اور قابل سند باتیں ہرگز کسی جگہ یکجا نہیں مل سکتیں۔ اردو داں حضرات کے لئے تو یہ کتاب بے نظیر ہے ہی، عربی داں حضرات کے لئے بھی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مدارس عربیہ کے طلاب سے بالخصوص گزارش ہے کہ اس بے بہا تحفہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں۔

چونکہ ابھی تک مختصر الدول کے اس نسخہ کو میں نے خود نہیں دیکھا جس کا پتہ جورجی زیدان نے دیا ہے اس لئے اس کے حوالہ کے علاوہ ایک اور شہادت پیش کر دینا بہتر معلوم ہوا۔ اسی بنا پر تاریخ اسلام جلد سوم مطبوعہ دہلی ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳ سطر ۲۱ کی آخر عبارت جسے غلط نامہ صفحہ ۲ ذیل ترمیم میں لکھا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔ دگر طبقات الامم مطبوعہ مصر میں سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے (یعنی طبقات الامم کی وہ عبارت جو احراق مکتبہ اسکندریہ سے متعلق ہے جس کا ترجمہ تاریخ اسلام نے نقل کیا ہے، اب مصری چھاپہ میں نہیں ہے۔

صاحب تاریخ الفی نے کتاب طبقات الامم قاضی ساعد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سنا کہ عمر فاروق نے ان کتابوں کے جلانے کا حکم دیا ہے تو فاروق سے کہا کہ ان کا مضمون قرآن کے مطابق ہے۔ الّا قرآن مجمل ہے اور ہر شخص ان مضامین کو اس سے استنباط نہیں کر سکتا اور بالفرض قرآن کے خلاف بھی ہوں تب بھی ان کا جلانا روا نہیں، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ شرائع و نوامیس سابقہ پر مشتمل ہو اور پہلی شریعتوں کا جلانا کھلی صورت میں جائز نہیں مگر جناب فاروق پر ذرا اثر نہ ہوا۔ (مختصر الدول کے حوالہ سے تاریخ اسلام کی جلد ۳، ص ۹۲-۹۳ پر ہے)۔

۴۷ کتب خانہ اسکندریہ ایرونگ لکھتا ہے عمرو عاص خود شاعر تھے اور علم دوست۔

فرصت کے وقت علماء کی صحبت پسند کرتے تھے۔ فتح اسکندریہ کے بعد وہاں کے ایک عیسائی عالم سے جسے یحییٰ نحوی (جان دی گرامرین) کہتے تھے گہری دوستی ہوگئی۔ ایک دن اس نے اپنے پر عمرو عاص کی زیادہ التفات دیکھ کر ایک ایسے خزانہ کا پتہ دیا جو اب تک مسلمانوں کی نظر سے بچ رہا تھا۔ یہ کتابوں کا ایک ذخیرہ تھا جو اس وقت سے کتب خانہ اسکندریہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ عمرو عاص اسکندریہ کی ہر چیز پر قبضہ کرتا چلا آتا ہے اور اس کی طرف ابھی توجہ نہیں کی ہے اس نے درخواست کی کہ یہ کتب خانہ مجھ کو عنایت فرمایا جائے۔ اس کی درخواست پر عمرو عاص کو خیال ہوا کہ یہ بھی کوئی بڑی چیز ہوگی اور اس لئے خلیفہ سے دریافت کرنا ضروری ہوا۔ اس نے ایک عریضہ میں یحییٰ کی خوبیاں تحریر کرکے سفارش کی کہ یہ کتابیں اسے دے دی جائیں۔ عمر فاروق نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ کتابیں قرآن کے موافق ہیں تو ان کی کوئی ضرورت نہیں قرآن کافی ہے۔ اگر قرآن کے موافق نہیں ہیں تو ضرر پہونچانے والی ہیں بہرکیف ان کو غارت کر دینا چاہئے۔ عمرو نے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی۔ وہ کتابیں شہر کے پانچ[1] حماموں میں تقسیم کر دی گئیں اور وہ چھ مہینے تک ان حماموں میں ایندھن کا کام دیتی رہیں۔ ابوالفرج نے اپنی تاریخ مختصر الدول میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

فقہ اللغۃ میں تحریف

شیعوں کی تصنیفات میں سے اپنے اوپر پڑنے والے اعتراضات کو تو اہلسنت نکال ڈالیں، اپنی طرف سے جو چاہیں جہاں چاہیں بڑھا دیں، گھٹا دیں، بدل دیں۔ بلکہ خود اہلسنت کی کتب سے جو تائیدات شیعوں کے حق میں ملیں ان کو حذف کر دیں اور اس کا نام بہر حال "احتیاط" رکھا جائے اور جب اس بد دیانتی کی تقلید عیسائی کریں اور اسطرح ان کو نقصان پہونچانے میں کوشاں ہوں تو ان "احتیاط" کے جھنڈا اٹھانے والوں کو

---

[1] ایرونگ کی غلطی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اور تاریخوں میں حماموں کی تعداد چار ہزار لکھی ہے۔

تاب نہ رہے۔ یہ طرفہ تماشا ہے:

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
کہ جو تم سے کوئی کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

اگرچہ بحیثیت مسلمان ہونے مجھے بھی عیسائیوں کی اس بددیانتی سے صدمہ ہے اور سخت صدمہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس سنت سیئہ کا بیج بویا وہ البادی الظلم کا مصداق ہے اور بات یہ ہے کہ میدان مقابلہ میں تحریف کرنے والوں کے لئے یہ عیسائی ہر فرعونے را موسیٰ بن گئے ہیں۔ البتہ ان دونوں بددیانتوں کے سیلاب سے بےگناہ شیعوں کا گھر مفت غرق ہوتا ہے۔ فالعبرۃ العبرۃ

اے دعوے داران تشیع! اپنے مذہب و ملت کے لئے پریس کی طاقت کو مضبوط کرو، اور نہیں تو کم از کم اپنی کتابوں کو تو اصلی حالت میں شائع کردو۔ ورنہ لازم تو یہ ہوگیا ہے کہ سنیوں کی کتابوں کو بھی صحیح صحیح جس طرح مصنف نے لکھا ہے چھاپ لو تاکہ تمھارے ہاتھ میں متقدمین اہل سنت کی دی ہوئی سند محکم رہے۔

اس تمہید کے بعد "فقہ اللغۃ" کی لوح کی عبارت نقل کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ فقہ اللغۃ میں بھی تحریف کی گئی ہے اور جس کی مصری علماء کو شکایت ہے۔ یہ کتاب "مطبع سعادۃ مصر" میں پہلی دفعہ ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء شیخ منیر دمشقی کی تصحیح ہے جو علمائے جامعہ ازہر میں سے ایک شخص ہیں چھپی ہے، اس کی لوح پر عبارت ذیل مرقوم ہے:

> کتاب فقه اللغة وسر العربية تالیف ابی منصور عبد الملك بن محمد الثعالبی المتوفی سنة ۴۳۰ھ "طبع طبق اصل مولفه لا كما طبعت الجمعية اليسوعية فحذفت منه كل ما يتعلق بالاسلام وقسم اسرار العربية برمته"۔

اس سے واضح ہوگیا کہ عیسائیوں نے اصل کتاب میں سے کل وہ چیزیں جو اسلام سے متعلق ہیں نکال ڈالی ہیں اور کتاب کا آخری حصہ "اسرار العربیہ" تو ایک دم ہی غائب کردیا۔ فقہ اللغۃ کے تین نسخے اس وقت میرے پیش نظر ہیں۔ اول مذکورۂ بالا نسخہ جو میری

ذاتی ملکیت ہے اور جو سفر عرب میں خریدا گیا ہے اس کی تقطیع طول میں چھ انچ، عرض میں ساڑھے چار انچ ہے۔ دوسرا نسخہ "مطبوعہ عمومیہ مصر" میں سید مصطفےٰ البابی الحلبی کے اہتمام اور شیخ محمد زہری کی تصحیح سے ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی تقطیع طول میں دس انچ، عرض میں ساڑھے چھ انچ ہے۔ تیسرا وہ جو عیسائی پادریوں کے مطبع مسمی بہ مطبعۃ الآباء الیسوعیین بیروت میں ۱۸۸۵ء میں چھپا ہے۔ یہ دونوں نسخے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی ملک ہیں۔ میں نے پہلے نسخہ کی لوح کی عبارت نقل کی ہے جس سے واضح ہے کہ یہ نسخہ مکمل ہے اور عیسائی پادریوں نے جو قطع و برید کی ہے اس سے یہ نسخہ پاک ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس تیسرے نسخہ کی حالت تھوڑی تفصیل سے بیان کر دوں جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ عیسائیوں نے کیا اور کس طرح خیانت کی ہے۔ پادریوں نے جو کچھ کیا ہے اس طرح کی فریب کاری سے تو یہی بہتر تھا کہ کتاب کو شائع فرمانے کی زحمت ہی نہ فرمائی جاتی، یا یہ کتابیں گذشتہ زمانہ کے فاتحین کی تقلید کر کے نذر آتش کر دی جاتیں۔ (جن کی ملامت کے لئے آج مدعی تہذیب، روشن خیالی، اور وسیع النظری کی علمبردار دنیا آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی ہے اور دل نہیں بھرتا۔ سچ ہے: بے حیا باش ہرچہ خواہی کن)۔

ایک طرف تو اس نسخہ میں تحریف کی گئی اور دوسری طرف اس نسخہ کو دلچسپ اور مفید تر بنا کر اس کی اشاعت کو مقبولیت عامہ کا جامہ پہنانے کی کافی سعی کی گئی ہے۔ اس طرح شوقین حضرات خواہ مخواہ اسی نسخہ کو خریدیں گے اور اسی کی اشاعت ہو کر رہے گی۔ کاغذ اور حروف کی عمدگی تشکیل و تحسین طبع کے علاوہ ابتدا میں ۱۵ صفحہ پر اڑتیس ائمہ لغت کے تراجم بھی لکھے گئے ہیں جن سے ثعلبی نے اپنی اس کتاب میں مطالب اخذ کئے ہیں۔ مصنف کتاب کا ترجمہ اس کے علاوہ ہے۔

آخر کتاب میں ابن اجدابی کی کتاب "كفاية المتحفظ ونهاية المتلفظ" کے منتخبات چودہ صفحوں میں پھر عبداللہ بن مسلم کی کتاب "الجراثیم" کے منتخبات اٹھارہ صفحوں میں الحاق کئے گئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۲۶۶ سے صفحہ ۳۹۸ تک بعض

الفاظ مشکلہ کی شرح ہے جو کتاب فقہ اللغۃ میں آگئے ہیں۔ اس کے بعد چار فہرستیں ہیں۔ ایک فہرست ان لوگوں کی جن کے تراجم ابتدا میں ہیں۔ دوسری فہرست ان لوگوں کی جن کے تراجم الفاظ مشکلہ کی شرح کے سلسلہ میں آگئے ہیں۔ تیسری فہرست ترتیب و مضامین کتاب کی ہے (جو سب نسخوں میں ہے)۔ چوتھی فہرست مضامین کتاب کی باعتبار حروف تہجّی ہے۔

ان خوبیوں نے طباعت میں اگرچہ چار چاند لگادیے ہیں لیکن ان تمام خوبیوں پر اس طرح پانی پھیر دیا گیا کہ غیر محسوس انداز میں کتاب کو محرّف کر ڈالا گیا۔ مصنّف نے اپنے دیباچہ میں صاف صاف تصریح کردی ہے کہ اسی کتاب کا دوسرا جزء سرّ العربیۃ ہے۔ یہ حصہ مطبعہ عمومیہ مصریہ ۱۳۱۸ھ والے نسخہ میں صفحہ ۲۰۸ سے شروع ہوکر صفحہ ۲۶۲ پر تمام ہوتا ہے اور مطبعہ سعادۃ والے نسخہ میں صفحہ ۳۳۲ سے شروع ہوکر صفحہ ۴۲۳ پر پورا ہوتا ہے۔ تیسرے یعنی بیروتی نسخہ میں یہ پورا حصّہ بغیر کسی واضح اطلاع کے نکال ڈالا گیا ہے جو خیانت اور واقعی خیانت ہے۔ یہ حذف شدہ حصّہ پورا تو نقل نہیں کیا جاسکتا لیکن سرنامہ نقل کردیتا ہوں جس سے خود ہی معلوم ہوجائے گا کہ اس کے خارج کرنے کا سبب کیا ہے۔ اس کی ابتدا اس طرح ہے:

> "القسم الثانی مما اشتمل علیہ الکتاب وھو السّر العربیۃ فی مجاری کلام العرب وسننھا والاستشھاد بالقرآن علی اکثرھا۔"

اب میں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے (اگر عبرت کے لئے نہ کہا جاسکے) اور پادری صاحبان کی عیاری کا دامن چاک کرنے کی غرض سے دونوں نسخوں کے دیباچے کا کچھ حصّہ نقل کرتا ہوں۔ سرّ العربیہ کا حصّہ جو بلاغت قرآن سے مؤید تھا وہ تو اس "جرم" کے سبب نکال دیا گیا کہ اس پر قرآنی تصدیق تھی۔ لیکن دھڑکتے دلوں کو اس سے تسکین نہ ہوسکی، تثلیث کے بودے دھاگے میں بندھے ہوئے پادریوں سے یہ بھی برداشت نہ ہوسکا کہ مصنف اپنے عقیدہ کو اپنی کتاب کے دیباچہ میں بیان کرے

اصل کتاب کا دیباچہ مطبعہ عمومیہ کی شائع کردہ کتاب میں صفحہ ۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲ پر ختم ہوتا ہے۔ پادری صاحبان کی شائع کردہ کتاب میں باوجود چھوٹی تقطیع ہونے کے اس کے صرف چھ صفحوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قانونی بچت کے لئے یہ چالاکی کی گئی ہے کہ ایک لفظ "مختصراً" لکھ دیا گیا ہے لیکن اختصار کے معنی تغیر تبدیل یا عکس کر دینے کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اختصار کے معنی یہ کس لغت میں ہیں کہ مصنف نے جو نہیں کہا ہے وہ اس کا قول قرار دے دیا جائے یا جو کہا ہے اس کا عکس کر دیا جائے۔ اس چھاپہ میں عیسائی صاحبان نے پہلے اپنا دیباچہ لکھا ہے۔ اس میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ولم نغیّر فی هٰذا التالیف من شیئٍ سویٰ اننا اطرحنا منه لا یلیق ان یکون فی ید طلبة العلم لاسیما الاحداث منهم۔ (یعنی ہم نے اس تالیف میں کوئی تغیّر نہیں کیا ہے، فقط اتنا سا کہ جن چیزوں کا طالبانِ علم کے ہاتھوں میں ہونا مناسب نہیں، علی الخصوص نو عمر طلبہ کے ہاتھوں میں، ان کو ہم لوگوں نے نکال ڈالا ہے)۔

اب اہلِ انصاف داد دیں کہ قرآن و حدیث کی بلاغت اور اسلامی ادب کی عظمت واضح ہونے کے سوا اور اس میں کیا تھا۔ کون سی بات خلاف عقل، خلاف تہذیب یا خلاف اخلاق باتیں مذکور تھیں جن کا طلبہ یا نو عمر طلبہ کے لئے پڑھنا نازیبا سمجھا گیا۔ ملاحظہ ہو:

دیباچہ مصنف از مطبوع مطبعہ عمومیہ

> "بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد، حمد الله علیٰ
> آلائه والصّلوٰة والسلام علی محمّد وآله فان من احبّ
> الله احبّ رسوله المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم ومن احبّ
> النبی احبّ العرب ومن احب العرب احب اللغة العربیة
> التی بها نزل افضل الکتب علیٰ افضل العجم والعرب و
> من احب العربیة عنی بها وثار علیها وصرف همته الیها

ومن هداه الله للاسلام وشرح صدره للایمان واتاه حسن سریرة فیه اعتقد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خیر المرسل والاسلام خیر الملل والعرب خیر الامم والعربیة خیر اللغات والالسنة والاقبال علیٰ تفهمها من الدیانة اذهی اداة العلم ومفتاح التفقه فی الدین وسبب اصلاح المعاش والمعاد ثم هی الاحراز الفضائل والاحتواء علیٰ المروءة وسائر انواع المناقب کالینبوع للماء والزند للنار ولو لم یکن فی الاحاطة بخصائصها والوقوف علیٰ مجادیها ومصارفها والتبحر فی جلائلها ودقائقها الاقوة الیقین فی معرفة اعجاز القراٰن وزیادة البصیرة فی اثبات النبوة الذی هو عمدة الایمان لکفی بهما فضلا یحسن اثره ویطیب فی الدارین ثمره فکیف والیسر ماخصه اللہ عزوجل من ضروب الممادح ما یکل اقلام الکتبة ویتعب انامل الحسبة ولما شرفه اللہ عزاسمه وعظمها ودفع خطرها وکرمها واوحی بها الیٰ خیر خلقه وجعلها لسان امینة علیٰ وحیه واسلوب خلفائه فی ارضه واراد بقائها ودوامها حتی تکون فی هٰذه العاجلة لخیر عباده وفی تلک الاٰجلة لساکنی دار ثوابه قبض لها حفظة الخ۔

اس پوری عبارت کو دیکھئے۔ خط کشیدہ کُل کی کُل عبارت بیروتی چھاپہ میں غائب کر دی گئی ہے :

”قیاس کن زگلستان من بہار مرا“

دیباچہ سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان محرّفین نے آگے چل کر اصل کتاب میں کیا کیا گُل کھلائے ہوں گے۔ پوری کتاب کو لفظاً لفظاً پڑھ کر

فقط بعض بعض مقامات لکھ دیئے جاتے ہیں تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے سند باقی رہے۔

ملاحظہ ہو فقہ اللغۃ۔ مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصر باب خامس عشر فصل فی الرؤس

صفحہ ۶۴ :

” الکرادیس والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین
والمرفقین والمنکبین وفی الخبر أنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
کان ضخما لکرادیس وفی خبر اخرانہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
کان جلیل المشاش الحجبتان راسا الورکین القتیر رؤس
المسامیر عن ابی عبید۔ البوبوراس المکحۃ عن عمرو
عن ابیہ عن ابی عمرو الشیبانی الخشل رؤس الحلی عن
ابی عبید عن ابی عمرو۔“

خط کشیدہ عبارت میں بیروتی چھاپہ والوں نے یوں خیانت کا فرض ادا کیا ہے‘

فیقال فلان ضخم الکرادیس وجلیل المشاش۔

اکثر موقع پر مصنّف نے قرآن مجید سے استدلال یا استشہاد کیا ہے۔ اس میں یہ تحریف کی گئی ہے کہ مصنف کے قول قول اللّٰہ عزوجل کو بدل کر قول القرآن کر دیا گیا ہے۔ ظاہر نظر میں تو یہ بڑا فرق نہیں معلوم ہوتا، قول خدا یا قول قرآن ایک ہی ہے لیکن اگر کوئی بات نہ ہوتی تو پادریوں کو اللّٰہ عزّوجل سے دشمنی اور قرآن سے دوستی ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ اس طرح مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید ایک کتاب ہے لیکن جو اس میں مذکور ہے وہ قول خدا نہیں بلکہ قرآن کا قول ہے۔ قرآن جس کی تصنیف ہوگی یہ قول اس کا ہوگا نہ کہ خدا کا۔ عیسائی خائنین قرآن کو کتابِ خدا مانیں یا نہ مانیں، سرور کائناتؐ کو تسلیم کریں یا نہ کریں، دنیائے انصاف سے سوال صرف اتنا ہے کہ فقہ اللغۃ عیسائیوں کی تصنیف تو نہیں ہے، اس کا مصنف تو مسلمان تھا، اس کی تصنیف کو اپنی بائبل کی طرح مسخ اور تختۂ مشق بنانے کا آپ لوگوں کو کیا حق تھا۔؟

اگر مناظرہ ہی کرنا ہو اور احقاق حق مطلوب ہو تو علمائے اسلام اس کے لئے ہر وقت حاضر ہیں، گفتگو فرمالیں۔ تحریر و تقریر جس میدان میں چاہیں تشریف لے آئیں۔ لیکن اس چوری سے کیا نتیجہ۔ شرم اے مدعیانِ تہذیب۔!

مطبوعہ مطبعہ عمومیہ صفحہ ۴۳ باب عاشر فصل لاح لی فی الرد علی ابن قتیبۃ الخ ــ وقد غلط لان المسکین ھو الذی لہ البلغۃ من العیش اما سمع قول اللہ عزوجل اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاثبت لھم سفینۃ وقول اللہ عزوجل اولی ما یحتجّ بہ۔ اس عبارت کو بیروتی چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کو اس طرح بدلا گیا ہے۔ اما سمع قول القرآن وقولہ ما احتجّ بہ اس موقع پر صیغۂ مضارع کو ماضی سے بدل دینے سے مطلب میں زمین آسمان کا فرق ہوگیا۔

اسی صفحہ میں چند سطر بعد اس طرح ہے:

وفی الحدیث ان رجلا قال یا رسول اللہ اکلتنا الضبع۔ اس کو بدل کر پادری صاحبان نے اس طرح چھاپا ہے:

وفی الحدیث اکلتنا الضبع۔

اب ملاحظہ ہو مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصریہ باب ثانی عشر صفحہ ۴۸ ترتیب فصول کی تبدیل کے علاوہ فصل یناسبہ فی الاعضاء کے بعض فقرات حذف کئے گئے ہیں اور صفحہ ۴۹ کی فصل یناسبہ عن الائمۃ پوری کی پوری حذف ہے، جو ۱۴ سطریں ہیں۔

پھر ملاحظہ ہو تیرہواں باب صفحہ ۵۵ مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصریہ:

فصل فی سواد اشیاء مختلفۃ ــ الحال الطین الاسود ومنہ حدیث مروی ان جبریل علیہ السلام قال لما قال فرعون اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل اخذت من حال البحر فضربت بہ وجھہ۔

اس عبارت کو بیروتی پادریوں نے یوں چھاپا ہے:

الحال الطین الاسود (عن ثعلب عن ابن الاعرابی ومنہ

ماجاء فی الحدیث واخذ من حال البحر وضرب بہٖ وجہ فرعون)

دیباچہ میں پادریوں کا کہنا کہ ایسی چیزیں نکال دی گئیں جن کا طلبہ اور خصوصاً نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہونا مناسب نہ تھا اس موقع پر خاص کر قابلِ توجہ ہے۔ تحریف کی فرعونیت کے مرتکبین کے لئے فرعون کا دامن ہاتھ میں ہونا مناسب اور جبرئیل علیہ السلام کے نام سے عداوت اور اس دولت سے ہاتھ خالی ہونا ہی مناسب تھا۔ واہ وا کیا کہنا۔

چونکہ پوری کتاب میں پوری طرح خیانت کی گئی ہے، سب کا نقل اور احصاد بہت دشوار ہے۔ ایک دو مثالیں اور لکھ کر ناظرین کو متوجہ کرنے پر اکتفا کیجاتی ہے۔

مطبوع مطبعہ عمومیہ مصری کا صفحہ ۶۵ بیروتی کا صفحہ ۹۳، مصری کا صفحہ ۶۶ بیروتی کا صفحہ ۹۵۔ مصری کا صفحہ ۸۹ فصل فی تفصیل احوال الموت اس میں ایک جگہ یہ عبارت ہے:

واول من تکلم بذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ عبارت بیروتی میں غائب کردی گئی ہے۔

ملاحظہ ہو بیروتی کا صفحہ ۱۳۳، اس کے چند سطر نیچے مصری میں یہ ہے:

وحطم احسن وافصح لان القراٰن نطق بذالک فی قصّۃ سلیمان صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جگہ بیروتی میں یوں ہے:

وحطم احسن وافصح وقد نطق القراٰن بذالک فی قصّۃ سلیمان

لانّ کی جگہ قد رکھ کر استدلال کو پس پشت ڈال دیا گیا اور فقط اخبار پر اکتفا کر دی گئی۔ صاحبانِ علم سے مخفی نہیں کہ اتنے سے تغیّر میں کتنا بڑا مطلب خراب کر دیا گیا۔

مصری کے صفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۱۵ پر فصل فی النکاح ہے وہ پوری نکال ڈالی گئی ہے، یہ ۲۱ سطریں ہیں۔

مصری کے صفحہ ۱۳۴ پر وفی الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بیروتی میں وفی الحدیث انہ قال کہہ دیا گیا ہے جس سے قائل معلوم اور مجہول کا بیّن فرق ہو گیا۔

مصری کے اسی صفحہ پر التہلیل رفع الصّوت بلا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بیروتی میں خط کشیدہ عبارت غائب کر دی گئی ہے۔

اس کے ایک سطر بعد وفی الحدیث خیرالناس رجل ممسک بعنان فرسہ کلما سمع ھیعۃ طار الیھا مصری میں ہے لیکن پادری صاحبان نے خط کشیدہ عبارت نوش جان فرمالی۔

الفاظ کتابیہ میں بھی تحریف واضح ہے۔ انشاء اللہ آیندہ مقابلہ کرکے تحریفی مقامات کا پتہ دیا جائے گا۔

خاتمۂ کلام پر میں تمام شیعوں خصوصًا صاحبانِ اقتدار و اختیار سے بلکہ ہر مصنّف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا شیعوں کے لئے یہ اسباب باعثِ ہلاکت ہیں یا نہیں؟ آج اگر پریس کی طاقت محکم نہ کی گئی اور کتابوں کی اصلیت کو دوسری دستبرد سے محفوظ نہ کرلیا گیا تو کیا شیعوں کو اس سے کوئی صدمہ نہ پہونچے گا۔؟

"اصلاح" کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار غریب چیخ چیخ کر تھک گیا جس کی خالص دینی اور بے نظیر مذہبی خدمت کے بارے ہندوستان کے شیعہ کسی طرح قیامت تک سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ جس نے مجھ جیسے ہزاروں بے سوادوں کو صاحب سواد بنا دیا ہوگا اس کی آواز "استحکام مطبع" صدا بصحرا سمجھی جارہی ہے۔

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے خدمات لائق صد تحسین وآفرین اور ہماری قوم کے لفظی شکریوں کے ہاروں سے معطر بھی، مگر اس سے اُس کے پاس نہ اردو پریس مضبوط نہ انگریزی مستحکم۔ "سرفراز" کی چھوٹی سی عمر اس کی چیخ پکار بھی ابھی تک ہمارے درد کا مرہم نہ ہوسکی۔

(یہ تحریر جب شائع ہوئی تھی اس کے بعد اصلاح کے پاس بھی ایک اسٹیم پریس آیا، سرفراز کے پاس بھی اپنا برقی پریس قائم ہوا۔ الواعظ صفدر پریس بھی برقی قوت سے چلا۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ پریس کی قوت اسی طرح مفقود ہے جیسے ان مطبعوں کے وجود سے قبل معدوم تھی)۔

اگر یہی لیل ونہار ہیں اور ہمارے یہی شعار تو وہ دن دور نہیں جب خدانخواستہ شیعوں کی تصنیف سے سنیت کی تائید، مسلم تصنیفات سے غیر مسلم

لگیں)، خود شیعوں کی کتابوں سے شیعوں کی مذمت نکلنے لگے۔ مکارم الاخلاق اور طہارۃ ابن مسکویہ سے اس کا اندازہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ ان فتنوں کو مختصر نہ سمجھئے۔ ماہر استاد کیمیا انھیں پتیوں میں طلا دیکھتا ہے جنھیں جاہل چارہ جانتا ہے:

سر چشمہ باید گرفتن بمیل

میرے استاد معظم جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے نیز مولانا شیخ فدا حسین صاحب قبلہ مرحوم نے اس سے پہلے بعض اسی قسم کی تحریفات کا پتہ دیا ہے۔ ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر بعض چیزوں کو آپ حضرات کے سامنے بطور نمونہ پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ کبھی کچھ اور عرض کروں۔ کافی تو اتنا بھی ہے:

قوم کچھ تجھ کو زمانے کی خبر ہے کہ نہیں؟

صواعق محرقہ اور اس کا ترجمہ براہین قاطعہ

الصواعق المحرقة فی الرّد علی اهل البدع والزندقة تالیف الامام العالم العلامة الفقیه المحدث شهاب الدین احمد بن الحجر الهیثمی نزیل مكة المشرفة۔

یہ عبارت صواعق محرقہ کی لوح سے نقل کی گئی ہے جو مطبعہ میمنیہ مصر میں ۱۳۲۴ھ میں چھاپی گئی ہے، جس کو لوح کی منقولہ بالا عبارت کے نیچے اس طرح بیان کیا گیا ہے،

وبهامشه کتاب تطهیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوه بثلب سیدنا معاویة بن ابی سفیان۔

صواعق محرقہ کے دیباچہ کی سطور ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کب اور کیوں اور کس طرح لکھی گئی ہے:

اما بعد فانی سئلت قدیما	کچھ دن ہوئے کہ مجھ سے ایسی کتاب
فی تالیف کتاب یبین حقیقة	کی تالیف کا سوال ہوا تھا جس میں
خلافة الصدیق وامارة	خلافت صدیق و امارت ابن الخطاب

ابن الخطاب فاجبت الیٰ ذالک مسارعة فی خدمة هٰذا الجناب فجاء بحمد الله انموذجًا لطیفًا ومسلکًا منیفًا ثم سئلت فی اقرائه فی رمضان سنة خمسین وتسعمأة بالمسجد الحرام لکثرة الشیعة والرافضة ونحوها الان بمکة المشرفة اشرف بلاد الاسلام فاجبت الیٰ ذالک رجاءً لهدایة بعض من زل به قدمه عن اوضح المسالک ثم سخ لی ان ازید علیه اضعاف ما فیه وابیّن حقیقة خلافة الائمة الاربعة وفضائلهم وما یتبع ذالک۔

کی حقیقت بیان ہو۔ میں نے اس بارگاہ کی فوری خدمت کا خیال کر کے اسے منظور کر لیا۔ (کتاب لکھی)، تو بحمد اللہ لطیف نمونہ بن گئی اور عمدہ مسلک معلوم ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان سنہ ۹۵۰ھ میں مسجد الحرام میں اس کے پڑھانے کی خواہش کی گئی۔ کیونکہ اشرف بلاد اسلام یعنی مکہ مشرفہ میں ان دنوں شیعہ اور رافضہ اور اسی قسم کے لوگوں کی کثرت ہے تو میں نے اسے بھی قبول کر لیا بدیں امید کہ بعض لوگ جن کے قدم راہ راست سے ڈگمگا گئے ہیں، شاید ان کی ہدایت ہو جائے۔ پھر دل میں آئی کہ جتنا ہے اس سے زیادہ اس میں اور بڑھا دوں اور چاروں خلفاء کی خلافت کی حقیقت بھی بیان کر دوں، نیز ان کے فضائل اور اس قسم کی اور باتیں بھی لکھ دوں۔

صواعق محرقہ کا ترجمہ تقریباً انھیں دنوں میں جناب کمال الدین صاحب نے فرمایا ہے۔ ترجمہ کا دیباچہ صفحہ چہارم ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں:

”در سنہ سبعین وتسعمأة این قلیل البضاعة کمال الدین بن فخر الدین جہرمی را مامور ساخت بآنکہ کتاب مذکور را بزبان فارسی نقل کناد تا فائدہ عام باشد . . . . دران شروع نمودم وبے تغیّر وتبدّل در وضع وترتیب

نمایم مگر ترجمہ احادیث و بیان الفاظ مشکلات از روئے تفاسیر معتبرہ و شروح احادیث ثقات مشہورہ استخراج نمودم .... و این کتاب را براہین قاطعہ در ترجمہ صواعق محرقہ موسوم گردانیدم۔ قال الشیخ فی الاصل ورقبتہ علیٰ مقدمات وعشرۃ ابواب وخاتمۃ۔"

اس عبارت میں تصریح ہے کہ مترجم نے ترجمہ میں اصل سے کچھ کمی یا زیادتی نہیں کی ہے۔ لیکن "براہین قاطعہ" مذکورہ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۱۲ھ میں بہ تصحیح مولوی غلام حیدر وفیض احمد صاحب بار دوم باہتمام فقیر اللہ صاحب شائع ہوئی ہے اس میں حالات حضرت عثمان میں سے ایک پورے "تتمہ" کو نکال ڈالا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصل صواعق محرقہ، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۲۴ھ صفحہ ۶۷:

"تتمة نقم الخوارج علیه رضی الله عنه امورا هو منها بری منها عزله اکابر الصحابة من اعمالهم و ولاها دونهم من اقاربه کابی موسیٰ الاشعری عن البصرة وعمرو بن العاص عن مصر وعمار بن یاسر عن الکوفة والمغیرة بن شعبة عنها ایضاً وابن مسعود عنها ایضاً واشخصه الی المدینة (وجوابه) انه انما فعل ذالك لاعذار اوجبت علیه ذالك فاما ابو موسیٰ فان جند عمله شکوا شحه وجند الکوفة نقموا علیه انه امرهم بامر عمر لهم بطاعته بفتح رامهرمز ففتحوها وسبوا نساءها وذراریها فلما بلغه ذالك قال انی کنت امنتهم فکتبوا لعمر فامر بتحلیفه فحلف فامر برد ما اخذ منهم فرفعوه لعمر فعتب علیه وقال لو وجدنا من یکفینا عملك عزلناك فلما توفی عمر اشتد غضب الجندین علیه فعزله عثمان خوف الفتنة واما عمرو بن العاص

فلا كثار اهل مصر شكايته وقد عزله عمر لذالك ثم رده

لما ظهر له التفصيل مما شكوه منه وتوليته ابن سرح بدله فهو وان كان ارتد فى زمنه صلى الله عليه وسلم فاهدر دمه يوم الفتح اسلم وصلح حاله بل ظهرت منه فى ولايته اشارة محمودة كفتح طائفة كثيرة من تلك النواحى وكفاه فخرا ان عبدالله بن عمرو بن العاص قاتل تحت رايته ككثير من الصحابة بل وجدوه اقوم لسياسة الامر من عمرو بن العاص ومن احسن محاسنه لما قتل عثمان لم يقاتل مسلما بعد قتاله المشركين واما عمار فالذى عزله عمر لا عثمان واما المغيرة فانهى عثمان انه ارتشى فلما رأى تصميمهم على ذالك ظهر ان المصلحة فى عزله وان كانوا كاذبين عليه واما ابن مسعود فكان ينقم على عثمان كثيرا فظهرت له المصلحة فى عزله على ان المجتهد لا يعترض عليه فى اموره الاجتهادية لكن اولئك الملاعين المعترضون لا فهم لهم بل ولا عقل

ومنها أنه اسرف فى بيت المال حيث اعطى اكثره لاقاربه كالحكم الذى رده للمدينة وكان النبى صلى الله عليه وسلم نفاه عنها الى الطائف وكاتبه مروان اعطاه مأة الف وخمس افريقية والحرث اعطاه عشر مايباع باسواق المدينة وجاءه ابوموسى بحلية ذهب وفضة فقسمها بين نساءه وبناته وانفق اكثر بيت المال فى ضياعه ودوره (وجواب ذالك) ان اكثر ذالك مختلق

وعده بذلك لما استاذنه فنقله للشيخين فلم يقبلاه لكونه واحدا فلما ولّى قضىٰ بعلمه كما هو قول اكثر الفقهاء علىٰ ان الحكم تاب مما نفى لاجله والحق فى مروان لما تعذر نقله من اثاث افريقية وحيوانها اشتراه من ابن ابى سرح الامير بمأة الف فقد نقد اكثرها وسبق مبشرا بفتحها فترك عثمان منه البقية جزاء لبشارته فان قلوب المسلمين كانت فى غاية القلق بشدة امر افريقية وللامام ان يعطى البشير ما يراه لائقا بتبعه وخطر بشارته وتلك الف انما جهزها من مال بيت الحرث وثروة عثمان جاهلية واسلاما لاتنكر وما ذكروه فى العشور غير صحيح نعم جعل له السوق لينظر فيه بالمصلحة فوقع منه جور فعزله (وقصته) ابى موسىٰ و ذكرها اسحٰق بسند فيه مجهول وهو يرجحه فى ذالك.

وغنىٰ عثمان الواسع واتصافه فى غزوة تبوك بما هو مشهور عنه يمنع نسبة تلك واقل منه واكثر اليه غاية الامر انه لو سلم انه اكثر من اعطاء اقاربه من بيت المال كان اجتهادا منه فلا يعترض به عليه وزعم انه منع ان لا يشترى احد قبل وكيله وان لا تسير سفينة من البحرين الاّ فى تجارته باطل علىٰ انه كان منبسطا فى التجارات فلعله حمى سفينة ان لا يركب فيها غيره وفرض لزيد بن ثابت نظر بيت المال ففضلت منه فضلة فصرفها فى عمارة ما زاده فى مسجده صلى الله عليه وسلم فتقولوا انه صرفها فى عمارة دوره كما تقولوا انه حمى لنفسه مع انه حمى لاهل الصدقة وانه اقطع اكثر اراضى بيت المال مع انه

انما هو فی الاحیاء علیٰ انه عوض اشراف الیمن مثل ما ترکوہ من
اراضیهم لما جاءوا الی المدینة یستمروا بها تجاه الاعداء وذالک
فیه مصلحة عامة فلا یعترض به (ومنها) انه حبس عطا ابن
مسعود وابی ابن کعب ونفی اباذر الی الربذة واشخص عبادة
بن الصامت من الشام الی المدینة لما اشتکاہ معٰویة وهجر
بن مسعود وقال لابن عوف انک منافق وضرب عمار بن یاسر
وانتهک حرمة کعب بن عبدہ فضربه عشرین سوطا ونفاہ
الیٰ بعض الجبال وکذالک الحرمة الاشتر النخعی (وجواب ذالک)
ان حبسه لعطاء بن مسعود وحجرہ له فلما بلغه عنه مما یوجب
ذالک لاسیما وکل منهما مجتهد فلا یعترض بما فعله احدهما
مع الاٰخر نعم زعم ان عثمان امر بضربه باطل ولو فرضت
صحته لم یکن باعظم من ضرب عمر لسعد بن ابی وقاص
بالدرة علیٰ راسه حیث لم یقم له وقال له انک لم تهب
الخلافة فاردت ان تعرف ان الخلافة لا تهابک ولم یتغیر
سعد من ذالک فابن مسعود اولی لانه کان یجیب عثمان بما
لا یبقی له حرمة ولا ابهة اصلا بل رأی عمر ابیا یمشی وخلفه
جماعة نعلاہ بالدرة وقال ان هٰذا فتنة لک ولهم
فلم یتغیر ابی علی ان عثمان جاء لابن مسعود وبالغ فی
استرضائه فقیل قبله واستغفر له وقیل لا وکذالک ما وقع
له مع ابی ذر فانه کان متجاسرا علیه بما یخرم الهمة ولایته
فما فعله معه ومع غیرہ انما هو صیانته لمنصب الشریعة
وحمایته لحرمة الدین وان عذر

انما اختار التحول اعتزالا للناس مع امر عثمان له بعدمه وقوله اقم عندى تغدو عليك للقاء وتروح فقال لا حاجة لى فى الدنيا وهى قضية باطلة من اصلها وكذا قضية عبد الرحمن بن عوف رضى الله عنهما وانما كان متوحشا منه لأنه كان يجبهه كثيرا ولم يضرب عمالا وانما ضربه عبيد عثمان لما كرر ارسالهم اليه يجيئ الى المسجد حتى يعاتبه فى اشياء نقمها عليه وهو يعتذر اليه فلم يقبل وقد حلف عثمان وغلظ انه لم يأمرهم بذالك ثم بالغ فى استرضائه وظهر ما يدل على أنه رضى الله عنه وفعله بكعب ما ذكر فعذره فيه انه كتب اليه فاغلظ عليه ثم استدرك عثمان ذالك فبالغ فى استرضائه فقلع قميصه ورفع اليه سوطا ليقتص منه فعفا ثم صار من خواصه ما فعله بالاشتر معذور فيه فانه راس فتنة فى زمان عثمان بل هو السبب فى قتله بل جاء انه هو الذى باشر قتله بيده فاعمى الله بصائرهم كيف لم يذموا فعل هٰذا المارق وذموا فعل من شهد له الصادق بانه الامام الحق وانه يقتل شهيدا مظلوما وانه من اهل الجنة (ومنها) انه احرق المصاحف التى فيها القرآن (وجوابه) ان هٰذا من فضائله لان حذيفة وغيره انهوا اليه ان اهل الشام والعراق اختلفوا فى القرآن يقول بعضهم قراءتى خير من قراءتك وهٰذا يكاد ان يكون كفرا فرأى عثمان ان يجمع الناس على مصحف واحد فاخذ صحف ابى بكر التى جمع

مافيه ثم كتب منه صحفا وارسلها الى البلدان وامر
بذالك لاختلاف الامة ومن ثم قال على كرم الله
وجهه والله لو وليت لفعلت الذى فعل عثمان وقال
لا تسبوا عثمان من جهة ذالك فانه لم يفعله الا عن
ملأ منا وقد بسطت هٰذه القصة ومافيها من الفوائد فى
شرح المشكوٰة (ومنها) تركه قتل عبيد الله بن عمر بقتله
الهرمزان وجفينة وبنتا صغيرة لابى لولؤة قاتل عمر مع
اشارة على والصحابة بقتله وجواب ذالك ان جفينة نصرانى
وابنة ابى لولؤة ابوها مجوسى وامها حالها مجهول فلم
يتحقق اسلامها واما الهرمزان فهو المشير والأمر لابى
لولؤة على قتل عمر وجماعة مجتهدون على ان الأمر
بقتل كالمامور على انه خشى ثوران فتنة عظيمة لما اراد
قتله لو توفرت فيه الشروط فترك قتل عبيد الله
واسترضى اهل الهرمزان (ومنها) اتمامه الصلوٰة بمنى
لما حج بالناس (وجوابه) ان هٰذه مسئلة اجتهادية
فالاعتراض بها جهل قبيح وبغاوة ظاهرة اذ اكثر العلماء
على ان القصر جائز لا واجب (ومنها) انه كان غادرا لما
وقع له مع محمد بن ابى بكر رضى الله عنه مما ياتى قريبا
(جوابه) انه حلف لهم كما ياتى فصدقوه الا من فى قلبه
مرض ـ (والحاصل) انه صح عن الصادق المصدوق
انه على الحق وان له الجنة وانه يقتل مظلوما وامر
باتباعه ومن هو كذالك كيف يعترض عليه باكثر تلك

صلی اللہ علیہ وسلم اشار علیہ ان یستولی الخلافۃ و
ان المنافقین سیراودونہ علیٰ خلعہ وانہ لا یطیعھم ھٰذا
مع ما علم من سابقتہ وکثرۃ انفاقہ فی سبیل اللہ وغیرھما
مما مر فی ماٰثرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

یہ پوری عبارت صفحہ ۶۷ سطر ۲۵ سے شروع ہو کر صفحہ ۶۹ کی سطر ۱۶ پر تمام ہوئی ہے۔ مترجم صاحب نے بے کم و کاست سب صاف فرما دی۔ اس طویل عبارت کا ترجمہ کھا جانا اور جیسا کہ گذرا شرح فقہ اکبر میں سے اسی مذاق کے لحاظ سے صفحے کے صفحے غائب کر دینا ایسی کھلی ہوئی خیانت ہے جسے کوئی ایمان دار گوارا نہیں کر سکتا۔

براہین کی یہ ایک ہی خیانت نہیں، یہ تو ایک صاف اور ایک جگہ کی عبارت ذکر کی گئی ورنہ ترجمہ میں دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی کمی و زیادتی ملتی ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے۔ حالانکہ مترجم نے دیباچۂ منقولہ بالا میں اس کا اعلان و اقرار فرمایا ہے کہ کوئی تغیر و تبدل نہ ہوگا۔ مگر ملاحظہ ہو ترجمہ کا صفحہ ۱۹۸ کتاب صواعق محرقہ میں فانصرفوا فلما رجع الناس ہے، ترجمہ میں لکھا ہے "وچوں عثمان را دفن کردند و مراجعت نمودند"۔ اسی طرح ترجمہ کے صفحہ ۱۹۷ میں یزید بن جبیب سے جو روایت ابن عساکر نے کی ہے اس کے ترجمہ میں (خیانت وخطا از ایشاں واقع شد) زیادہ کیا گیا ہے۔ اسی صفحہ میں چند سطروں کے بعد جو روایت سرور کائناتؐ سے ابن عساکر نے بیان کی ہے اس کے ترجمہ میں (بنا برآن معاویہ و عائشہ درین باب در طلب خون عثمان شتابی کردند) کا اضافہ ہے۔ الیٰ غیر ذالک۔

راقم عرض کرتا ہے کہ یہ شبہ نہ ہو کہ اتفاقاً یا سہواً چھوٹ گیا ہے یا بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ صفحات کے صفحات کا سہواً چھوٹ جانا یا کسی مقام پر ایسا تغیر نہ ہونا جو باقی رہ کر طابع یا مترجم کے لئے مضر ہو صرف انھیں چیزوں کی کمی جو رہ کر مضر تھیں یا زیادتی جن سے سہارا لیا جا سکے، اسے صاحبانِ عقل و انصاف نِری بھول نہیں سمجھ سکتے۔ لہذا ان فتنوں سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ چونکہ اس وقت میرا مقصد محض تحریف کا پتہ دینا

ہے، اس لئے اور امور کی طرف متوجہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن ناقد بصیر خود متوجہ ہوں گے کہ کہاں کہاں نشیب تھا جسے برابر کرنے کے خیال میں خیانت کے جُرم کو ترجیح دی گئی۔

اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع

اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۸۰ پر جہاں الفلاسفۃ ای علماء الحکمۃ ہے وہاں یہ عبارت ہے کہ بین کل واحدۃ منھا والاخریٰ وھی عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وعقیدۃ المعتزلۃ وعقیدۃ اھل الشیعۃ وعقیدۃ اھل العقل والنظر۔ اس کے بعد ان فرقوں کے متعلق مختصر نوٹ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> واما الشیعۃ فلا یقبلون علیٰ انفسھم ھٰذا الاسم بل یسمون انفسھم بالعلویین ولا یقبلون الصحاح الستۃ فی الحدیث بل لھم فیہ خمس مطبوعات اخریٰ۔

اس کے بعد کافی[1]، من لایحضر[2] (اس کو من لایستحزرہ لکھا ہے۔ تہذیب[3]، استبصار[4] لکھ کر لکھا ہے نہج البلاغۃ للسید الرازی المتوفی سنۃ ۴۰۶ھ وھو غیر فخر الرازی وغیر ابن زکریا الرازی۔

اس موقع پر شیعہ احادیث کی کتابوں میں صرف چار شمار کرنا یا نہج البلاغہ کو صرف شیعہ حدیث بتانا اس کے بعد من المصنفات المعتبرۃ عندھم ایضاً کتاب حیات القلوب کہنا وغیرہ ان باتوں پر تبصرہ مقصود نہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ باتیں بھی اعتراض سے خالی نہیں۔ اس وقت میرا مقصود صرف یہ ہے کہ مصنف اور مصحح دونوں کے پیش نظر فہرست طوسی بھی تھی جیسا کہ صفحہ ۵۱۸ سے واضح ہے باوجود اس کے دونوں کے لئے اس قسم کی غفلت کا شکار ہونا کیونکر کہا جائے کہ جامع نہج البلاغہ کو رازی

(جو بسبب رے کے ہونے کے رازی تھے) امتیاز دلائیں۔

اس سے زیادہ اور ثبوت کہ اس امر میں تعمداً ایسا اشتباہ پیدا کیا گیا ہے، اس سے ملتا ہے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۶ پر نہج البلاغہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ عبارت لکھی:

> وهو ما جمعه السيد الشريف المرتضیٰ علی بن طاهر الحسينی نقيب الطالبين ببغداد المتوفی ۴۳۶ھ ببغداد وقيل بل هو جمع اخيه الشريف الرضی جمعه من كلام امير المومنين علی بن ابی طالب كرّم الله وجهه وقيل ايضاً بل ليس من كلام امير المومنين وانما هو من وضع من جمعه وهذا الرای الاخير هو الاقرب قبوله انتهیٰ بقدر الحاجة۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ نہج البلاغہ مذکور مصنف اور مصحح کے پیش نظر تھی جو بقول ان کے سید مرتضیٰ یا سید رضی کی جمع کردہ ہے۔ اس میں کوئی اشتباہ رضی کا (ز) سے ہونے کے متعلق نہیں ہو سکتا۔

اکتفاء القنوع کے مصنف ایڈورڈ فانڈیک کے عیسائی ہونے کے سبب ان کو اس مطلب سے خاص تعلق نہیں ہو سکتا۔ البتہ مصحح کو اس کی فکر دامن گیر ہو سکتی تھی صرف اس مطلب کے لئے نہج البلاغہ اور اس کے مولف یا جامع کے نام میں اشتباہ پیدا کر کے فائدہ اٹھایا جائے ایسا کیا گیا ہے۔ ورنہ نہج البلاغہ کا کلام امیر المومنین ہونا اور اس کے جامع کا سید رضی ہونا اس کے ثبوت میں اتنا ہی کافی تھا کہ اسی مقام پر صاحب اکتفار نے نہج البلاغہ کی اس اشاعت کا ذکر بھی کیا ہے جس کی شرح شیخ محمد عبدہ جیسے جلیل القدر اور مشہور و معروف عالم نے کی ہے۔ اسی کتاب کے دیباچہ میں علامہ محمد عبدہ نے نہایت مضبوط طریقہ سے ثابت کیا ہے یہ کلام امیر المومنین ہے۔ بہر حال رضی اور راضی کا ایسا واضح اشتباہ ہرگز غفلت نہیں کہا جا سکتا بلکہ عمداً ہے۔ چاہے اس کی جو غرض ہو لیکن

قطعاً قابلِ اعتراض ہے۔

یہ عجیب لطیفہ ہے کہ طبرسی رحمہ اللہ کے ذکر کے ساتھ یہ نوٹ کرنا ضروری سمجھا گیا کہ وہ شیعہ تھے۔ یعقوبی کے متعلق یہ انداز تحریر اختیار کیا گیا کہ غیران الیعقوبی کان یمیل فی غرضہ الی الشیعیة دون السنیة۔ لیکن ان خاص متعصب اہل سنت علمار کے متعلق مصحح تو مصحح عیسائی مولف نے بھی مناسب نہیں سمجھا۔ حالانکہ ایسے متعصبین کی فہرست اکتفار القنوع میں اچھی خاصی طویل ہے جن کو اہلبیتِ سرورِ کائناتؐ سے عداوت میں مہارت کاملہ ہے اور وہ اپنی تحریر میں سنّت ہی کے پابند تھے۔ اگر یہاں بھی تنبیہہ کر دی جاتی تو کسی غیر جانبدار کو رائے قائم کرنے میں جنبہ داری کا تماشہ صاف نظر آجاتا۔ بہرحال اس طرح کے پروپیگنڈے کی ترکیب ساری کتاب میں موقع موقع سے نظر آتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ عجیب لطیفہ اس کتاب میں صفحہ ۴۴۳ پر نظر آتا ہے وہ یہ کہ علامہ ابن ابی الحدید کے نام کے ساتھ الشیعی المعتزلی لکھا ہے۔ اس دراندازی کا مطلب بظاہر اس کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ علامہ موصوف کی وہ رائیں جو متعصب علمار کے نزدیک سنیت کی بنار متزلزل کرتی ہیں، بے اعتبار کر دی جائیں اور یہ معاملہ قطعاً جان بوجھ کر ہے۔ کیونکہ پہلے مضمون میں ظاہر کر دیا گیا ہے کہ خود صاحب اکتفار نے شیعہ اور معتزلہ میں فرق جوھری مانا ہے۔ پھر فرق جوہری بھی رہے اور دونوں ایک بھی ہوں اسے لطیفہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

علامہ حلی کو معتزلی شیعی کہنے کی طرفہ مزیدار بات

اکتفار القنوع کی مذکور بالا غلطی یعنی باوجود شیعہ اور معتزلہ کے باہمی اعتقادی فرق کے پھر ایک ہی شخص کو شیعی اور معتزلی کہنا اپنی جگہ پر جس قدر قابل مضحکہ ہے اس سے زیادہ مزے کی بات علامہ ابن حجر عسقلانی کی مہربانی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب تشئید المطاعن جلد اول صفحہ ۴۳۴ طعن دوم متضمن قصد احراق بیت سیدہؑ کے حاشیے پر جناب فردوس مآب

علامہ مرحوم نے عبارت ذیل تحریر فرمائی ہے :

"ابن حجر عسقلانی در درر کامنہ می فرماید الحسین بن یوسف بن المطهر الحلی المعتزلی جمال الدین الشیعی ولد فی سنة بضع واربعین وستمائة ولازم النصیر الطوسی مدة واشتغل فی العلوم العقلیة فمهر فیها وصنّف فی الاصول والحکمة و کان صاحب اموال وغلمان وحفده وکان راس الشیعة بالحلة واشتهرت تصانیفه وتخرج به جماعة وشرحه علی مختصر ابن الحاجب فی غایة الحسن فی حل الفاظه و تقریب معانیه وصنف فی فقه الامامیه الخ۔"

علامہ مرحوم نے اس عبارت کو اس مطلب کے لئے نقل فرمایا ہے کہ علامہ حلیؒ کو معتزلی کہنے کی غلطی ابتداءً ابن حجر عسقلانی نے کی ہے۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کا ایک طرف علامہ حلیؒ کو راس الشیعہ اور صنف فی فقہ الامامیۃ کہنا اور دوسری طرف معتزلی کہنا حقیقتاً ایک علمی خیانت ہے، ورنہ ایک شخص شیعہ بھی اور معتزلی بھی ہو، نہیں ممکن ہے۔ دور کیوں جائیے صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی نے معتزلیوں کو اہلسنّت کے عقیدۂ خاص یعنی خلافت ابوبکر باجماع کی صحت کا قائل ماننے والا تسلیم کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی ایسے علماء کا ان باتوں سے بالکل ناواقف ہونا سمجھ میں آنے کی بات نہیں۔

لباب المعارف العلمیہ

پشاور اسلامیہ کالج کے مکتبہ مشرقیہ کی ایک مفصل فہرست اس نام سے شائع ہوئی ہے۔ میرے کرم فرما مولانا عبدالرحیم صاحب نے کافی زحمت فرما کر ناواقف حضرات کے لئے معلومات کا اچھا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اکتفاء القنوع کے انداز سے مصنفین اور تصنیفات کی دو علیحدہ علیحدہ فہرستیں حروف تہجی کے اعتبار سے

شامل کر کے مفید تر بنا دیا ہے۔ شیعی نقطۂ نگاہ سے اس میں بعض اور غلطیاں بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ سہواً ہوں لیکن قابل نظر ضرور ہیں۔ اس کے صفحہ ۷۰۱ پر علامہ حلی کو شافعی کہنے کی غلطی کی گئی ہے عبارت حسب ذیل ہے:

> "منیۃ اللبیب فی شرح التہذیب (عربی) متن شیخ جمال الدین یوسف بن مطہر حلی شافعی کی تصنیف ہے جس کا سنہ ۷۲۶ھ میں انتقال ہوا ہے۔ اس کی شرح علامہ شمس الدین محمد خضری نے لکھی ہے جس کا سنہ ۸۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ اصول فقہ شافعی کی معرکۃ الآرا کتاب ہے۔"

تعجب ہے کہ علامۂ مذہب شیعہ کو شافعی کہا جائے۔ لیکن جب علامہ ابن حجر عسقلانی ایسے لوگ "راس الشیعہ" بھی کہیں اور پھر معتزلی بھی تو مولانا عبدالرحیم صاحب کا دھوکہ کھا جانا کچھ عجب نہیں۔ غلطیاں کبھی تو سہواً ہوتی ہیں وہ چنداں قابلِ توجہ نہیں۔ لیکن جب عمداً ہوں تو صد درجہ قابلِ اعتراض ہیں اور حالات و عبارات پر غور کرنے سے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمداً ہیں تو ان کے خطرے زیادہ مہیب دکھائی دیتے ہیں۔ اگر اس قسم کی غلطیوں کا سدّباب نہ کیا گیا تو رفتہ رفتہ عظیم الشان غلطیوں کا پل بندھ جائے گا۔

دیوان خواجہ شمس الدین محمد المتخلّص بہ حافظ شیرازی

باہنر، صاحب کمال حضرات کو خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچنے کا مرض زمانہ کی ترقیوں میں سے ایک ترقی اور چالاک لوگوں کی پُر لطف عیاری بن گئی ہے ـــ غالبؔ مرحوم کو صرف ان کے باکمال ہونے کے سبب باوجود کھلم کھلا شیعہ اور نہایت پُر جوش اعلان کے اس زمانہ میں اہلسنت بنانے کی سعی لاحاصل ہندوستان کے بعض شوریدہ سروں نے کی ہے اور بعض باکمال حضرات کو جب شیعیت سے علیحدہ نہ کر سکے تو ان کی مذمت اور ان کی علمی بلندی کو پست دکھلانے کے لئے مضامین شائع کر کے اپنی شپرہ چشمی کا ثبوت بہم پہونچایا ہے۔ غالبؔ جیسا شخص جس کے بہ کثرت اشعار اس کے عقیدہ کے مظہر ہیں، کس طرح اہلسنت کہا جا سکتا ہے؟ نول کشور پریس میں جو غالبؔ کے فارسی کلیات

ایک رباعی یہ بھی ہے :

شرط است کہ بہر ضبط آداب و رسوم   خیزد بعد از نبی امام معصوم
زاجماع چہ گوئی بہ علیؑ باز گرائی   مہ جائے نشین مہر باشد نہ نجوم

فارسی کا شعر :

غالبؔ نام آورم نام و نشانم مپرس   ہم اسد اللہ ام و ہم اسد اللہیم

تو مشہور ہی ہے۔ اردو مقطع اب بھی دیوانوں میں اس طرح موجود ہے :

غالبؔ ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوترابؑ میں

مختصر یہ کہ جب اس قسم کا کھلا شخص یہ کہہ کر کہ ایسے اشعار الحاقی ہیں سُنّی بنایا جا سکتا ہے غالباً جس کے معاصرین اور شاگردوں سے زمانہ ابھی بالکل خالی نہیں ہونے پایا تو حافظؔ شیرازی کو تو پونے چھ سو سال گزر گئے ان کے دیوان سے ان اشعار کو جو اہلبیتؑ سے عقیدت مندی کے متعلق ہوں، نکال کر چھاپنا اور اس طرح آلِ رسولؐ سے بے تعلق کر کے ان کی سنیت ثابت کرنا تو زیادہ آسان ہوگا۔ اگرچہ ہر موقع پر کسی کے اشعار باقاعدہ سند میں نہیں لائے جا سکتے، لیکن بالکل بے اثر بھی نہیں مانے جاتے۔ اس وقت مجھے حافظؔ کے مذہب کے ثبوت یا عدم ثبوت کی طرف توجہ کرنا نہیں ہے۔ اصل تو یہ ہے :

حشر محبانِ علیؑ با علیؑ
حشر محبانِ عمر با عمر

مجھے تو صرف تحریف کا پتہ دینا ہے اوپر نووی کی عبارت نقل کی جا چکی ہے جس سے روایت احادیث میں بات بگڑتی دیکھ کر الفاظ نکالنے کے سوا کچھ نہ بنی تو شاعری اور غزلیات میں تحریف تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں حافظؔ شیرازی کا دیوان ہے جو بمبئی کے مطبع جعفری میں حسب فرمائش محمد جعفر صاحب تاجر اصفہانی ۱۳۱۲ھ غرہ ماہ شوال میں چھپا ہے۔ اس کے ساتھ یہ الفاظ ہیں :

"بحمد اللہ والمنہ این نسخہ شریفہ لسان الغیب کہ عکس خط مرحمت پناہ
مرزا محمود المتخلص بہ حکیم ابن مرحمت پناہ وصال شیرازی است درین زمان ..
...... لحلیہ طبع آراستہ گردید۔"

یہ عبارت کتاب کے آخری صفحہ ۴۴۰ پر ہے۔ صفحہ ۴۳۹ پر خود حکیم کی عبارت ہے، اس میں بتلایا ہے کہ حسب خواہش آقا محمد باقر تاجر شیرازی باستکتاب این کتاب مستطاب پرداختم و در کارخانہ گنپت راؤ کرشنا جی بہ سعی و اہتمام رتن جی فارسی کہ درین کار سرآمد اقران است سمت انطباع پذیرفت وکان ذالک فی شہور سنۃ سبع وستین و مائتین بعد الالف۔ یہ کتاب صفحہ ۴۴۰ پر ختم ہوتی ہے۔ دس صفحہ کا دیباچہ محمد گل اندام کا لکھا ہوا ہے شروع میں ہے اور اس کے ۱۴ صفحے میں مختلف قصیدے خواجہ حافظ کے ہیں۔ جن میں سب سے پہلا یہ قصیدہ ہے جو اب کسی دیوان یا کلیات حافظ کے ساتھ نہیں ملتا۔ اسی طرح صفحہ ۳۸۲ سے صفحہ ۴۳۸ تک مختلف رباعیاں اور قطعے وغیرہ ہیں جن میں سے بعض رباعیاں بھی ایسی ہیں جو صرف محبّتِ اہلبیتؑ ہی کے جرم میں اب شائع ہونے کے قابل نہیں سمجھی جاتی ہیں۔ اوّلاً میں اس قصیدے کو بعینہٖ نقل کرتا ہوں، ملاحظہ ہو:

ومن نتائج طبعة اللطیف فی القصائد

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار — سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ لیل و نہار
مدار سیر کواکب بامر کن فیکون — قرار داد برین طاق گنبدِ دوّار
ز ہفت کوکب سیارہ و دوازدہ برج — کنند سیر مخالف کواکب و سیّار
نہ آسماں ز ملائک بامرِ حق مشغول — بہ سجدہ در گہِ تسبیح و ذکر و استغفار
چہار عنصر ازو مختلف پدید آمد — مدار آتش و آب و غبار و خاکِ حجاز
قرار داد بہ بالائے خاک و آب آتش — گرفتہ کوہ و زمیں درمیانِ آبِ قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد — جہان و ہرچہ در دست خالقِ جبّار
اگر نہ ذاتِ نبی و ولی بدے مقصود — جہان بکتم عدم رفت ہمچو اول بار
نوشتہ بردر فردوس کاتبان قدع — نبی رسول و ولی عہد حیدرِ کرّار

امام جنّی و انسی بود علیؑ کہ علیؑ   ز خلق خلق فزون ست از صغار و کبار
ز نام اوست معلق زمین و کرسی و عرش   ز ذات اوست مطبق زمین بدین ہنجار
علی امام و علی ایمن و علیؑ ایماں   علیؑ امین و علیؑ سرور و علیؑ سردار
علیؑ حلیم و علیؑ اعلم و علیؑ عالی   علیؑ حکیم و علیؑ حاکم و علیؑ سالار
علیؑ نصیر و علیؑ ناصر و علیؑ منصور   علیؑ مظفر و غالب علیؑ سر و سردار
علیؑ عزیز و علیؑ عزت و علیؑ افضل   علیؑ لطیف و علیؑ انور و علیؑ انوار
علیؑ ست فتح و فتوح علیؑ ست راحتِ روح   علیؑ ست فاضل و افضل علیؑ سر و سردار
علیؑ سلیم و علیؑ سالم و علیؑ مسلم   علیؑ قسیم قصور و علیؑ ست قاسم نار
علیؑ صفی و علیؑ صافی و علیؑ منعم   علی بود اسد اللہ و قاتل الکفار
علی ز بعد محمدؐ ز ہر چہ ہست بہست   اگر تو مومن پاکی بکن بریں اقرار
بحق نور محمدؐ بآدمؑ و بخلیلؑ   بحق شیثؑ و شعیبؑ و بہ ہودؑ کم آزار
بحق یوسفؑ و یعقوبؑ و یحییٰؑ و لقمانؑ   بحق نوح نجی در میان دریا بار
بحق عزت توراة و حرمت انجیل   بحق جمع زبور و بحق روز شمار
بحق دانش اسحاقؑ و شوق اسماعیلؑ   کہ در رضائے خدا کرد جان خویش نثار
بحق یوشعؑ و الیاسؑ و لوطؑ و اسکندرؑ   بحق نغمۂ داؤد و صورت ہنجار
بحق مہر سلیمانؑ بزید ابراہیمؑ   بحق موسیٰؑ و عیسیٰؑ و یونسؑ غم خوار
بحق قوت جبریلؑ و صور اسرافیلؑ   بحق قابض ارواح در یمین و یسار
بحق حامل عرش و بقرب میکائیلؑ   بحق چار کتاب ستودۂ جبّار
بحق جملۂ قرآں بصحف ابراہیمؑ   بحق جملہ مردان واقف اسرار
بحق سوز فقیران بے گنہ در بند   بحق زاری رنجور بیکس بیمار
بحق چہرۂ زرد فقیر سر گرداں   بحق درد اسیران دور از اکل و تبار
بحق ضرب جوانان راہ دیں با کفر   بحق زاری پیران خوار زار و نزار
بحق دین محمدؐ بخون پاک حسینؑ   بحق ہمدم نیکی ز مہاجر و انصار

کہ نیست دین ہدیٰ رالقول پاک رسولؐ   امام غیر علیؑ بعد احمد مختارؐ
زبعد او حسنؑ است و حسینؑ حجت او   مجوے جہل بریں کار مومن دینار
بجہل غافل و مستغرقی بغفلہ ہمی   ز زنگ می نشاسی سفیدی از زنگار
بجہد وسعی من خستہ دل چہ سود ترا   مگر ز خواب جہالت ہمی شوی بیدار
بجہل پیش رو پیش آں چناں، ستم   کہ کس مباد چناں کامدم در اول بار
سپاس و منت و عزت خدائے را کہ نمود   رہ نجات و شدم از حیات برخوردار
بسال ہفصد ہفتاد بد کہ در شیراز   تمام گشت بیک روز جمع این اشعار
بدشمناں منشیں حافظا تولا کن   نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
حرام زادہ و بدفعل و شوم و بے بنیاد   بمدح شاہ کجا کے نمایدے اقرار
متابعت بمنافق چہ می کنی مگذر
زیاد گفتن نامش ہزار استغفار

اس قصیدے سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کا عقیدتی رجحان کیا تھا۔ وہ سُنّی ہوں کہ شیعہ، اس کے طے کرنے کا یہ موقع نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر یہ قصیدہ حافظ کے کلام کے ساتھ باقی رہنے دیا جاتا تو مخالفین اہل بیت علیہم السّلام کو اس سے کتنا صدمہ پہونچتا۔ لہٰذا یہ کھٹک ہی دور کر دی گئی اور پریس کی طاقت اس موقع پر صرف کر دی گئی اور مصنف کے کلام میں سے اس کے اجزا کو یکقلم نکال ڈالا گیا اور اگر یہی حال رہا تو اسی محرّف دیوان کو نقل کیا جاتا رہے گا اور اشعار نسیاً منسیاً ہو جائیں گے۔

چونکہ میری غرض صرف تنبیہ ہے اس بنا پر کتاب مذکور کے صفحہ ۶۶ سے ذیل کی رباعی نقل کرتا ہوں جو اب دیوانوں اور کلیات کے ساتھ عام طور سے شائع نہیں کی جاتی۔

رباعی

در مذہب ما کلام حق ناد علیست   طاعت کہ قبول حق بود یاد علیست
از جملۂ آفرینش کون و مکاں   مقصود خدا علیؑ و اولاد علیست

پوری کتاب پر نقد نہیں کیا جاتا جو کچھ عرض کیا گیا ہے بطورِ نمونہ ہے۔ فمن بدّله بعد ما سمعه فانّما اثمه علی الذین یبدّلونه۔

طباعت بخاری میں تحریف

چالاک علماء نے علی الخصوص پیروانِ مذہب اہل بیتؑ کے اعتراضات سے بچنے کے لئے اپنی کتابوں میں یہ رنگ بھی رکھا ہے کہ احادیث و روایات کو اس انداز سے لکھا جائے کہ عام لوگ ان احادیث و روایات کو ترتیب وار نہ دیکھ کر یا تو نتائج کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں یا کم از کم ترتیب مقدمات میں دقّت ہو جائے اور استخراج نتائج دشوار ہو جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ فغضبت فاطمة کی روایت اور من اغضبھا فقد اغضبنی کی روایت مرتب ہو تو نتیجہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس لئے دونوں روایتوں کو اس طرح متفرق کر دیا گیا کہ پڑھنے والے کی توجہ ایک روایت کو پڑھتے وقت دوسری روایت کی طرف نہ ہو۔ یہ رویہ تو عام طور سے ملتا ہے۔ مگر امام بخاری کو اس میں خاص ملکہ ہے۔ کتاب بخاری دیکھنے والوں پر واضح ہے کہ روایتیں کس کس طرح اور کس کس عنوان سے کہاں کہاں درج کی گئی ہیں اور ان کے درج ہونے کے کیا مواقع مناسب تھے۔؟

اس انداز بیان کا نتیجہ اس زمانہ میں اور ملک میں زیادہ نکلا جہاں عنانِ حکومت سلاطین اہل سنت کے ہاتھوں میں رہی۔ اس لئے کہ عوام اس سے غافل اور علماء ہی کی یہ ترکیب وہ عوام کو کیوں راز بتائیں۔ اب رہے اعتراض کرنے والے، اگر وہ مقدمات مرتب کر کے صحیح نتائج نکالیں اور دنیا کو بتلائیں کہ قتل و غارت کے مستوجب۔ الغرض ایک عرصۂ دراز تک ایسا ہی اندھا دھند کارخانہ جاری رہا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ مدعیانِ علم کا ذہن بھی کند اور قوت امتیاز و فیصلہ ماؤف اور معطل ہو گئی۔ اس جگہ مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا جو مناسب موقع اور دلچسپی سے خالی نہیں۔

صاحب لؤلؤۃ البحرین لکھتے ہیں کہ سید نعمت اللہ الجزائری محدث نے کتاب

انوار نعمانیہ میں لکھا ہے کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مباحثہ کا تذکرہ کروں جو ہمارے شیخ بہائی قدس سرہ اور علمائِ مصر میں سے ایک عالم افضل و اعلم کے درمیان ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شیخ بہائی طاب ثراہ ایسے رنگ میں تھے گویا اُن کا اور ان عالم صاحب کا مذہب ایک ہی ہے۔ اس عالم نے شیخ بہائی سے ایک روز کہا کہ جو رافضی لوگ تمھاری طرف ہیں وہ شیخین کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ علامہ بہائی نے کہا کہ وہ لوگ دو حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کے جواب سے میں عاجز ہوں۔ انھوں نے فرمایا وہ حدیثیں کون ہیں؟ علامہ بہائی نے کہا کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کی ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من اٰذی فاطمۃ فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ومن اٰذی اللہ فقد کفر اور اس حدیث کے پانچ ہی ورق بعد پھر مسلم ہی نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ فاطمہ علیہا السّلام دنیا سے تشریف لے گئیں درانحالیکہ آپ ابوبکر و عمر سے رنجیدہ اور ان دونوں پر غضبناک تھیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دونوں حدیثوں میں جمع کی کیا صورت اختیار کروں۔ عالم نے کہا کہ اچھا آج رات کی مہلت دیجئے، ذرا میں دیکھوں تو سہی۔ چنانچہ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو یہ عالم صاحب آئے اور شیخ بہائی سے فرمایا کہ دیکھو۔ میں کہتا نہ تھا کہ رافضہ جھوٹ نقل حدیث کرتے ہیں۔ شب کو۔ میں نے کتاب دیکھی تو دونوں حدیثوں میں پانچ ورق سے کہیں زیادہ کا فرق ہے۔

دونوں حدیثوں کے معارضہ کا یہ انتہائی حل تھا۔ انتہٰی

اللہ اکبر! دماغوں کو کس طرح معطل کر دیا گیا تھا اور حقیقتاً پروپیگنڈے کا مطلب ہی یہی ہے۔ لیکن اس اندھا دھند کارخانے اور پروپیگنڈے کی پرواز بہت دیر تک دشوار ہے۔ اب حکومت کا دباؤ بھی اُٹھ چکا اور کتابیں بھی کمیاب نہ رہیں، چھپ کر عام ہو گئیں۔ اعلان کے ذرائع بھی وسیع ہو گئے۔ صاحبانِ عقل نے قابل اعتراض باتوں پر صاف صاف اعتراض کرنے کی مہلت پائی۔ ترتیب بگاڑ کر لکھنے کا افسوں باطل ہو گیا۔ لہٰذا اب۔ یہی چارہ رہ گیا کہ آج کل کے ہشیار علمار کتابیں چھاپتے وقت رفتہ رفتہ متقدمین کی کتابوں میں تحریف کرتے رہیں اور جن عبارتوں کا رہنا آج کی

خلاف ہو اسے نکال ہی ڈالیں۔ اگرچہ ان عبارتوں کو نکالنے سے ہمارے اعتراضوں سے تو ایک حد تک محفوظ ہو جائیں گے لیکن انھیں خود بھی اس مصیبت میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ ان کے ہاتھ سے وہ اصل سنیت بھی جاتی رہے گی جو ان کے متقدمین اور پیشواؤں کی تھی۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گو مشت خاک ما ہم۔ بر باد رفتہ باشد

اب ملاحظہ ہو بخاری کی تازہ تحریف۔ بخاری کا ایک نسخہ چار جلدوں میں مطبعہ میمنیہ مصر ماہ محرم سنہ ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی جلد سوم کتاب التفسیر صفحہ ۶۶ سطر ۲۸ تا ۳۱ میں عبارت ذیل ہے:

حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ بن عمران ابی بکر حدثنا ابو رجاء عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال انزلت اٰیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلنا ہا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینزل قراٰن یحرمہ ولم ینہ عنہا حتیٰ مات قال رجل برایہ ما شاء قال محمد یقال انہ عمر۔

اس روایت میں خط کشیدہ الفاظ یعنی قال محمد یقال انہ عمرؓ موجود ہے جس سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ و سیرت صحابہ متعہ کے جواز پر دال ہیں اور نہ تو قرآن ہی نے اس کو حرام کیا نہ حدیثِ رسولؐ نے منع کیا نہ اصحاب نے اس کو ممنوع سمجھا۔ لیکن اپنی طرف سے حضرت عمر نے اس کو ممنوع کر دیا۔ اگرچہ "قال رجل برایہ" میں تقیہ سے کام لے کر روایت کے اس حصہ میں حضرت عمر کا نام نہیں لیا گیا۔

لیکن اس کی تصریح قال محمد یقال انہ عمر سے کر دی گئی۔ چونکہ شیعہ برابر اس امر پر اعتراض کرتے رہتے ہیں لہٰذا بخاری کی اس روایت کو نکال ڈالنے ہی میں لوگوں کو امن کی گنجائش تھی۔ لہٰذا بخاری کے اس نسخہ سے جو بطور متن علامہ ابن حجر عسقلانی کی شرح کے ساتھ شائع ہوا ہے ما شاء کے بعد کی پوری عبارت یعنی قال محمد یقال

انه عمر نکال ڈالی گئی۔ بخاری کا یہ نسخہ مع شرح عسقلانی معروف بہ فتح الباری تیرہ جلدوں میں مطبعہ بہیہ عبدالرحمٰن مصر میں ۱۳۵۲ھ میں ختم ہو کر شائع ہوا ہے۔ چنانچہ اس نسخہ کی جلد ہشتم صفحہ ۱۵۰ سطر ۲ تا ۶ پر عبارت اس طرح ہے :

> حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ عن عمران ابی بکر حدثنا ابورجاء عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت اٰیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلناھا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینزل القراٰن یحرمہ ولم ینہ عنھا حتی مات قال رجل برایہ ماشاء۔

اس عبارت میں اور پہلی عبارت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ مذکورہ بالا جملہ کے علاوہ یہاں سلسلۂ رواۃ میں عمران کے بعد "بن" کی لفظ زائد ہے۔ اس کے علاوہ وہاں بن حصین کے بعد "رضی اللہ عنہما" ہے اور یہاں صرف "عنہ" ہے۔ اس سے واضح ہے کہ چھاپنے والے مصنف کے پابند نہیں بلکہ اپنی خواہش کے بندے ہیں۔

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ خود امام بخاری نے بھی مذکورہ بالا روایت میں ایک جگہ ماشاء کہہ کر سکوت فرمایا ہے اور دوسری جگہ ماشاء کے بعد کی عبارت "قال محمد یقال انه عمر" بھی درج ہے۔ لیکن وہ اپنی حسب عادت احداث اشتباہ کے لئے کیا ہے۔ ہم نے جس مقام کا پتہ دیا ہے وہ مقام بہر حال ان مقاموں سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ دونوں چھاپوں میں عمداً فرق کیا گیا ہے۔ کیونکہ جگہ دونوں کی بالکل ایک ہے، یعنی کتاب التفسیر کا باب فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج کی یہ روایت ہے اور دونوں جگہ روایت مذکورہ کے ختم ہوتے ہی باب لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم شروع ہو جاتا ہے۔ یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اس جگہ متعۃ الحج مراد ہے نہ کہ متعۃ النساء۔ لیکن اعتراض بہرحال باقی ہے۔ یعنی جب دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کامل و مکمل ہے تو حضرت عمر کو کیا حق ہے کہ حلال کردہ رسول کو حرام کردیں۔؟

کاتب کی تصحیف کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کاتب سہواً ہمیشہ اسی جزء کو سمجھ بوجھ کر خارج نہیں کر دیتا جو مذہب پر اعتراض کا باعث ہے۔

تنبیہ: پہلی دفعہ مضمون لکھتے وقت میں نے بھی بخاری صاحب کے عنوان سے دھوکہ کھایا اور متعہ سے مراد متعۃ الحج قرار دیا۔ اس طرح بخاری صاحب اپنی تدبیر میں کامیاب ہو گئے ہوتے (چونکہ عام طور سے بحث متعۃ النساء کے متعلق ہوتی ہے، حج و احکامِ حج پر زیادہ بحث نہیں ہوتی، لوگ متعۃ الحج کے حرام یا حلال ہونے کی طرف کم متوجہ ہونگے اور متعۃ الحج کے معنی بھی نہ سمجھ سکیں گے، لہٰذا حضرت عمر اعتراض سے کچھ ہلکے رہیں گے۔) لیکن جب دوسری قسط لکھ رہا تھا تو یہی حدیث اتفاقاً علامہ نیشاپوری کی تفسیر میں نظر سے گذری اور اس کو علامۂ موصوف نے متعۃ النساء کے متعلق تحریر فرمایا تب میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی اس غلط فہمی کا اعلان کر دوں تاکہ لوگوں کو اس سے یہ فائدہ بھی پہونچے کہ بخاری صاحب نے ایسا بہت کیا ہے کہ ایک باب کی حدیث دوسرے باب میں تحریر فرما دی، تاکہ لوگ یا تو نتیجہ کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں یا غلط نتیجہ نکالیں، جس طرح میں نے اس حدیث کو متعۃ الحج کے باب میں دیکھ کر اس کا تعلق اسی سے سمجھا حالانکہ علامہ نیشاپوری نے اس حدیث سے متعۃ النساء سمجھا ہے۔

اصحاب کا جہنّمی ہونا کہاں مذکور ہے؟

چنانچہ اسی بنیاد پر بخاری صاحب نے جہاں اصحاب کی تعریف کے پُل باندھے ہیں۔ وہاں ان حدیثوں کو ذکر نہ فرمایا جن سے "یارانِ طریقت" کی تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھائی دیتا۔ اس طرح پڑھنے والے کے دماغ میں مطلق اصحاب کی جلالتِ قدر کا سکّہ جم گیا۔ کبھی انھیں وہم بھی نہیں ہوتا کہ اصحاب بھی جہنمی ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ایک دو نہیں سات مقاموں پر مختلف لفظوں میں اسی بخاری شریف میں اصحاب رسول کے جہنّمی/بدعتی ہونے کا صاف صاف اعلان موجود ہے۔ مگر وہ کہاں پر ہے۔ مثلاً حوض کے ذکر کے بہانے احادیث حوض میں۔

یہ امر مخفی نہ رہ جائے کہ "صحابہ" کی لفظ اور اس کے اجمال نے بھی بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی ہیں اور عوام الناس خصوصاً غیر مسلم افراد بڑے دھوکے میں پڑ گئے ہیں شیعوں کے نزدیک نہ تو تمام صحابہ اچھے اور ممدوح ہیں اور نہ سب بُرے اور مذموم ہیں۔ اصل یہ ہے کہ صحابہ کی تعریف سے ہی دھوکے کی ابتدا ہوتی ہے۔ اگر صحابی کے معنی سرورِ کائنات ؐ کے وہ دیکھنے والے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو، لے لئے جائیں تو پھر تمام جھگڑا ہی تمام ہو جائے۔ چونکہ اہلِ سنت کے یہاں صحابہ ہر اس کلمہ پڑھنے والے کو کہتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ کی زیارت کی ہو، اس لئے خلط مبحث ہو گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک صرف وہی اصحاب قابل مدح و تعظیم ہیں جو ایمان و عملِ صالح پر جیے اور اسی پر خاتمہ ہوا اور جن کا ظاہر ایمان کچھ اور، باطن کچھ اور۔ جن کے اعمال سے اتباعِ خدا و رسول ؐ کی جھلک نظر نہیں آتی۔ وہ نہ صرف مسکوت عنہم بلکہ حد درجہ قابلِ ملامت و برات ہیں۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ دوسری کتابیں اس مطلب کو واضح کر چکی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں تحریف

اس امر کو بار بار دُہرا چکا ہوں کہ اہل سنت آج کل خصوصیت سے ان امور کو اپنی کتابوں سے نکال رہے ہیں جو ان کے ضعف یا تشیع کی تائید میں ہیں اور یہ ملکہ سیّئہ بڑھتے بڑھتے اس جسارت تک لے آیا ہے کہ نہ صرف اپنی کتابوں کے مسخ کرنے پر اکتفا کرتے بلکہ شیعوں کی کتابوں کو بھی اس طرح مسخ کر ڈالتے ہیں کہ وہ پوری پوری ان کے مذہب کی بولتی تصویر بن جائے۔ مکارم الاخلاق وغیرہ کی مثالیں اوپر گذر چکیں ــــ اور کتاب طہارۃ ابن مسکویہ کا حال آگے آتا ہے۔ ابھی ایک اور لطیفہ ملاحظہ ہو ــ یعنی مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں تحریف۔

حمیدیہ پریس دہلی میں مختلف ترجمے شائع ہوئے ہیں۔ ۲۲×۱۸/۸ کی تقطیع پر مشکوٰۃ کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس کا ٹائیٹل پیج اس طرح چھپا ہے کہ چودہ سطریں پورے صفحے پر ہیں اور کسی سطر میں فقط ایک لفظ اور کسی میں کئی لفظیں ہیں۔ میں اس کی نقل سطر بہ سطر

درج ذیل کرتا ہوں :

سطر (۱) بسلسلۂ ترجمۂ احادیث شریف
٫٫ (۲) نمبر ۷
٫٫ (۳) انتخاب احادیث صحاح عشرہ
٫٫ (۴) المصابیح
٫٫ (۵) مشکوٰۃ
٫٫ (۶) اردو ترجمہ
٫٫ (۷) جلد ثانی
٫٫ (۸) جس میں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک۔
٫٫ (۹) امام شافعی، امام حنبل اور مسند بیہقی کا بہترین انتخاب ہے۔
٫٫ (۱۰) مترجمہ
٫٫ (۱۱) الفاضل علامہ سید عبدالدائم جلالی بخاری
٫٫ (۱۲) اشترائے حقوق دائمی
٫٫ (۱۳) خالد بن الحمید نے
٫٫ (۱۴) حمیدیہ پریس دہلی میں شائع کیا۔

اس کتاب کے صفحہ ۳۹۸ پر حدیث نمبر ۵۹۱۷ کے ترجمہ میں یہ عبارت درج ہے :

> "حضرت بریدہ کہتے ہیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں ان چار کو محبوب رکھتا ہوں۔ ابوذر اور مقداد اور سلمان فارسی۔ ان کی محبت کا مجھے علم ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو محبوب رکھتا ہوں۔"

اس ترجمہ کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ چار شخصوں کے لئے حکم سے ابوذر، مقداد اور

سلمان کامراد ہونا علم الحساب کی اعلیٰ قابلیت کی سند ہے۔ روایت میں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ چوتھے کا نام خود رسولؐ یا راوی نے نہیں لیا، یا راوی کو بھول گیا یا مترجم صاحب نے مناسب نہیں سمجھا۔ اصل یہ ہے کہ مترجم صاحب اس دنیا کے بسنے والے ہیں جن کے دل و دماغ کو مذہبی امور میں کامل طور پر معطل کر دیا جا چکا ہے اور وہاں چار یعنی تین سمجھنے میں ذرا دقّت محسوس نہیں ہوتی۔

ایک لطیفہ مصر کے عالم کا اوپر گذر ہی چکا ہے۔ اسی طرح کا ایک حساب اور ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہاں تو چار یعنی تین ہی ہے اور وہاں اس سے زیادہ عمدہ حساب لگایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

صواعق محرقہ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۴ھ صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۲ پر حدیث اثنا عشر خلیفۃ کی بحث۔

قال شیخ الاسلام فی فتح الباری کلام القاضی ھٰذا احسن ما قیل فی ھٰذا الحدیث وارجحہ لتائیدہٖ بقولہٖ فی بعض طرقہ الصحیحۃ کلھم یجتمع علیہ والمراد باجتماعھم انقیادھم لبیعتہٖ والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلاثۃ ثم علی الی وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند

شیخ الاسلام نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں جو کچھ بھی ہے ان سب میں سب سے اچھا اور راجح قول قاضی عیاض کا ہے۔ کیونکہ اس کی تائید اس حدیث کے بعض طرق صحیحہ میں خود آنحضرت صلعم کے ان الفاظ "کلھم یجتمع علیہ الناس" سے ہوتی ہے اور اجتماع سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس کی بیعت کے مطیع ہو گئے ہوں۔ الغرض جس پر اجتماع ہوا وہ حسب ذیل ہے۔ خلفاء ثلٰثہ، ان کے بعد علیؑ۔ یہاں تک کہ واقعہ حکمین پیش آیا صفین میں، اس وقت سے

صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذالك ثم لما مات یزید اختلفوا الیٰ ان اجتمعوا علیٰ عبد الملك بعد قتل ابن الزبیر ثم علی اولادہ الاربعة الولید فسلیمان فیزید فھشام وتخلّل بین سلیمان ویزید عمر بن عبد العزیز فھٰؤلاء سبعة بعد الخلفاء الراشدین والثانی عشر الولید بن یزید بن عبد الملك ۔

معاویہ نے اپنا نام خلیفہ رکھ لیا اس کے بعد جب حسن سے صلح ہوئی تو لوگوں نے معاویہ[۵] پر اجتماع کر لیا اس کے بعد اس کے بیٹے یزید[۶] پر اجماع کیا اور حسین کا کام پورا نہ ہو سکا، بلکہ اس سے پہلے ہی قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے بعد جب یزید مر گیا تو پھر اختلاف ہوا۔ یہانتک کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک[۷] پر اجتماع ہوا۔ اس کے بعد اس کے چاروں بیٹوں ولید[۸]، پھر سلیمان[۹] پھر یزید[۱۰] پھر ہشام[۱۱] پر اجتماع ہوا اور سلیمان و یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز آ گئے۔ پس یہ سات ہوئے خلفاء راشدین کے بعد اور بارہواں ولید بن یزید بن عبدالملک ۔

ناظرین غور فرمائیں خلفاء راشدین میں اگر "ثم علی" کو شمار کیا جائے تو عمر بن عبدالعزیز تک آٹھ یعنی سات ہوتے ہیں اور اگر "ثم علی" کو خلفاء راشدین میں نہ شمار کیا جائے تو نو یعنی سات ہوتے ہیں اور پہلی صورت میں الثانی عشر یعنی تیرہ[۱۳] ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں الثانی عشر یعنی چودہ[۱۴] بنتے ہیں۔ سبحان اللہ اجتمعوا اجتمعوا کی تصریح کے ساتھ ھٰؤلاء سبعة اور الثانی عشر کا حساب انھیں لوگوں کی سمجھ میں آ سکتا ہے، جو چار یعنی تین ماننے میں پس و پیش نہیں کرتے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ خود بھی حساب لگانے کی زحمت گوارا فرمائیں، بغیر کسی وجہ کے کسی اجتمعوا کو حساب میں نہ لاویں، معیار تو اجتمعوا پر ہے۔

اس لطیفہ کے بعد ہم اب مشکوٰۃ سے اصل حدیث نقل کر دیتے ہیں تاکہ سمجھ

میں آجائے کہ چار یعنی تین کہنے کا داعی کیا ہے۔

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب جامع المناقب فصل ثالث صفحہ ۵۸۰، مطبوعہ مجتبائی دہلی ماہ ربیع الاوّل ۱۳۰۷ھ:

> عن بريدة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
> ان اللہ تبارك وتعالیٰ امرني بحبّ اربعة واخبرني انه يحبّهم
> قيل يارسول اللہ سمّهم لنا قال علي منهم يقول ذالك
> ثلاثا وابوذر والمقداد وسلمان امرني بحبّهم واخبرني
> انه يحبّهم رواه الترمذی۔

اس حدیث کے خط کشیدہ الفاظ مترجم صاحب نوش فرما گئے ہیں، جس میں علی کا نام تین دفعہ زبانِ رسول پر جاری ہوا ہے۔ اسی (مجتبائی) چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کے نیچے "مرقات" کا یہ حاشیہ بھی ملاحظہ ہو (للاشعار بانه افضلهم) اس کے علاوہ اسی کتاب میں "لمعات" کا حاشیہ اس عبارت پر حسب ذیل ہے:

> (قوله يقول ذالك ثلاثا انما قال تاكيد الان بريدة
> كان فيه شيئ من عليؓ لما رای منه رضی اللہ عنه فی قضية
> امارة اليمن بالسوءة)۔

حدیث کے حاشیوں کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا نہیں ہے۔ یہ سُنّی نقطۂ نگاہ کی توضیحیں ہیں۔ مجھے تو حیرت یہ ہوتی ہے کہ کبھی تو یہ حضرات افضلیت پر بحث کرنے سے بھاگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق غیب سے ہے۔ ہم کیا جانیں کہ خدا کس کو ثواب زیادہ دے گا تا کہ اس کو افضل کہیں اور کبھی خود ہی افضلیت پر بحث کر کے فیصلے شروع کر دیتے ہیں کہ کون افضل کون مفضول ہے۔ بہر حال اگر حضرت علیؑ جناب مقداد و سلمان سے افضل ہی ہوئے تو کیا ہم تو آپ کو انبیاء سے بھی (سوائے سرور کائناتؐ) افضل جانتے ہیں۔ اس وقت میں اس بحث کو بھی لانا نہیں چاہتا کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ خدا کی اس عجیب المخلوقات جماعت میں آپس میں ایسا میل جول تھا کہ کسی

کوئی اعتراض ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف محشی صاحب کا بریدہ صحابی اور حضرت علی میں کشمکش بیان کرنا، کس کو کیا جائے۔ اس وقت تو ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حدیث اور اس پر نوٹ حاشیہ سب کچھ ہو، خود حضور سرور کائناتؐ نے تین دفعہ مکرر نام لیا ہو پھر بھی وہ جملے نکال دینے ہی کے لائق سمجھے جائیں جو ان مدعیانِ "حُبّ ِ صحابہ" سے اس لئے برداشت نہ ہو سکیں کہ ان میں حضرت علی کا نام ہے۔ اسے دانستہ تحریف کے سوا کیا کہا جائے۔

علیؑ کے نام سے عداوت نئی بات نہیں

اس موقع پر ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے مقامی مناسبت کے سبب یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ ترکیب نئی نہیں بلکہ ممکن ہے مترجم و ناشر نے مادر جناب عائشہ سے سیکھی ہو۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبری:

> عن عبید اللہ عن عائشۃ قالت فخرج رسول اللہ صلعم بین رجلین من اھلہ احد ھما الفضل ابن العباس و رجل اُخر تخط قدماہ الارض عاصبا راسہ حتیٰ دخل بیتی قال عبید اللہ حدثت ھٰذا الحدیث عبد اللہ بن العباس فقال ھل تدری من الرجل قلت لا قال علی بن ابی طالب ولٰکنھا لا تقدر علیٰ ان تذکرہ بخیر۔ (طبری ج ۳، صفحہ ۱۹۱ حالات سـ۱۱ـھ، مطبوعہ حسینیہ مصر، سـ۱۳۲۶ـھ)

جب مادر گرامی اتنی سی بات میں کہ رسولؐ علیؑ کے سہارے سے باہر نکلے نام ٹال گئیں تو لائق صاحبزادے محبت خدا و رسولؐ کے وقت علیؑ کا نام نہ لیں اور نہ چھپوائیں تو عین سعادت مندی ہے۔ واہ وا سبحان اللہ۔

کتاب تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق (معروف بہ طہارۃ ابن مسکویہ)

یہ کتاب علامہ جلیل القدر ابو علی احمد بن محمد المعروف بابن مسکویہ الخازنی الرازی المتوفیٰ

سنہ ۴۲۱ھ کی ہے۔ اس کے کئی نسخے میرے سامنے ہیں۔ ایک نسخہ ۲۰×۲۶/۸ سائز پر مطبع علوی منسوب بہ علی بخش خاں لکھنؤ میں سنہ ۱۲۷۱ھ میں چھپا ہے۔ اس کتاب کے ۱۰۷ صفحے ہیں اور اس کے ایک سو آٹھویں صفحہ پر خاتمۃ الطبع لکھنؤ ہے۔ جس میں زمانۂ اشاعت سنہ ۱۲۷۱ھ (بارہ سو اکہتر) بزبان کپتان فلی جرہیس صاحب قائم مقام رزیڈنٹ لکھا ہے۔ دوسرا نسخہ ۱۲×۱۸/۱۶ سائز پر مصر میں ٹائپ سے چھپا ہے۔ اس کے ٹائیٹل پر عبارت ذیل چھپی ہے :

"الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الحسینیۃ سنہ ۱۳۲۹ھ علیٰ نسخۃ

سید محمد عبد اللطیف الخطیب وشرکاہ بمصر۔"

اس کے صفحات ایک سو بچاسی ہیں۔ صفحہ ایک سو چھیاسی و ایک سو ستاسی پر مصحح کی طرف سے خاتمۃ الطبع لکھا ہے۔ اس کے علاوہ صفحوں پر مطالب کی فہرست ہے۔ تیسرا نسخہ وہ ہے جو مکارم الاخلاق (مسخ کردہ، جس کا اوپر حوالہ آیا) کے حاشیہ پر مطبعہ خیریہ مصر سنہ ۱۳۰۳ھ میں چھپا ہے۔ یہ تینوں نسخے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے عالیشان کتب خانہ میں موجود ہیں۔

جب ان نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو ان میں اچھا خاصا اختلاف نظر آتا ہے اور نمایاں ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر مصری کتاب میں تحریف موجود ہے۔ (دونوں مصری تحریف میں ایک دوسرے کے قدم بقدم ہیں)۔ لکھنؤ کے چھاپے میں جو حمد و نعت ہے اس سے قبل پوری دو سطریں بلا کسی تنبیہ و اشارہ کے دونوں مصری میں اضافہ کر دی گئیں۔ ملاحظہ ہو مطبوعہ مصر :

الحمد للہ الذی ارشد الیٰ صراط المستقیم و مدح
الخلق العظیم وارسل نبیہ محمدا متمّما لمکارم الاخلاق
وأدّبہ فأحسن تأدیبہ علی الاطلاق۔

اس کے بعد مصنف کی تحریر، جو لکھنوی میں ہے یوں شروع ہوتی ہے :

اللّٰھم انا نتوجہ الیک . . . . . .

نسخۂ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۱ پر عدالت کے ماتحت فضائل کا ذکر کرتے ہوئے

صرف اتنی عبارت ہے :

الفضائل التی تحت العدالۃ الصداقۃ الالفۃ صلۃ الرّحم المکافاۃ حسن الشرکۃ حسن القضاء التودد والعبادۃ۔

لیکن مصری میں العبادۃ کے آگے عبارت ذیل کا نمایاں بے ربط اضافہ ہے۔ (ملاحظہ ہو مطبوعہ حسینیہ صفحہ ۱۸ و ۱۹ و مطبوعہ خیریہ مصر صفحہ ۲۴ و ۲۵) :

ترک الحقد مکافاۃ الشر بالخیر استعمال اللطف رکوب المروءۃ فی جمیع الاحوال ترک المعاداۃ ترک الحکایۃ عمن لیس بعدل مرضی البحث عن سیرۃ من یحکی عنہ العدل ترک لفظۃ واحدۃ لاخیر فیھا المسلم فضلا عن حکایۃ توجب حدا او قذفا او قتلا او قطعا ترک السکوت الیٰ قول سفلۃ الناس وسقطھم ترک من یکدی بین الناس ظاھرا باطنا او یلحف فی مسئلۃ او یلح بالسوال فان ھٰؤلاء یرضیھم الشیئ الیسیر فیقولون لاجلہ حسنا ویسخطھم اذا منعوا الیسیر فیقولون لاجلہ قبیحا ترک الشرہ فی کسب الحلال وترک رکوب الدناءۃ فی الکسب لاجل العیال الرجوع الی اللہ وعھدہ ومیثاقہ عند کل قول یتلفظ بہ او لحظ یلحظ او خطرۃ فی اعدائہ واصدقائہ ترک الیمین باللہ وبشیئ من اسمائہ وصفاتہ ۱۲ اسا

ولیس بعدل من لم یکرم زوجتہ واھلھا المتصلین بھا واھل المعرفۃ الباطنۃ بہ وخیر الناس خیرھم لاھلہ وعشیرتہ والمتصلین بہ من أخ او ولد او متصل بأخ او ولد او قریب او نسیب او شریک او جار او صدیق او جیب ومن احب المال حبا مفرطا لم یوھل لھٰذہ

المرتبة فان حرصه على جميع المال يصده عن استعمال
الرافة وامتطاء الحق وبذل ما يجب ويضطره الى الخيانة
والكذب والاختلاق والزور ومنع الواجب والاستقصاء
واستجلاب الدانق والحبة والذرة لبيع الدين والمروءة
وربما انفق اموالا جمة محبة منه للمحمدة وحسن الثناء
ولا يريد بذالك وجه الله وما عنده بل يتخذها مصيدة
ويجعل ذالك مكسبه ولا يعلم ان ذالك عليه سيئة
ومسبة۔

اس عبارت میں خصوصیت سے ولیس بعدل من لم یکرم زوجته ..... الخ قابل ملاحظہ ہے۔ بہرحال اس کے بعد دونوں کتابوں کی عبارت ملتی ہے۔ صداقة کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔ لکھنؤ کی چھپی ہوئی کتاب میں آخر کتاب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

والحمد لله رب العلمين والصلوٰة على نبيه محمّد
وآله الطاهرين۔

مصری چھاپہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

والحمد لله رب العلمين والصلوٰة على النبى محمّد
وآله واصحابه اجمعين وحسبنا الله ونعم المعين۔

اس میں اصحابہ اجمعین کی زیادتی خصوصاً ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ہم نے بطور نمونہ یہ چند مثالیں لکھ دی ہیں، ورنہ درمیانی کتاب میں جابجا دونوں نسخوں میں اختلاف ہے اور اس کا اندازہ ایسا ہی ہے جس سے مصنف کے مذہب ومشرب کے خلاف اپنا مطلب حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے۔

ایک تازہ واقعہ اور ملاحظہ ہو وہی بخاری

علامہ حلی رحمہ اللہ نے نہج الحق وکشف الصدق میں حمیدی کی جمع بین الصحیحین

سے ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ کا حوالہ تحریر کیا ہے۔ ان صاحب کی فرمائش پر بخاری و مسلم میں ان الفاظ کی تلاش شروع کی گئی۔ مسلم میں (جو دو جلدوں میں مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ میں مع شرح نووی شائع ہوئی ہے) جلد دوم صفحہ ۳۹۵، سطر ۱۸ تا ۲۴ و صفحہ ۳۹۶، سطر ۱ و ۲ پر یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی موجود ہے۔ کسی میں ابن سمیۃ تقتلک فئۃ باغیۃ مذکور ہے۔ (یہ سب حدیثیں ایک ہی جگہ کتاب الفتن اشتراط الساعۃ میں مذکور ہیں۔)

اتنا ہی نہیں بلکہ شرح میں علامہ نواوی نے خاص اسی جملہ سے کئی باتیں استنباط کی ہیں۔ چنانچہ بغرض استفادۂ مومنین علامہ نواوی نے جو افادہ فرمایا ہے، نقل کیا جاتا ہے۔

علامہ نواوی فرماتے ہیں:

قال العلماء هٰذا الحديث	علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت علیؓ
حجة ظاهرة فی ان عليا	کے حق پر اور صحت پر ہونے مضبوط دلیل
رضی الله عنه کان محقا	ہے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے
مصيبا والطائفة الاخرىٰ	کی کھلی نشانی ہے۔ (لیکن دوسرا فرقہ
بغاة لكنهم مجتهدون	چونکہ مجتہدین کا تھا لہٰذا اس کو باغی
فلا اثم عليهم لذالك	ہونے کے باوجود؟) کوئی گناہ نہ ہوگا
كما قدمناه فی مواضع	جیسا کہ ہم نے اسے کتنی جگہ بیان کردیا ہے
منها هٰذا الباب و فيه	منجملہ ان کے ایک جگہ یہ بھی ہے۔ اور
معجزة ظاهرة لرسول الله	اس حدیث میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ
صلی الله عليه وسلم	وسلم کے کئی طرح کے نمایاں معجزے بھی
من اوجه منها ان عمار	ہیں۔ نمبر۱ یہ کہ عمار کی موت بصورت قتل
ليموت قتيلا وانه يقتله	واقع ہوگی۔ نمبر۲ عمار کو مسلمان قتل
المسلمون وانهم بغاة	کریں گے۔ نمبر۳ عمار کے قاتلین باغی ہونگے
وان الصحابة يقاتلون	نمبر۴ صحابہ آپس میں لڑیں گے۔ نمبر۵ جو

وانهم ليكونون فرقتين	صحابہ لڑیں گے وہ دو گروہ ہوں گے۔
باغية وغيرها وكل هٰذا قد	۲ ان میں سے ایک گروہ باغی ہوگا۔ ۳
وقع مثل فلق الصبح صلى الله	دوسرا گروہ غیر باغی ہوگا۔ یہ تمام امور نور کے
عليه وسلم على رسوله الذى	تڑکے کی طرح ظاہر ہوئے۔ خداوند عالم اپنے
لا ينطق عن الهوىٰ ان هو	رسول پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ رسول جو
الآ وحى يوحىٰ۔	وحی کے سوا اپنی خواہش سے تو کچھ کہتا ہی نہ تھا۔

اس افادہ سے واضح ہوگیا کہ علامہ نواوی کے نزدیک روایت میں فئة باغية کی تصریح ہے جس سے امور بالا کا استنباط کیا گیا ہے۔

(اقول) علامہ نواوی سے یہ امر کم تعجب خیز نہیں، (اور اس مشرب کے علماء کو اس کے بغیر چارہ بھی نہیں) کہ سرور کائناتؐ کی نص کے باوجود فئة باغية کو سند اجتہاد عنایت فرما کر حرب حرب رسولؐ حربی کے حربہ سے بچانے کے لئے اجتہاد فرما رہے ہیں۔ حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ نص کے بعد دروازۂ اجتہاد بند ہوجاتا ہے۔

مختصر یہ کہ تقتله الفئة الباغية کے الفاظ اس طرح مسلم میں مذکور ہیں۔ اب جو بخاری شریف کی ورق گردانی کی جاتی ہے تو الفاظ مذکورۂ بالا ندارد۔ ایک طرف تو علامہ حلی رحمہ اللہ کا حوالہ (جو کبھی غلط ہوتا ہی نہیں) دوسری طرف چھپی ہوئی بخاری میں الفاظ محولہ بالا کا غائب ہونا۔ کچھ دیر تک تو حیرانی کا سبب رہا، آخر دوسرے چھاپہ کی طرف توجہ کی تو اس میں موجود۔ اس سے سمجھ میں آگیا کہ کارخانۂ تحریف اپنا کام کر گیا۔

ملاحظہ ہو بخاری جو مصطفیٰ البابی الحلبی واخویہ کے مطبعہ میمنیہ مصر میں چار جلد کر کے چھاپی گئی ہے۔ اس کی پہلی جلد کتاب الصلوٰة کے صفحہ ۷۵ کی نویں سطر پر باب التعاون فی بناء المسجد ہے۔ پہلے تو آیت ہے، اس کے بعد اس باب میں صرف یہی ایک حدیث ہے:

حدثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن مختار قال حدثنا

خالد الجذاء عن عکرمہ قال لی ابن عباس ولا ابنہ علی انطلقا الیٰ ابی سعید فاسمعا من حدیثہٖ فانطلقنا فاذا ھو فی حائط یصلحہ فاخذ ردائہ فاحتبی ثم انشاء یحدثنا حتی اتی ذکر بناء المسجد فقال کنا نحمل لبنۃ لبنۃ وعمار لبنتین لبنتین فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینفض التراب عنہ ویقول ویح عمار یدعوھم الی الجنۃ و یدعونہ الی النار قال یقول عمار اعوذ باللہ من الفتن۔

اس طبع کی پہلی جلد دو سو بائیس صفحے پر، دوسری دو سو دس صفحے پر، تیسری دو سو دو پر اور چوتھی ایک سو نوے پر۔ اس کے حاشیہ پر سندھی قسطلامی اور شیخ الاسلام کی شرحوں سے تقریرات بھی چھاپے گئے ہیں۔ اس کا خاتمۃ الطبع (چوتھی جلد کے صفحہ ۱۹۰ کے آخری حصّہ میں) اس کے مصحح محمد زہری غمرادی نے لکھا ہے اور زمانہ طبع محرم الحرام سنہ ۱۳۲۰ھ لکھا ہے۔

حدیث کے خط کشیدہ جملوں پر نظر کیجئے تقتلہ الفئۃ الباغیۃ غائب۔ اب ملاحظہ ہو دوسری بخاری جو نو جلدوں میں اعراب کے اہتمام کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ اس کی جلد اول کی لوح پر عبارت ذیل ہے:

(الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الخیریۃ لمالکھا ومدیرھا السید عمر حسین الخشاب سنہ ۱۳۲۰ ہجریۃ)۔

اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ سلطان عبد الحمید خاں ثانی کے حکم کے مطابق یہ کتاب تصحیح کر کے چھاپی گئی ہے۔ بلکہ خاتمۃ الطبع جلد نہم کے صفحہ ۱۶۴ (ایک سو چونسٹھ) پر تو یہ الفاظ بھی ہیں علی اسلوب نسخۃ سیدنا ومولانا امیر المومنین وخلیفۃ رسول رب العٰلمین ذی الفکر الثاقب والرامد السدید السلطان بن السلطان عبد الحمید الحرف بالحرف والخط بالخط والشکل بالشکل والضبط بالضبط . . . . فی شہر رمضان

المعظم سنہ ١٣٢٢ ہجری۔

اس چھاپہ کی جلد اول کتاب صلوٰۃ صفحہ ٩٧ سطر ٧ سے باب التعاون فی بناء المسجد شروع ہوتا ہے۔ حسب تذکرۂ بالا اس باب میں وہی آیت اور وہی ایک روایت ہے۔ فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینفض التراب عنہ ویقول ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار قال یقول عمار اعوذ باللہ من الفتن۔ الحمد للہ کہ اس چھاپہ میں وہ تقتلہ الفئۃ الباغیۃ کا دل میں چٹکی لینے والا جملہ موجود ہے اور ثابت ہے کہ علامہ رحمہ اللہ نے جو حوالہ دیا ہے اس کی اصل بخاری میں موجود ہے۔ لیکن جس کی نظر چار والی پر پڑتی یا پڑے گی وہ تو حوالہ ہی کو غلط خیال کرتا یا کرے گا۔ اسی بنا پر اپنے مضمون میں بار بار دنیا کو متوجہ کر رہا ہوں کہ تحریف کی اس وبا سے بچنے کی حفاظتی تدابیر ابھی سے کر لیں۔ مجھے چونکہ اس خیانت طبعی کا پتہ دینا مقصود تھا لہٰذا اس کو واضح کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ جناب عمار کے قاتل گروہ کا باغی ہونا ابھی تک تو دوسری بہت سی کتابوں سے عیاں ہے۔ فاضل روزبہان کی کتاب ابطال الباطل، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، عینی، شرح تجرید بخاری للقنوجی وغیرہ۔

کتاب الاعجاز والایجاز

لابی المنصور الثعالبی، الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ العمومیۃ بمصر سنہ ١٨٩٧ء۔

ثعالبی کی یہ ادب کی کتاب نہایت مشہور ہے۔ دوسو اٹھہتر (٢٧٨) صفحوں پر تمام ہوئی ہے اور اس کے بعد جوامع الکلام فی تاریخ العرب والاسلام نظم تاریخی شائع کی گئی ہے جو صفحہ (٢٨٩) پر تمام ہوئی ہے، اس کے بعد فہرست ٢٩٠ سے ٣٠١ تک ہے۔ اس کے بعد "تصحیح غلط" صفحہ ٣٠٢ سے ٣٠٤ تک ہے۔

اس چھاپے کے صفحہ ٢٨، سطر ٣ پر امیر المومنینؑ کے کلمات میں مشہور حدیث لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا میں اس طرح خیانت کی گئی ہے کہ یقینا سے قبل

لفظ الا کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے مطلب کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ صاحبانِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان تین حرفوں کے فصل سے مطلب منفی سے مثبت ہو جاتا ہے اور فضیلت کاملہ بالکل ہی مفقود ہو جاتی ہے۔ کاتب کی غلطی کا احتمال پیدا کرنا کچھ دشوار نہیں، لیکن مشکل تو یہ ہے کہ ہر چھاپہ خانہ کا کاتب جب غلطی کرتا ہے تو ایسی ہی سوچی سمجھی کہ اسکے مذہب کی موافقت کرے اور مذہب اہلبیت و فضائل آل رسولؐ کی بیخ کنی کر دے۔ کبھی کوئی مطبع والا بھولے سے اپنے مخالف غلطی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھول نہیں بلکہ بھول بھلیاں ہے۔

ذرا غور فرمائیے اسی کتاب کے غلط نامہ کو جو آخر کتاب میں چھاپا گیا ہے اس میں ایک جگہ مصفر (بالفار) لکھا ہے، اس کی اصلاح کی گئی ہے۔ طرف بالطار المہملہ کی جگہ ظرف (بالمعجمہ) کی اصلاح چھپی ہے۔ نقطہ کی ایسی غلطی تو سوجھ گئی اور پورے لفظ جس سے معنی میں تغیرِ عظیم ہو جاتا ہے وہ مصحح صاحب کی نظر میں بالکل نہ سمایا۔!

چونکہ یہ حدیث دوسری کتابوں مثلاً ینابیع المودۃ وصواعق محرقہ وغیرہ میں صحیح موجود ہے۔ لہذا ثعالبی کی دوسری کتاب سے مقابلہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ الا کا بے جوڑ فصل بہر حال خیانت ہے۔

(تنبیہ): ابتدائے کتاب میں میں نے نووی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے واضح ہے کہ بخاری صاحب نے حدیث کے بعض الفاظ نکال ڈالے اور مقصد اتنا ہی تھا، لیکن چونکہ وہاں نہایت اجمال سے کام لیا گیا تھا۔ بعض افاضل کی خواہش ہے کہ اس کی تفصیل کر دی جائے۔ میں نے ان کی تعمیل حکم کے لئے جب دوبارہ نظر ڈالی تو اور بھی فوائد قابل توجہ نظر آئے لہذا تھوڑی سی تفصیل درج ذیل کر دی جاتی ہے تاکہ واقعات کے سمجھنے میں سہولت ہو جائے۔ اگر اس حدیث کی پوری شرح جو نووی میں ہے دیکھی جائے تو اور بھی لطف نظر آتا ہے۔

میں نے حدیث زیر بحث کا حوالہ بخاری کی کتاب النفقات سے دیا ہے مگر بخاری کی شرح تحفۃ الباری کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی حدیث باب فرض الخمس میں لکھی

گئی ہے۔ جب اس باب پر نظر ڈالی تو وہاں کچھ اور الفاظ بھی ساقط نظر آئے۔ کیوں نہ ہو بقول مازری کے یہی تو "تورع" ہے۔ بہر حال جو ہو مسلم کی روایت جو کتاب الجہاد والسیر حکم الفئ[1] میں ہے وہ درج ذیل ہے :

فجاء یرفأ فقال ھل لک یا امیر المومنین فی عثمان وعبد الرحمٰن بن عوف والزبیر وسعد فقال عمر نعم فاذن لھم فدخلوا ثم جاء فقال ھل لک فی عباس وعلی قال نعم فاذن لھما فقال عباس یا امیر المومنین اقض بینی وبین ھذا الکاذب الاثم الغادر الخائن وقال فقال القوم اجل یا امیر المومنین فاقضِ بینھم وأرِحْھِمْ فقال مالک بن اوس یخیل الیٰ انھم قد کانوا قدموھم لذالک فقال عمر انشدکم باللہ الذی تقوم باذنہ السماء والارض أتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ قالوا نعم ثم اقبل علی العباس وعلی فقال انشدکما الذی باذنہٖ تقوم السماء والارض اتعلما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ قال نعم فقال عمر اَنّ اللہ جل وعز کان خص رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاصۃ لم یخصص بھا احدا غیرہ قال ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ما ادری ھل قرأ الأیۃ الّتی قبلھا ام لا فقال فقسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینکم اموال بنی النضیر فواللہ ما استاثر علیکم ولا اخذھا دونکم حتیٰ بقی ھٰذا المال فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] جلد دوم صفحہ ۹۰ مطبوع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ

وسلم یاخذ منہ نفقۃ سنتہ ثم یجعل ما بقی اسوۃ المال ثم قال انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض أتعلمون ذالک قالوا نعم ثم انشد عباسا وعلیا بمثل ما انشد بہ القوم اتعلمان ذالک قالا نعم قال فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھٰذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نورث ما ترکنا صدقۃ فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وولی ابی بکر فرأیتمانی کاذبًا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق الخ

اب ملاحظہ ہو۔ بخاری کتاب النفقات جلد ۳ صفحہ ۱۷۸، مطبوع میمنیہ مصر ۱۳۲۰ھ کی حدیث:

اذا اتاہ حاجبہ یرفأ فقال ھل لک فی عثمان وعبدالرحمٰن والزبیر وسعد یستاذنون قال نعم فاذن لھم قال فدخلوا وسلموا فجلسوا ثم لبث یرفأ قلیلا فقال لعمر ھل لک فی علی وعباس قال نعم فاذن لھما فلما دخلا سلما وجلسا فقال عباس یا امیر المومنین اقض بینی وبین ھٰذا فقال الرھط عثمان واصحابہ یا امیر المومنین اقض بینھما وارح احدھما من الآخر فقال عمر انشدکم باللہ الذی بہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما نورث ما ترکنا صدقۃ یرید بہ رسول اللہ

نفسه قال الرهط قد قال ذالك فاقبل عمر علی وعباس
فقال انشدكما بالله هل تعلمان ان رسول الله صلی الله

علیه وسلم قال ذالك قالا قد قال ذالك قال عمر فانی
احدثكم عن هٰذا الامر ان الله كان خص رسوله صلی الله
علیه وسلم فی هٰذا المال بشیٔ لم یعطه احدا غیره قال
الله ما افاء الله علیٰ رسوله منهم فما اوجفتم علیه من
خیل ولا ركاب الیٰ قوله قدیر فكانت هٰذه خالصة لرسول
الله صلی الله علیه وسلم والله ما اختارها دونكم ولا استاثر
بها علیكم لقد اعطاكموها وبثّها فیكم حتیٰ بقی منها هٰذا المال
فكان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینفق علیٰ اهله نفقة
سنتهم من هٰذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعله فجعل
مال الله فعمل بذالك رسول الله صلی الله علیه وسلم
حیٰوته انشدكم بالله هل تعلمون ذالك قالوا نعم
قال لعلی وعباس انشدكما بالله هل تعلمان ذالك قال
نعم ثم توفی رسول الله صلی الله فقال ابوبكر انا ولی
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبضها ابوبكر یعمل
فیها بما عمل به فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم و
انتما حینئذ واقبل علیٰ علیٍّ وعباس تزعمان ان ابابكر كذا
وكذا والله یعلم انه فیها صادق بار راشد تابع للحق
ثم توفی الله ابابكر فقلت انا ولی رسول الله صلی الله علیه
وسلم وابی بكر فقبضتها سنتین اعمل فیها بما عمل رسول الله
صلی الله علیه وسلم وابوبكر ثم جئتمانی وكلمتكما واحدة

ھٰذا یسئلنی نصیب امرأتہ من ابیھا الخ ۔

ان دونوں روایتوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ قاضی عیاض نے مارزی سے جوبات نقل کی ہے وہ صرف علی و عباس کے متعلق ۔ لیکن روایت بتلاتی ہے کہ "وہی خلافت تورع" بات علی و عباس کے نزدیک حسب اعتراف حضرت عمر و حضرت ابوبکر دونوں کے لئے تھی ۔ بخاری صاحب نے ابوبکر صاحب کے واسطے تو کذا وکذا بنایا لیکن عمر صاحب کے لئے یہ بھی گوارا نہ ہوا ۔ حالانکہ مسلم میں واضح موجود ہے ۔ اب اس سے بڑھئے بخاری کی اس روایت کو دیکھئے جو باب فرض الخمس میں ہے ۔ اذا اتاہ حاجبہ یرفأ سے مطلب زیر بحث شروع ہوتا ہے اور باختلاف وہی کچھ ہے جو اوپر والی روایت میں گزرا ۔

یہاں تک کہ فقال عباس یا امیر المومنین اقض بینی وبین ھٰذا وھما یختصمان فیما افاء اللہ علیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی النضیر فقال الرھط . . . . . فقال البوبکر انا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبضھا البوبکر فعمل فیھا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ یعلم انہ فیھا لصادق بارّ راشد تابع للحق ثم توفی اللہ ابابکر فکنت انا ولی ابی بکر فقبضتھا سنتین من امارتی اعمل فیھا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما عمل فیھا البوبکر واللہ یعلم انی فیھا لصادق بارّ راشد تابع للحق ثم جئتمانی وتکلمانی وکلمتکما واحدۃ وامرکما واحدٌ الخ ۔ (ملاحظہ ہو بخاری ج ۲ کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۰ھ) ۔

ناظر بصیر خود انصاف کر سکتا ہے کہ ایک ہی روایت کو "تورّع" نے کس کس طرح پلٹے پلٹے دیئے ہیں ۔

مولانا شبلی صاحب نے اس کو "احتیاط" فرمایا ہے ۔ وہ حد سے زیادہ ہی سہی مگر "احتیاط" جیسا کہ شرح عقائد نسفی کے تذکرہ میں اوپر گذرا ۔ سبحان اللہ ! کیا کہنا اس "تورّع واحتیاط" کا ۔ روایت کو الٹ پلٹ کر نہ جانے کس صورت تک پہنچانا پڑے ۔

آخر چھاپے خانے والوں نے اس کو حد ہی تک پہونچا دیا۔

روایت پر نقد یہاں مقصود نہیں، مجھے ایک مثل یاد آگئی۔ کہتے ہیں "سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا"۔ نہ تو حضرت عباس کو دربار ابوبکری سے ملا نہ حضرت علیؑ کو۔ لیکن روایت بول رہی ہے کہ آپس میں لڑتے مرتے ہیں اور ایک دوسرے "خائن" کہے جاتے ہیں۔ جائز یا ناجائز کسی کو کچھ ملا ہوتا تو گنجائش بھی ہوتی کہ آپس میں جھگڑا ہوتا۔ ایکدوسرے کو بُرا کہتے۔ کس نے کیا لے لیا تھا کہ وہ خائن ہوگیا۔

اس کے علاوہ یہ بات اس روایت کے ماننے والوں ہی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ علی وعباس کو باوجود حضرت ابوبکر کے دربار سے مقدمہ ہار جانے کے یہ ضد باقی تھی کہ دعویٰ جاری ہے۔ حالانکہ صحابہ سب آسمان کے تارے کہلاتے ہیں۔ نہ جانے یہ لوگ بقول اہلسنّت کے حضرت ابوبکر کو کیا خلیفہ جانتے اور مانتے تھے۔ کتابوں میں تو ایسا لکھتے ہیں، گویا خدا کے بعد ابوبکر ہی ابوبکر سمجھے جاتے تھے۔ مگر یہ حضرات ان کو فیصلہ کے بعد کذا وکذا ہی خیال کرتے رہے۔ جب دربار عمری میں اپیل ہوئی جب بھی یہ دونوں اپنی ضدوں سے باز نہ آئے۔ نہ جانے صحابہ کس قماش کے لوگ تھے جماعت علیحدہ، علی و عباس علیحدہ قسمیں کھا کھا کر یہ گواہیاں دے رہے ہیں کہ رسول کی ملک نہ تھی بعد وفات صدقہ ہوگئی، ادھر صدقہ اہلِ بیت پر حرام بھی ہے اور ادھر کوئی بندۂ خدا حضرت علی و عباس کو سمجھا نہیں پاتا بلکہ اُلٹے آل محمدؐ کو اس میں سے کھلانے اور نفقہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ حضرت علی وعباس بھی حضرت ابوبکر سے صدقہ کا فیصلہ سُن چکنے کے بعد پھر جناب عمر صاحب کی کچہری میں مدعی بن کے آپس میں گالم گلوج کرتے (معاذ اللہ) چلے آتے ہیں۔ سچ ہے ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔

کتاب سرّ العالمین کے ترجمہ میں تحریف

علامہ غزالی کی تصنیف مسمّیٰ بہ "سرّ العالمین وکشف ما فی الدارین"، مشہور کتاب ہے۔ اس کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد اول مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ بجوار

محافظۃ مصر طبع اولیٰ ۱۳۲۵ھ صفحہ ۲۳۲، حرف حا، ذیل احوال حسن بن الصباح میں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاهدت قصة الحسن بن صباح الخ"۔

کتاب سرّ العالمین ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں محمد آفندی ادہم الکتبی بالحلوجی کے خرچ سے "مطبعہ سعادۃ بجوار محافظۃ مصر" میں چھاپی گئی ہے۔ مطبعہ کے مالک کا نام محمد اسماعیل ہے۔ ایک سو گیارہ صفحے پر تمام ہوئی ہے۔ اس چھاپے کے صفحہ ۹ پر مقالہ رابعہ ہے جو نقل کیا جاتا ہے:

اختلف العلماء فی ترتیب الخلافة وتحصیلها لمن آل امرها الیه فمنهم من زعم انها بالنص ودلیلهم قوله تعالیٰ "قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید الیٰ قوله الیما" وقد دعاهم ابوبکر رضی الله عنه الی الطاعة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاجابوه وقال بعض المفسرین فی قوله تعالیٰ واذ اسر النبی الیٰ ازواجه حدیثا قال فی الحدیث ان اباك هو الخلیفة من بعدی یا حمیراء وقالت امرأة اذا فقدناك فالیٰ من نرجع فاشار الیٰ ابی بکر رضی الله عنه ولانه ام بالمسلمین علی بقاء رسول الله صلی الله علیه وسلم والامامة عماد الدین هٰذا جملة ما یتعلق به القائلون بالنصوص ثم تاوّلوا وقالوا لو کان علی اول الخلفاء لانسحب علیه ذیل الفتی ولم یاتوا بفتوح ولا مناقب ولا بقدح فی کونه رابعا کما لا یقدح فی نبوة رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان آخرا والذین عدلوا عن هٰذه الطریق زعموا ان هٰذا فاسد جاء علی زعمکم واهویتکم فقد وقع المیزان فی الخلافة

والاحکام مثل داؤد وسلیمان وزکریا ویحییٰ قالوا لازواجہٖ
لمن الخلافۃ فبہٰذا تقلقلوا وہٰذا باطل ولوکان میراثا
لکان العباس لکن اسفرت الحجۃ وجہما واجمع الجماہیر
علیٰ متن الحدیث من خطبتہٖ فی یوم غدیر خم باتفاق
الجمیع وہو یقول من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ فقال عمر
بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای ومولا کل مومن
فہٰذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ہٰذا غلب الہویٰ لحب
الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الہویٰ
فی قعقعۃ الرایات واستباک ازدحام الخیول وفتح الامصار
وسقاہم کاس الہویٰ فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ
وراء ظہورہم واشتروا بہٖ ثمنا قلیلا ولما مات رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قبل وفاتہٖ ائتونی بدواۃ بیاض
لازیل عنکم اشکال الامر واذکر لکم من المستحق لہا بعدی
قال عمر دعو الرجل فانہ لیہجر وقیل یہذو فاذا بطل
تعلقکم بتاویل النصوص فعدتم الی الاجماع وہٰذا منقوض
ایضًا فان العباس واولادہ وعلیا وزوجتہ واولادہ لم یحضروا
حلقۃ البیعۃ وخالفکم اصحاب السقیفۃ فی مبایعۃ الخزرجی
ودخل محمد بن ابی بکر علیٰ ابیہ فی مرض موتہٖ فقال
یا بنی ائت بعمک عمر لاوصی لہ بالخلافۃ فقال یا ابت
أکنت علیٰ حق او باطل فقال علیٰ حق فقال اوصی بہا لاولادک
وان کان حقا او لا فقد مکنتہا بک بسواک ثم خرج الیٰ
علیٌّ علیہ السلام وجریٰ ماجریٰ وقولہ علیٰ منبر رسول اللّٰہ

ام جدا امتحانا فان كان هزلا فان الخلفاء منزهون عن
الهزل وان كان جدا فهذا نقص للخلافة وان قال امتحانا
ونزعنا ما فى صدورهم من غل فاذا ثبت هذا فقد صارت
اجماعا منهم وشورىٰ بينهم هذا الكلام فى صدر الاول
امافى ومن على عليه السّلام ومن نازعه فقد قطع قولكم فى الخلافة
بقوله اذا بويع الخليفتان فاقتلوا الأخر منهما والعجب من
حق واحد كيف ينقسم ضربين والخلافة ليست بجسم
ينقسم ولا بعرض يتفرق ولا بجوهر يحد فكيف توهب
اوتباع وفى حديث ابى جازم اول حكومة تجرى فى المعاد
بين على ومعاوية فيحكم لعلى بالحق والباقون تحت
المشيئة وقول المشرع لعمار بن ياسر تقتلك الفئة الباغية
فلا ينبغى للامام ان يكون باغيا والامامة ضيعة لشخصين لما
لا يليق الربوبية لاثنين اما الذين بعدهم طائفة تزعم
ان يزيد لم يكن راضيا بقتل الحسين عليه السلام فاضرب
لكم مثلا فى ملكين اقتتلا فملك احدهما الأخر فتراه يقتله
العسكر على غير اختيار صاحبها الا غلطا ومثل الحسين عليه
السّلام لا يحتمل حاله الغلطية لما جرىٰ من القتل والعطش
والسبىّ وحمل الراس اجماعا من جماهير المفسّرين وقتل
الامة المغنية حيث مدحت عليا فى غنائها افترا لا قتلها
بغضاً لعلى ام لها وقول يزيد بن معاوية لعلى بن
الحسين عليه السلام زين العابدين انت ابن الذى قتله
الله فقال ابن الذى قتله الناس ثم تلا قوله ومن يقتل

جزاء وتخلده فيها وتغضب عليه وتلعنه وتعد له عذابا اليما فان قلت هٰذه البراهين معطلة لا يحكم بصحتها حاكم الشرع فنقول فی حجکم مثل ما تقولون ثم اجماع الجماهير بشتم علی عليه السلام علی المنابر ام الكتاب ام السنة ام الرسول ثم الذين من بعدهم من غيرهم اخذوها نصا ام سنة ام اجماعا لكن قد اخذ وها بسيف ابی مسلم الخراسانی فانظروا الیٰ قطع اجماعكم بسيف الشرع حيث قال لكم الخلافة بعدی ثلٰثون ثم يتولی ملك جبروت وبقوله للعباس يا ابا الاربعين ملوكا و لم يقل خليفة والملوك كثير والخليفة واحد فی زمانه فيا ايها الطالب للملك حصل الاله وجمل الحاله وابذل واصبر واجذب واقرب وطول واحتمل مصالح حتی تقدر۔

دوسرا نسخہ سرّ العالمین کا سی۔ پی۔ پریس بمبئی میں پتھر پر چھپا ہے۔ اس کے آخر
ں یہ عبارت ہے:

نقل من نسخة بخط المؤلف با لكتبخانة الخديوية كتبه العبد المذنب العاصی الحقير الفقير عبد العظيم طالقانی سنة اربع عشر وثلث مأة بعد الالف من الهجرة النبوية صلی الله عليه وسلم ۱۳۱۴۔

دونوں نسخوں میں لفظی اختلاف بہت ہے۔ چند (بہ ترتیب) ملاحظہ ہوں۔
ری طبع میں لمن امرها اور بمبئی کے نسخہ میں لمن ال امها ہے۔ مصری
ں هو الخليفة من بعدی بمبئی کے چھاپہ میں هو الخليفة من بعدی يا
میرا ہے۔ مصری میں تا ولوا ہے، بمبئی میں ثم تا ولوا وقالوا ہے۔ مصری میں
کونہ رابعاً ہے، بمبئی میں فی کونہ [illegible]

المیزان طبع بمبئی میں وقع المیراث طبع مصر میں قالوا لازواجہ طبع بمبئی میں قالوا کان لازواجہ طبع مصر میں لمن الخلافۃ طبع بمبئی میں ثمن الخلافۃ مصری میں تقلقلوا بمبئی میں تعلقوا طبع مصر میں ھٰذا باطل ولو کان بمبئی میں ھٰذا باطل اذ لو کان مصری میں لکان العباس بمبئی میں لکان العباس اولیٰ مصری میں ھٰذا منصوص ایضا بمبئی میں ھٰذا منقوض ایضاً مصری میں متابعۃ الخزرجی بمبئی میں مبایعۃ الخزرجی مصری میں ائت بعمک بمبئی میں بعمک عمر مصری میں اکتب علیٰ حق اور بمبئی کے مطبوعہ نسخہ میں اکنت علیٰ حق ہے۔

اتنا فرق ڈیڑھ صفحہ میں ہے اور اس عبارت کے ڈیڑھ صفحے ابھی باقی ہیں ان کے اختلافات نقل کرنے سے اور طول ہو جائے گا۔ بہرحال پوری عبارت مصری طبع اور بمبئی کے نسخہ کی وہ ہے جو نقل کی گئی ہے۔

اسی کتاب سرّ العالمین کا ترجمہ اردو زبان میں "بادشاہ بننا چاہتے ہو یا دلی" کے نام سے حسب فرمائش منیجر اے۔ آر۔ اینڈ کمپنی بازار سریاں والا لاہور۔ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور میں چھاپا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۸×۲۲/۸ سائز پر ۲۰۴ صفحے پر تمام ہوئی ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت ہے:

> "الحمد للہ علیٰ ذالک کہ آج بتاریخ ہشتم ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ اس کتاب مستطاب کے ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ تمت سید یٰسین علی حسن نظامی خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ مترجم کتاب ہٰذا۔"

اس ترجمہ میں مقالہ رابعہ کی منقولہ بالا ساری عبارت کا ترجمہ فقط اتنا چھاپا گیا ہے:

> "چوتھا مقالہ ترتیب خلافت کے بیان میں۔ خلافت نص کے ساتھ ثابت ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے قل للمخلفین من الاعراب الخ عرب کے ان لوگوں سے جو پیچھے رہنے والے ہیں کہہ دو کہ عنقریب تم ایک خوفناک قوم کے مقابلہ کی طرف بلائے جاؤ گے جن سے تم لڑو یا وہ صلح

کر لیں۔ پس اگر تم نے اس حکم کے بجا لانے میں اطاعت کی تو خدا تم کو اچھا ثواب دے گا، اور اگر تم نے اسی طرح پیٹھ پھیری جیسے کہ پہلے پھیر چکے ہو تب وہ تم کو سخت عذاب کرے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق نے اطاعت کی طرف بلایا اور ان لوگوں نے ان کی اطاعت قبول کی اور بعض مفسرین اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں واذا اسر النبی بعض ازواجہ حدیثا یعنی جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے پوشیدہ بات کہی۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے عائشہ سے فرمایا تھا کہ اے حمیرا! تمھارا باپ میرے بعد خلیفہ ہوگا اور ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ جب ہم آپ کو نہ پاویں کس کے پاس جاویں؟ آپ نے ابو بکر صدیق کی طرف اشارہ فرمایا اور نیز ابو بکر نے حضور کی حیات میں مسلمانوں کی امامت کی اور امامت دین کا ستون ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا بیان ہے جو نص سے اس کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر علیؑ پہلے خلیفہ ہوتے تو ان تین خلفاء کو خلافت نصیب نہ ہوتی اور نہ ان کو فتوحات اور مناقب نصیب ہوتے اور حضرت علیؑ کے چوتھے خلیفہ ہونے سے ان کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے سے آپ کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ان کے بعد بنی امیہ نے حکمت سے حکومت لے لی۔ ان سے بزور عباسیوں نے چھین لی۔ پس اے سلطنت کے طالب اپنا سامان درست کر اور اپنی حالت کو آراستہ بنا اور خوب مال خرچ کر اور صبر کے ساتھ کام لے اور لوگوں کو اپنی طرف منجذب کر اور جہاں تک ہو سکے صلاحیت سے کام لے۔"

ناظرین غور کریں مقالۂ رابعہ کے تین صفحہ کی عبارت کے ترجمہ میں جس میں کُل

کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

درمیان میں "ان کے بعد بنی امیہ نے حکمت سے حکومت لے لی ان سے بزور عباسیوں نے چھین لی" اپنی طرف سے بڑھایا گیا ہے۔ اس طرح سرّ العالمین کے اس مقالہ کو بالکل ہی معدوم کر ڈالا گیا اور ظاہر ہے کہ وہ کل حصّہ جو حذف کیا گیا ہے خلافت سے متعلق ہے اور اس سے خلافت ثلاثہ کی استدلالی حیثیت کا پول کھلتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علاوہ اس کے طبع بمبئی کے دیباچہ میں اور مصری کے دیباچہ میں بھی کچھ اختلاف موجود ہے۔

فہرس الطوسی

جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب ہے۔ اس کے حاشیہ پر "نضد الایضاح" چھپی ہے جس میں علامہ حلیؒ کے "ایضاح الاشتباہ" کو بر ترتیب حروف تہجی مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف فاضل جلیل مولانا محمد المدعو بعلم الہدیٰ بن محمد محسن الکاشانی ہیں۔ اس کے آخر میں یہ عبارت ہے:

"فرغ من تسویدہ مولفہ محمد بن محمد بن مرتضیٰ المدعو بعلم الہدیٰ عفی اللہ عنہ ما اجترح وجنی و جعلہ من المتقربین الیہ زلفی و وقع الفراغ فی بلدتنا المحروسۃ قاسان صینت عن الجور و الطغیان لثمان بقین من شہر اللہ المعظم شہر رمضان من شہور سنۃ ثلث وسبعین والف من الاعوام۔"

یہ نسخہ قدیم ٹائپ سے چھاپا گیا ہے۔ لوح پر عبارت ذیل ہے:

"فہرست کتب الشیعۃ للشیخ الطوسی ونضد الایضاح لعلم الہدیٰ صححہا الولیس اسپرنگر التیرولی و مولوی

عبد الحق و مولوی غلام قادر۔"

کتاب ۳۸۳ صفحے پر تمام ہوئی ہے۔ ہر صفحہ میں (مع متن و حاشیہ) بیس سطریں ہیں۔ آخری صفحہ یعنی ۳۸۳ پر یہ عبارت چھپی ہے:

"قد وقع الفراغ عن طبع ھٰذین الکتابین الموسومین بفھرس الطوسی و نضد الایضاح فی النھار السادس من شھر ربیع الثانی سنۃ احدی وسبعین بعد الالف والمأتین۔"

اس کتاب میں ۶۹۰ واں نام محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش کا جو کتاب کے صفحہ ۳۱۷ پر واقع ہے، ان کے حالات میں یہ بات لکھی ہے:

"کان فی اول امرہ عامی المذھب وسمع حدیث العامۃ واکثر منہ ثم تبصر و عاد الینا وکان حدیث السن۔"

اس کے بعد ان کے مصنفات کا ذکر ہے۔ جب شیعہ ہونے کی حیثیت سے مصنفات کا ذکر تمام ہو چکا ہے تو یہ عبارت لکھی ہے:

"و مما صنفہ من روایات العامۃ کتاب سیرۃ ابی بکر وکتاب سیرۃ عمر وکتاب سیرۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم وکتاب سیر معٰویۃ وکتاب سیرۃ معیار الاخبار وکتاب الموضح۔"

ظاہر ہے کہ خط کشیدہ الفاظ مصنّف کے نہیں ہیں۔ چنانچہ فہرست طوسی کا وہ نسخہ جو علامہ سید محمد صادق آل بحر العلوم کی تصحیح و تحشی کے ساتھ نجف اشرف میں ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء مطبعہ حیدریہ میں شائع ہوا ہے، اس کے صفحہ ۱۳۹ پر عبارت یوں ہے:

"و مما صنّفہ من روایۃ العامۃ کتاب سیرۃ ابی بکر وکتاب سیرۃ عمر وکتاب سیرۃ عثمان وکتاب معیار

اب کتاب کے حاشیہ یعنی نضد الایضاح کا حال ملاحظہ ہو، صفحہ ۳۰۸ پر یوں لکھا ہے:

"حکی ان اباحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ قال لہ بعد موت
مولانا ابی جعفر ان امامک قد مات فقال لہ ابوجعفر
لکن امامک من المنظرین الیٰ یوم الوقت المعلوم۔"

ظاہر ہے کہ خط کشیدہ الفاظ مصنف کے نہیں ہو سکتے۔ بظاہر مصحح صاحبان کی مہربانی ہے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ظاہراً یہ ذرا ذرا سی بات ہے۔ لیکن اس کے نتائج دوررس ہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ جب چھاپنے والوں نے اصل کی پابندی ترک کر دی، ترمیم و تنسیخ، کمی و زیادتی، تغیر و تبدل کے عامل ہو گئے تو اور نہ جانے کہاں کہاں اور کیا کیا تحریف کی ہو گی۔ ناظرین متوجہ تو ہوں گے میں نے "فقہ اللغۃ" پر جو کچھ لکھا ہے، وہاں ذرا ذرا سے تغیر نے کتنا عظیم الشان تغیر کر دیا ہے۔

کتاب المخلاۃ

علامہ بہاؤالدین عاملی رحمہ اللہ کی کتاب مخلاۃ جو بطور کشکول لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی مطبعہ میمنیہ مصر نے سنہ ۱۳۱۷ھ میں اس طرح چھاپی ہے کہ اس کے آخر میں "اسرار البلاغۃ" بھی ہے۔ اس کی لوح پر عبارت مندرج ہے:

"کتاب اسرار البلاغۃ لکعبۃ الادباء وجۃ الظرفاء
بہاء الدین محمد بن حسین العاملی المتوفی سنۃ ۱۰۰۳ھ[1]
رحمہ اللہ واثابہ رضاہ آمین۔"

---

[1] سنہ وفات میں غلطی کی ہے، سنہ ۱۰۳۰ھ وفات ہے۔

دونوں کتابوں کے حاشیہ پر "مکروان السلطان" لشہاب الدین احمد بن عباس بن یحییٰ بن ابی بکر الشہیر بابن حجلة المغربي التلمسانی الحنفی بھی چھاپی گئی ہے۔

جب اس کتاب مخلاۃ پر نظر ڈالتا ہوں تو اس کا بھی وہی حال نظر آتا ہے جو گت کشکول کی بنائی گئی ہے۔ آل سے صلوات کا خالی کر دینا اور غیر مرضی لوگوں کے لئے رضی اللہ عنہ لکھنا اس سے تو ساری کتاب ہی بھری ہے۔ اس کے علاوہ بھی اتنے تغیرات ہیں جن کی حد نہیں۔ انّما اثمہٗ علی الذین یبدّلونہ۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

والصلوٰۃ والسّلام علیٰ محمّد و اٰلہ المعصومین

ستیارتھ پرکاش میں تحریف

ہندوستان میں ایک جدید مذہب "آریہ دھرم" کے نام سے رائج کیا گیا ہے جس کے بانی کا نام "دیانند جی" ہے جو گجرات کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸۳ء میں مر گئے۔ انھوں نے ایک کتاب اپنی زندگی میں ۱۸۷۵ء میں "ستیارتھ پرکاش" کے نام سے شائع کی جو اس مذہب کی بنیادی کتاب مانی گئی۔ اس کتاب میں بارہ باب ہیں اور ہندی حروف اور الفاظ میں ہے۔

دیانند جی کے مرنے کے بعد یہ کتاب دوبارہ شائع ہوئی، اب اس میں چودہ باب ملتے ہیں۔ ایک باب عیسائیوں پر اعتراض کرنے اور دوسرا باب قرآن مجید پر اعتراض کرنے کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ اس امر کے متعلق مباحثے بھی ہوئے کہ یہ اصل مصنّف کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ پہلا ایڈیشن عام طور پر نہیں ملنے لگا اس لئے موقع بحث پر اس کا دکھانا دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ لکھنؤ کے انگریزی اخبار پائنیر مورخہ ۶، اگست ۱۹۴۱ء صفحہ ۶ کالم ۴ پر ایک M.S.Sakhuja صاحب نے لاہور سے لکھا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا ہے کہ دیانند جی نے اپنی کتاب میں گوشت خوری کے متعلق کیا لکھا ہے اجازت ہے کہ نہیں۔ چونکہ طبع اوّل عام طور سے نہیں ملتا ہے اور کل ایڈیشن مصنف کی زندگی کے بعد کے ہیں اس لئے اصلیت کا پتہ نہیں چلتا اگر کسی شخص کے پاس یا لائبریری میں ہو تو کوئی صاحب اس کی اطلاع دیں۔

اوّلاً تو مجھے اس نسخہ کی تلاش بہت پہلے سے اس وقت سے تھی جب سے خواجہ غلام الحتیق صاحب مرحوم پانی پتی "مصنف تاریخ اہل زمانہ" سے بار بار یہ سُننے کا موقع ملا تھا کہ فلاں بات پہلے ایڈیشن میں نہیں تھی نیا پائنیر کے اس مضمون نے تجدید

کردی۔ اتفاقاً اس کے بعد وہ نسخہ دستیاب ہوا تو میں نے پڑھنا شروع کیا۔ تمام تو نہیں پڑھا ہے لیکن دوسرے باب کو پڑھنے اور دوسرے ایڈیشنوں کے مقابلہ سے یہ نتیجہ واضح ہوا کہ صاف صاف تحریف کی گئی ہے۔ اس وقت میرے سامنے کئی نسخے ہیں۔

۱۔ ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ باتصویر مع آریہ اودیش رتن مالا جس کو شریمتی آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا پنجاب، سندھ، بلوچستان لاہور نے مہتا ادھا کشن جی، پنڈت راجہ رام جی، پروفیسر پنڈت بھگوت دت جی گورنر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور سے ترجمہ کرا کر مستند قرار دیا۔

پبلشرز لاجپت رائے اینڈ سنس تاجران کتب لاہور۔ مطبوعہ کیلانی پریس لاہور باہتمام لاجپت رائے پرنٹر چھپا۔ بار چہارم دس ہزار، قیمت ۱۰ ار (دس آنہ)۔

یہ عبارت ٹائیٹل پیج کی ہے، اس کی تقطیع چھوٹی ہے۔ سنہ طبع درج نہیں ہے۔

۲۔ دوسرے نسخے کا ٹائیٹل اس طرح ہے:

مستند اردو ترجمہ ستیارتھ پرکاش مصنفہ مہرشی دیانند سرسوتی جی حسب اجازت شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب۔ مہاشے لکشمن آریو پدیشک (رام نگری) نے کوریہ پستکالیہ لاہور کے لئے یونین اسٹیم پریس لاہور میں چھپوایا۔ چوتھی بار، تعداد جلد پانچ ہزار، قیمت فی جلد ہے۔ اس کی تقطیع بڑی ہے مگر سنہ طبع اس پر بھی درج نہیں ہے۔

۳۔ تیسرا نسخہ ہندی میں ہے جو اجمیر نگر میں چودھویں بار ۱۹۷۹؁ بکرمی میں نو ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

۴۔ ستیارتھ پرکاش جو پہلی بار ایک ہزار کی تعداد میں ۱۸۸۵؁ء میں حسب ہدایت راجہ جے کرشن داس بہادر سی۔ ایس۔ آئی، منشی ہربنس لال کے اختیار سے اسٹار پریس محلہ رام پور بنارس میں چھاپی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی چھوٹی تقطیع پر ہے۔ یہی وہ ہے جو مصنف کی زندگی میں چھپی اور اصل ہے۔ اس میں فقط بارہ باب ہیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی رد والے اس میں باب نہیں ہیں۔ اس کے صفحے ۵۲۵ ہیں۔ اس کے آخر میں ہندی میں یہ عبارت ہے:

”رابتی شری مدّ دیانند سرسوتی سوامی کرتے۔ ستیارتھ پرکاش سوبھاسا

برچتے دوادشہ سملاسہ سمپورنہ۔“

میں نے ان سب کتابوں کو دیکھا اور خود مقابلہ کر کے سب کی عبارت لکھی ہے۔ اس نسخہ کے بابیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے :

پہلا باب ایشور نام لیا گیا صفحہ ۱ سے۔
ب ۲ بال شدھ دتے صفحہ ۳ سے۔
ب ۳ پڑھنا پڑھانا صفحہ ۴۲ سے۔
ب ۴ بیاہ شادی صفحہ ۱۱۳ سے۔
ب ۵ مان پرست اور سنیاس صفحہ ۱۸۶ سے۔
ب ۶ راج دھرم صفحہ ۲۱۴ سے۔
ب ۷ ایشور اور وید صفحہ ۲۷۷ سے۔
ب ۸ پیدائش دفنائے عالم صفحہ ۳۲۱ سے۔
ب ۹ وِدّیا اَوِدّیا صفحہ ۳۳۶ سے۔
ب ۱۰ اچھا کرنا چار صفحہ ۳۸۲ سے۔
ب ۱۱ کوریہ ورت کے مناشروں کی رو صفحہ ۳۹۷ سے۔
ب ۱۲ ناستک چارک بدھ جین صفحہ ۵۱۸ سے۔

اردو چھوٹی تقطیع والی کا دوسرا باب یوں شروع ہوتا ہے :

मातृमान पितृमानाचार्यवान पुरूषो वेद

عالم ہونے کے وسائل

یہ شت پتھ براہمن کا قول ہے، درحقیقت جب تین فاضل ادیب یعنی ماں باپ اور اچاریہ ہوں تب ہی انسان عالم ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان، خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے ماں باپ دھارمک اور عالم ہوں جس قدر ماں

سے اولاد کو ہدایت ملتی اور فیض پہونچتا ہے اتنا اور کسی سے نہیں۔ جیسے ماں اولاد سے محبت اور پیار کرنا چاہتی ہے ویسے اور کوئی نہیں کرتا۔ استو ماتری ماں (تربیت یافتہ دھرماتما) جس کی ماں ہے وہ ماتری مان ہے۔ مبارک ہے وہ ماں جو حمل سے لے کر اس وقت تک کی تعلیم پوری ہو پاتی اور اولاد کو نیک اطوار کی ہدایت کرے۔

چھوٹی تقطیع والی (جس کے صفحہ ۳، ۷ کی عبارت نقل کی گئی) کے باب نمبر ۲ صفحہ ۳ و صفحہ ۷

ہدایت متعلق خوراک

ماں باپ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ حمل سے پہلے دوران ایام حمل میں اور اس کے بعد (یعنی زچہ ہونے کے بعد) منشی اشیاء شراب بدبودار خشک اور عقل کو خراب کرنے والی چیزوں کو چھوڑ دیں اور جن چیزوں سے شانتی، صحت، طاقت، عقل، ہمّت اور شوشیلتا (نیک اطواری) خاص کر ہو، ایسی ایسی چیزیں مثلاً گھی، دودھ، مٹھائی اشیاء خوردنی و نوشیدنی کا استعمال کریں جس سے رجس (حیض) بیرج (منی) کے بھی سب نقصوں سے پاک ہو کر نہایت اتنے صفات والے ہوں۔

اردو بڑی تقطیع والی کا باب نمبر ۲ صفحہ ۳۲ اس طرح شروع ہوتا ہے:

دوسرے باب کا آغاز
تربیت کے بیان میں

मातृ :

انسان عالم کس طرح ہو سکتا ہے

یرشت پتھ برہمن کا مقولہ ہے، اس کا مطلب ہے کہ جب تین فاضل ادیب تعلیم دینے والے یعنی ایک ماں، دوسرا باپ، تیسرا استاد میسر ہوں، تب ہی انسان ذی علم ہو سکتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان اور خوش نصیب ہے وہ اولاد جس کے

سر پیر دھرم پر چلنے ولے اور عالم ماں باپ ہوں۔ ماں سے جس قدر ہدایت اور فیض اولاد کو پہونچتے ہیں اس قدر کسی دوسرے سے نہیں۔ کیونکہ ماں اولاد سے جس قدر محبّت کرتی ہے اور ان کے لیے جس قدر بہتری کرنا چاہتی ہے اُتنا اور کوئی نہیں کرتا۔ اس لئے ماتری مان وہ شخص ہے جس کی ماں قابل تعریف اور دھرم پر چلنے والی ہو۔ مبارک ہے وہ ماں، جو روز حمل سے لے کر جب تک کہ پوری تعلیم نہ ہو جائے اولاد کو نیک سیرتی کی ہدایت کرے۔

بڑی تقطیع والی (جس کے صفحہ ۵۹۰) کی عبارت نقل کی گئی اس کے صفحہ ۳۳ باب ۲ پر یہ ہے:

ماں باپ کو خوراک کے لئے ہدایات

ماں اور باپ کو از بس لازم ہے کہ حمل سے پہلے نیز اس کے دوران میں اور اس کے بعد نشیلی چیز شراب بد بودار، خشک و مضر چیزوں کو ترک کریں۔ گھی، دودھ، مٹھا اور خورد و نوش کی دیگر چیزیں جو تسکین مزاج، صحت، طاقت، عقل، ہمت، نیک سیرتی اور شائستگی کو بڑھانے والی ہیں۔ ان کا استعمال کرتے رہیں تا کہ رجس اور دیگر یہ جملہ خرابیوں سے پاک ہو کر نہایت عمدہ اوصاف والا ہو۔

ہندی ایڈیشن اجمیر نگر والا

اس کے صفحہ ۲۳ سے دوسرا باب شروع ہوتا ہے۔ اس میں حسب ذیل عبارت ہے:

मातृमन:

بیشت پتھ برہمن کا وچن ہے وستومنتہ جب تین اُتم شکشک ارتھات ایک ماتا، دوسرا پتا اور تیسرا اچاریہ ہووے تب ہی منش گیان وان ہوتا ہے۔ وہ کل دھن وہ سنتان بڑا بھاگوان جس کے ماتا اور پتا دھارمک ودّوان ہوں ــــ جتنا ماتا سے

سنتانوں کو اُپدیش اور اُپکار پہنچتا ہے اتنا کسی سے نہیں۔ جیسے ماتا سنتانوں پر پریم اور ان ہیت کرنا چاہتی ہے اتنا انیہ کوئی نہیں کرتا اس لئے ماترمان ارتھا تھ "پرشستا دھارمکی ماتا وِدیتے سا ماترمان" دھن وہ ماتا ہے کہ جو گربھادھان سے لے کر جب تک پوری ودیا نہ ہو تب تک شوشیلتا کا اُپدیش کرے۔ ماتا اور پتا کو اتی اُچت ہے کہ گربھادھان کے پوروِمدھ اور پشچات مادک دروِیہ مدّ درگندھ رکش بدھی ناشک پدارتھوں کو چھوڑ کے جو شانتی آروگ بل بدھی پراکرم اور شوشیلتا سے سبھیتا کو پراپت کریں ویسے گھرت دُگدھ مشٹا ان پان آدی شریشٹ پدارتھوں کا سیون کریں کہ جس سے رجس ویریہ بھی دوشوں سے رہت ہو کر اتیوتم گن یکت ہوں۔

۱۸۷۵ء والے نسخہ کا دوسرا باب صفحہ ۳۰ سے شروع ہوتا ہے۔ اسکی عبارت حسب ذیل ہے:

मातृमान:

اُتّشرت پرتھم تو سب جنوں کو ماتا سے شکشا ہونی اُچت ہے۔ جنم سے لے کر تین ورش اتھوا پانچ ورش پرینت اپنے سنتانوں کو سُشکشا اوشیہ کرتے۔ پرتھم تو سوشرُت اور چرک جو ویدک شاستر ورنت ہیں ان کی ریتی سے شریر کے سوبھاؤ کے انکول دُگدھادکوں میں اوشدھوں کو ملا کے واسنکار کر کے پتروں کو اور کنیاؤں کو پلاوے اتھوا جو استری ان کو اپنا دودھ پلاوے سوئی استری اُن شریشٹ پدارتھوں کا بھوجن کرے جس سے کہ اسی کے دودھ میں ان کا انش آجائے گا جس سے بالکوں کی بھی شریر کی پشٹی بل اور بدّھی برِدّھ ہوئے اور شُدھ استھان میں ان کو رکھنا چاہیئے۔ شُدھ شگندھ دیش میں بالکوں کو بھرمن کرانا چاہیئے جب ان کا جنم ہوئے اسی دن اتھوا دوسرے تیسرے دن دھناڈھیہ لوگ اور راج لوگ داسی وا انیہ استری کی پرکشا کر کے کہ اس کے شریر میں روگ نہ ہوئے اور دودھ میں بھی روگ نہ ہوئے اس کے پاس بالک کو رکھ دیویں اور وہی استری ان کا پالن کرے۔ پرنتو ماتا اس استری کے اور بالکوں کے بھی شِکشا کے اوپر درِشٹی رکھے اور

رکھنے کا سامرتھ نہ ہوئے تو چھیری اتھوا گائے وبھینسوں کے دودھ سے بالکوں کا پوشن کریں۔ جہاں چھیری آدکوں کا ابھاؤ ہوئے وہاں جیسا ہوسکے ویسا کریں۔

نوٹ

اس سے آگے مسودہ ضائع ہوگیا

لہٰذا

کتاب اسی جگہ ختم کی جاتی ہے۔

ناشر

آہ! استاد مرحوم

ہم آپ کے
سایۂ عاطفت اور
ظلِّ حمایت سے محروم ہو گئے

تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ عموماً دور کی نگاہ میں جو خوبیاں نظر آتی ہیں، قریب آ کر دیکھنے میں وہ کم یا معدوم یا اس کے برعکس دکھائی دیتی ہیں۔ اسی بنا پر مثل مشہور ہے کہ دور کے ڈھول سہانے۔ مگر استاد مرحوم حضرت علامہ عدیل اختر صاحب قبلہ مرحوم طاب ثراہ کے معاملہ میں اس کو برعکس پایا۔ جو سُنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ جو مشہور تھا اس سے زیادہ پوشیدہ پایا۔ اُن کے علم و فضل اور کردار کی جو شہرت تھی اس سے کون ناواقف تھا۔ پھر جب کہ مرکز علم و کمال لکھنؤ میں آٹھ سال سے مولوی صاحب مرحوم کی عمومی تربیت میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تب کیونکر ناواقف رہ سکتا تھا۔ مگر مدرسۃ الواعظین میں داخل ہو کر جب استاد مرحوم کی آغوشِ تعلیم و تربیت میں جگہ ملی تو یقین آیا کہ کسی نے سچ کہا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"۔ ہم نے جو دیکھا وہ ہمارے عالم خیال سے بہت بلند تھا۔ آج جب کہ مولوی صاحب مرحوم موجود نہیں ہیں کہ ان کے خوش کرنے کے لئے کوئی کچھ لکھے۔ اس وقت اقطاع برصغیر ہند و پاکستان بلکہ افریقہ و کشمیر وغیرہ سے جو اس قومی حادثہ کے متعلق آوازیں آ رہی ہیں، میں نے ان کو بغور سُنا تو تقریباً سب میں دو باتیں مشترک پائیں۔ ہر لکھنے والے نے علاّمہ لکھا اور ہر کہنے والے نے حق گو، راست کردار، مضبوط رویہ کا انسان کہا۔ جو ہر انسانیت ان دو

اور نمائندہ مذہب کے واسطے یہی دو باتیں کافی ہیں خواہ لوگوں کو اس نورانی سورج کی ضیا باری کا علم ہو یا نہ ہو۔ دنیا اعراض کرے یا اقبال۔ لیکن اگر کوئی علم وعمل میں کامل یکتا ہے تو وہ عالم دین اور نمائندہ مذہب ہے۔ اگر استاد مرحوم میں یہ اوصاف گمنامی کے عالم میں بھی پائے جاتے تو بھی ان کی فضیلت و رفعت درجات کے واسطے کافی تھے۔ مگر اقطاع عالم سے جو خطوط و تار آئے علماء و فضلاء نے جس طرح تعزیت پیش کی، بڑی تعداد میں جو تعزیتی جلسے اور مجلسیں ہوئیں، ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم مرحوم کے کارناموں سے واقف تھی۔ آج ہر شخص کی زبان پر ہے کہ اس قومی حادثہ کی تلافی ناممکن ہے سچ ہے کب کسی مسند نشین علم کے اٹھنے کے بعد اس کی جگہ پر ہو سکتی ہے۔ جو آج ایسے جامع علوم ذات کے اُٹھ جانے سے قومی دنیا میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ پُر ہو سکتا ہے۔

ان سطور میں استاد مرحوم کا تعارف نہیں کرانا چاہتا اور نہ یہ ممکن ہے۔ سورج کو کس کی روشنی میں دکھلایا جائے۔ بلکہ میری اس تحریر کا مقصد صرف اپنے تاثرات پیش کرنا ہے۔

تربیت و تعلیم کا انداز

پچھلے لوگوں کی حکایات کے ذیل میں سُنا تھا کہ استاد کا اثر شاگرد میں ایسا ہوتا تھا کہ کامل شاگرد ہر طرح استاد کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ مگر موجودہ تعلیم میں سب سے بڑا نقص ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف استادوں سے سابقہ ہوتا ہے کہ شاگرد کسی ایک استاد کا بھی اثر قبول نہیں کر سکتا۔ چنانچہ استاد مرحوم اس طریقۂ تعلیم کے مخالف تھے۔ اُن کا طریقہ تھا کہ اپنے طالب علم کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سال کے عرصہ میں ایسا بنا دیتے تھے کہ آج تک مولوی صاحب مرحوم کا ہر فارغ التحصیل شاگرد علم و عمل میں نیک نام رہا۔

استاد مرحوم نے محسوس کیا کہ زمانہ میں دہریت اور لامذہبیت کے زور نے علم دین اور اس کے حاملین و طالبین کی جس قدر بے قدری کر دی ہے اس کا اثر ہے کہ آج کا

طالب علم اپنے ماحول سے ڈرا سہما نکلتا ہے کہ مخالف و معاند سے محجوب نہ ہو جائے۔ اس بے ہمتی اور احساس کمتری نے یہ اثر ڈالا کہ فکرِ معاش نے علم دین کے حصول کے ذوق و شوق کو فنا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کا طالب علم تعلیم و عمل میں کمزور نکلنے لگا۔ خود اس کی یہ خامی احساس کمتری کا سبب تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم سب سے پہلے نگاہِ طالب علم کو اتنا بلند کرتے تھے کہ مطمح نگاہ العلم علمان علم الادیان و علم ابدان ہی رہے۔

اس تربیت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ سفر کے صعوبات، مالی مشکلات، ناقدری کے احساسات کے باوجود بغیر کسی سہارے کے مرحوم کے طالب علم خدمتِ دین و تبلیغ حق کے لئے مختلف ممالک میں نکل جاتے تھے اور بامراد پلٹتے تھے۔

اس وقت بھی استاد مرحوم کے شاگردوں کی جماعت اس مذہبی و پیدائشی فریضہ کو بطور احسن انجام دے رہی ہے اور ان کا شمار ملک کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔

اپنے طالب علم سے جناب مرحوم کی محبت رسمی نہ ہوتی تھی بلکہ اولاد سے زیادہ چاہتے اور خیال کرتے تھے۔ طالب علم پر اولاد سے کم بھروسہ نہ رکھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب مولوی صاحب مرحوم سفر حج سے واپسی پر کراچی اترے تھے تو آپ کے اعزّا نے خواہش کی تھی کہ ملکی فرقہ وارانہ فضا خراب ہے آپ کراچی چلے آئیں۔ اس پر آپ نے جواب دیا تھا کہ میرے علاوہ اہل و عیال میں سب کو بلا لو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن جب تک میرا قیام مدرسۃ الواعظین میں ہے اس وقت تک میں وہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سے زیادہ آرام میں رہوں گا جس راحت میں تم لوگ رکھ سکتے ہو۔ اور اگر سفر آخرت درپیش آجائے گا تو بھی اس حالت سے اچھا ہوگا، جتنا اہتمام تم لوگ کر سکتے ہو' اور استاد مرحوم نے اس قول پر حرف بحرف عمل کر کے دکھا دیا۔ بارگاہِ احدیت میں دعا ہے کہ جناب مرحوم کے شاگرد آپ کے حسب اعتماد ثابت ہوں۔

تبلیغی دورے

بعد فراغت

سے اترے تو بارش ہو رہی تھی۔ قلی نے پوچھا کہ کہاں لے چلیں۔ آپ ناواقفیت کی بناپر خاموش تھے یہاں تک کہ اس نے اِس غریب الوطن خادمِ دین کی یہ کہہ کر رہبری کی کہ فلاں سرائے میں لے چلوں۔ سرائے میں قیام کیا۔ شب گذاری صبح کو دیکھا کہ رات جس کو زمین سمجھ کر سوئے تھے وہ صرف خس و خاشاک ہے۔ جسے اقتصادی بدحالی کے باعث خود ہی صاف کرنا پڑا۔ اس کے بعد شہر میں داخل ہوئے۔ بنگال جیسے غیر مناسب حال صوبہ میں شدھی کی تحریک جب زوروں پر تھی تو احقاق حق و اعلاء مذہب حقہ کے واسطے اس عالم میں نکلے کہ صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ اس طرح اپنے مساعی جمیلہ سے حفاظتِ دین فرمائی۔

چنانچہ نجم العلماء کی دور رس نگاہوں نے آثار سے پہچان کر اس قدر اعتماد کیا کہ دور کے ممالک سے اپنا ربط قائم کرنے کے واسطے منتخب کیا اور رنڈغاسکر بھیجا جہاں سے آپ کامیاب دورہ کر کے واپس آئے۔

اسی طرح سرزمین برما پر مذہبی بنیاد کو قائم و مستحکم کرنے کا جب سلسلہ شروع ہوا تب بھی استاد مرحوم کو منتخب کر کے دار السلطنت رنگون بھیجا گیا۔ آپ کی خدمات نے یہ اثر پیدا کیا کہ وہاں سے دوبارہ آپ کو بلایا گیا اور پھر رنگون تشریف لے گئے۔

کشمیر و تبت کا سفر کیا جہاں سیلاب میں گھرے پریشانی میں پڑے مگر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ مصروفیت اتنی بڑھی کہ پشاور میں مقیم اہل و عیال کی خبر گیری بھی نہ ہو سکی۔ تکالیف کا یہ عالم تھا کہ کمبل اوڑھ کر اس کے اندر اپنی ڈائری لکھی۔

تبت و کشمیر میں آپ کا مایہ ناز کارنامہ یہ تھا کہ فرقۂ نوربخشیہ اور شیعوں کے اختلاف کی خلیج کو مٹایا جو برابر وسیع ہوتی جا رہی تھی۔ حالات کی بناپر آپ کا زیادہ قیام نہ ہو سکا ورنہ شاید نوربخشی فرقہ کی شیعوں میں شمولیت ہو جاتی۔

جناب مرحوم کی ناقدانہ نظر میں فرقۂ نوربخشیہ کی بنیاد عالم تقیہ میں خدمتِ تبلیغ کرنے کی بناپر پڑی کہ شیعیت کو صوفیت کے لباس میں محفوظ کر کے عوام کو اس کی طرف توجہ دلائی۔ بعد میں زمانہ کے حالات نے صوفیت کے پردہ کو چاک نہ ہونے دیا اور نہ باقی

فرقہ کے شیعہ ہونے میں آپ کو شک نہ تھا۔ زیادہ دن نہیں گذرے جب آپ کو اسی جذبۂ خدمتِ دین نے مسقط جیسے بعید المسافت ملک میں جانے پر مجبور کیا اور کئی ماہ تک آپ وہاں مصروف خدمت رہے۔

ان طویل سفروں کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصّوں میں حسب ضرورت و دعوت دورہ فرماتے رہے۔ چنانچہ اس سال صوبہ سوراشٹر کا دورہ کیا۔ مہوا بندر، احمد آباد، بھاؤنگر وغیرہ میں تقریریں فرمائیں جن کے نقوش اب تک اپنی پوری تابناکی کے ساتھ موجود ہیں۔ جیسا کہ وہاں سے آمدہ خطوط و تار اور مجلسوں و تعزیتی جلسوں سے معلوم ہوتا ہے۔

گذشتہ سال جنوبی ہند میں مدراس و بنگلور وغیرہ کا دورہ فرمایا جس کے نتیجہ میں ویلور میں ایک صاحب نے مذہب اہلسنت چھوڑ کر مذہب حقہ امامیہ جعفریہ اثنا عشریہ قبول کیا۔

بنگلور میں سیرتِ نبویہ پر آپ نے ایسی پُر اثر تقریر فرمائی کہ محمد شریف صاحب صدر جلسہ نے جو ریاست میسور میں وزیر ہیں اپنے تاثرات کا اظہار تقریر صدارت میں کیا۔

مذہبی خدمت کا شغف

جناب نجم العلماء نے استاد مرحوم کے علمی و عملی کمالات اور دینی شغف کو دیکھ کر مدرسۃ الواعظین کی رہبری کے واسطے منتخب کیا اور پشاور سے بُلا کر لکھنؤ میں رکھا۔

استاد مرحوم نے بھی اخیر وقت تک اس فرض کو اس طرح انجام دیا کہ آپ کے بعد جماعت مبلّغین اپنے لئے راہبر کی تلاش میں ہے۔ مگر حیران۔

استاد مرحوم نے شدید مصائب کا مقابلہ کیا۔ اعزّا کا فراق گوارا کیا۔ اپنے اور بعد والوں کے مستقبل کو تاریک کیا مگر مدرسۃ الواعظین کی

کے نورانی چہرہ کو بے نقاب کر دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ جناب مرحوم نے اپنے پسماندگان کے واسطے علاوہ قرض کے کچھ نہ چھوڑا۔ مگر قوم اور مذہب کے واسطے اپنی معنوی اولاد کا زبردست سرمایہ چھوڑا جو بحمد اللہ مختلف ممالک میں استاد مرحوم کی نیابت میں مذہبی فرائض انجام دے رہا ہے۔

بلند کرداری و عمل کی پختگی

مولانا مرحوم جس مضبوط کردار کے حامل تھے اُس سے زیادہ عرض کرنے کا محل نہیں۔ صرف ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ زمانہ قیام پشاور میں بعض معاملات ایسے پیدا ہوئے جن میں استاد مرحوم کی آمدنی بالکل مفقود ہو گئی اور شاید مدرسہ پر اس زمانہ کی تنخواہ اب تک باقی چلی آتی تھی۔ غرض کہ آمدنی اتنی نہ تھی اور اہل و عیال کا بار تھا۔ عین اسی زمانہ میں پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمت میں کورم ایجنسی کے قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے اس کو شرعاً جائز نہ خیال کرتے ہوئے رَد فرمایا، حالانکہ وہ وقت شدید مالی دقتوں کا تھا۔

اپنے کردار سے مدرسۃ الواعظین کو جو عظیم الشان فوائد پہنچائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قومی اختلافات بہ کثرت رونما ہو گئے تھے، خصوصاً مذہبی اور سیاسی و مقامی اختلافات نہایت شدّت اختیار کر گئے تھے۔ مگر آپ غیر جانبدار پالیسی اختیار کر کے اس پر شدّت سے قائم رہے کہ آج بہت سی ہستیاں اختلافی بن چکی ہیں۔ مگر مدرسۃ الواعظین کی قوم میں وہی حیثیت ہے جو ۱۹۱۹ء میں قیام مدرسہ کے وقت تھی۔

اس طرح جب آپ کا قیام پشاور میں تھا تو کسی مذہبی معاملہ پر حکومت اور شیعوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ گورنر سرحد نے عمائدین قوم کو بُلایا۔ یہ سنگینوں کا دور تھا اور پشاور کی سرزمین جہاں سوائے قتل کے کوئی سزا نہ تھی۔ آپ بحیثیت شیعہ عالم پیش ہوئے۔ حکومت اپنے اثرات سے معاملہ کو دبانا چاہتی تھی۔ قبل اس کے کہ گفتگو شروع ہو آپ نے کھڑے ہو کر قوم کے مطالبہ کو پیش کیا اور اس کے نامنظور ہونے اور شیعوں کی جانبازی کا

ذکر کرکے اس سے پہلے محفل سے چل کھڑے ہوئے کہ گفتگو بڑھے اور ردو قدح ہو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلسہ برخاست ہوگیا اور معاملہ حسب منشار قوم طے ہوگیا۔

تبرّا ایجی ٹیشن میں خدمات

جب لکھنؤ کی فضار تحریکِ مدحِ صحابہ کے زہر سے مسموم تھی اور اس کی امداد کے واسطے اہل شہر و علمار جناب ناصر الملۃ کے مکان پر جمع تھے۔ مومنین طالب تھے کہ ہم کو اذن مل جائے تو ایجی ٹیشن شروع کردیں۔ جناب ناصر الملۃ اور نجم العلمار اپنے اجتہادی فکر کی بنا پر خاموش تھے۔ آپ نے یہ کہہ کر فیصلہ کے قریب کردیا، اذن کیوں چاہتے ہو؟ یہ کبھی نہ کہیں گے کہ قتل و خونریزی کا راستہ کھلے، مگر منع بھی نہیں کر رہے ہیں تم نے اطلاع کردی اب جاکر شروع کرو۔ اگر ان کو منع کرنا ہوگا تو منع کردیں گے۔ تم رک جانا۔ غرض کہ دوسرے دن محاذ حسینی شروع ہوگا۔

فریق مخالف نے ممبران کونسل واسمبلی میں یہ پروپیگنڈا کر دیا کہ کسی فریق کو کیا حق ہے کہ وہ دوسرے مذہب کے رہبر کے متعلق اس کے ماننے والوں کو اسکی مدح و ثنار نہ کرنے دیں۔ یہ ایسا کلمۂ حق تھا جس سے اس طرح ارادہ باطل ہوگیا کہ شیعوں کے خلاف رائے عامہ پیدا ہوگئی۔ چنانچہ استاد مرحوم نے انگریزی میں "تبرّا اینڈ مدح صحابہ" ایک مختصر رسالہ لکھا اور طالب علموں سے پریس کا کام لے کر رات ہی کو چھپوایا۔ دوسرے دن ہر ممبر کے ہاتھ میں اس کی ایک کاپی تھی اور حامیانِ مدح صحابہ کا قصر تزویر منہدم ہوچکا تھا۔ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے عاجز آکر حکومت نے گرفتار کرنا چاہا مگر جناب رئیس الحفاظ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ دام ظلّہ جیل جانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے جانے کے بعد صوبہ سرحد و پنجاب کے مجاہدین میں انتشار ہوجاتا لہٰذا آپ روپوش ہوگئے اور پشاور پہنچ کر اعانت محاذ فرماتے رہے۔

اصابتِ رائے

مولوی صاحب مرحوم صاحبِ تقویٰ و ورع عالمِ دین ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ

کا لباس تدبّر رکھتے تھے۔ چنانچہ جب شریعت کانفرنس منعقد ہوئی تو باوجود اس کے کہ اس کے داعی اور شرکاء سب حضرات اہلِ سنّت تھے۔ مگر آپ کو اس کا نائب صدر چُنا گیا اور جمعیۃ علماء ہند کو یہ بات یاد تھی یہاں تک کہ جب دو سال پہلے لکھنؤ میں جمعیۃ العلماء کا سالانہ اجلاس ہوا اور شیعہ علماء کی شرکت کے خواہش مند ہوئے تو دعوت میں شرکت کی دلیل مولوی صاحب مرحوم کی شریعت کانفرنس کی شرکت کو پیش کیا۔ چنانچہ مجلس علماء شیعہ کے نمائندے جناب خان بہادر مولوی مہدی حسن صاحب نے شرکت بھی فرمائی۔

گذشتہ سال حکومت ہند نے ایشیائی ممالک سے تمدّنی و ثقافتی تعلقات قائم کرلئے، ایک ادارہ کھولا تو اس میں بحیثیت نمائندہ مدرسۃ الواعظین مولوی صاحب مرحوم کو دعوت دی گئی اور آپ دہلی تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا جب مولوی حفظ الرحمٰن صاحب کو معلوم ہوا کہ آپ گلزار ہوٹل بلیماران میں مقیم ہیں تو فوراً اپنا مہمان کیا اور اتنا مجبور کیا کہ ہوٹل سے اُٹھ کر جمعیۃ کے دفتر میں قیام کرنا پڑا۔ دورانِ قیام میں ہر طرح کی مہمان داری ہوتی رہی اور اجلاس میں بھی ساتھ ساتھ شرکت ہوئی۔

لیکن سیاست کو غیر مستقل دیکھتے ہوئے اپنی نہ بدلنے والی طبیعت کی بنا پر کنارہ کشی کرلی پھر بھی نجی طور پر جو باتیں آپ کہہ جاتے تھے تجربہ شاہد ہے وہ پوری اترتی تھیں۔ آج سے تقریباً دو سوا دو سال قبل سیاسی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ کانگریس کا کام ختم ہوچکا ہے اس میں شدید بحران ہوگا اور عوام سے رابطہ کم ہوجائے گا۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ رفیع احمد قدوائی اپنے ساتھیوں سمیت آل انڈیا کانگریس پارٹی سے الگ ہوچکے ہیں۔ جواہر لال نے تنگ آکر ورکنگ کمیٹی سے استعفا دے دیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ کانگریس عوام سے دور ہوگئی، جس کو قریب کرنے کے واسطے یہی تدبیر کارگر تھی۔

اسی طرح جب ہندی کو قومی زبان بنانے کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا تھا کہ عملاً ہندی سرکاری زبان کا کام نہ دے سکے گی۔ جذبات جتنے

دنوں تک اس کو زندہ رکھ سکیں اس کی اتنی ہی مدّت حیات ہے چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ فی الحال حکومت نے ہندی کو سرکاری زبان بنا کر دس سال کے واسطے انگریزی کو سرکاری زبان قرار دیا ہے۔ مگر اس مدت کے بعد بھی ہندی کے برسرکار ہونے کی امید نہیں ہے۔

چھ ماہ ہوئے ہوں گے جب وزیر داخلہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ زبان کے معاملہ میں ازسرِنو سوچنا ہوگا۔ مضمون مختصر ہونے کے باوجود طویل ہوگیا۔ ابھی بہت کچھ قلب و دماغ میں محفوظ ہے جس کے لئے سوانح عمری کے صفحات موزوں گے جس کے اتمام کی خدا سے دعا ہے اور استاد مرحوم کے تلامذہ و معاصرین و اعزّا سے امداد کا طالب ہوں۔

اشکبار

غلام عسکری

قطعۂ تاریخ

رحلت پر حسرت علامہ سید عدیل اختر صاحب اعلی اللہ مقامہ
جو مرحوم کی مجلس فاتحہ خوانی میں بمقام محمود آباد ضلع سیتاپور
۲۱ اگست ۱۹۵۰ء کو پڑھا گیا۔

نہ انقلاب زمانہ بہ گردشِ پیہم   نصیب است غمِ دلخراش و دردِ جگر
چہ درد۔ درد فراق جناب مولانا   چہ غم ہمیں غمِ علامۂ عدیل اختر
فقیہ کامل و ابرار و عالم جیّد   امیر مدرسۃ الواعظین۔ اہلِ نظر
نہ خوف لومۃ لائم بوقت وعظ و پند   نہ فکرِ جاہ نہ ذوقِ حصولِ سیم و زر
زہے مبلغ حق گو کہ بزم تبلیغش   زِ نورِ مصحف اللہ بود جلوہ گر
بہ علم خادمِ باب مدینہ ہر علم   بہ شاہ راہ عمل سالک رہ بوذر
رسید در چمن خلد نزد معصومینؑ   زہے عمل، زہے نفسِ ذکی زہے جوہر

برائے سال مسیحی و ہجریش زائر
بگو، یگانۂ معصوم شد عدیل اختر

۱۹۵۱ء
۱۳۷۰ھ (حروف منقوط)

زائر سیتاپوری

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ
۱۱ اگست ۱۹۶۸ء
تنظیم المکاتب

TANZEEMUL MAKATIB
Golaganj, Lucknow-18 (India)